وہ سب اِن کو دیا ہے مع شے زائد۔ نہیں بلکہ ہر ایک کو انہی سے پہنچا ہے۔ اور
اُن سب کا علم اِن کے دریائے علم کے مقابلہ میں ایک قطرہ کی مثال ہے۔ یہ مسلّم ہے۔
کہ حضرات ائمہؑ مثل جناب رسول خداؐ جملہ ماسوے اللہ پر حجۃ اللہ ہیں۔ اور سوائے خصوصیاتِ منصوصہ
جملہ صفات میں مثل پیغمبرؐ ہیں۔ (کما مرّ) "ونقل عن الصادقؑ علمنا واحد وفضلنا واحد ونحن شئی
واحد وکل ما کان لمحمدؐ فلنا مثلہ الا النبوۃ والازواج"۔ یعنی "ہمارا علم ایک ہے ہمارا فضل ایک ہے
اور ہم سب ایک ہی ہیں۔ اور جو کچھ رسول خداؐ کے لئے تھا وہی ہمارے لئے ہے سوائے نبوت (کہ ہم
نبی نہیں) اور عورتوں کے"۔ چنانچہ حضرت جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں "ان اللہ عزوجل
اثنا عشر الف عالم کل عالم منھم اکبر من سبع سموات وسبع ارضین مایری عالم منھم
ان للہ عزوجل عالما غیرھم وانی الحجۃ علیھم"۔ یعنی "خدا کے بارہ ہزار عالم ہیں ہر ایک عالم
ان میں سے ساتوں زمین اور ساتوں آسمانوں سے بڑا ہے۔ اور ان میں سے ایک کو دوسرے کی خبر
نہیں۔ اور وہ نہیں جانتے کہ ان کے سوا اور بھی کوئی عالم ہے۔ اور میں ان جملہ عوالم پر حجت اللہ
ہوں"۔ اور ابو سعید نے جناب امام حسن علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا "خدا کے دو شہر
ہیں۔ ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں۔ اور ہر ایک کی لوہے کی فصیل ہے۔ اور ہر فصیل میں ہزار در
سونے کے ہیں۔ ہر در سے ستر ہزار آدمی داخل ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک کی زبان دوسرے کے مخالف
ہے۔ اور میں ہر ایک لغت کو جانتا ہوں۔ اور ان دونوں میں سوائے میرے اور میرے بھائی حسینؑ کے
اور کوئی فرزند نبی نہیں ہے۔ اور میں اس وقت ان سب پر حجت اللہ ہوں"۔ اور ابو صالح نے
حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ آپؑ نے فرمایا "یہ قبۂ آدمؑ ہے۔ اور خدا کے اور بہت
سے قبے ہیں یعنی سماوات۔ لیکن تمہارے اس مغرب کے پیچھے چالیس مغرب اور ہیں۔ جو زمین
روشن مخلوقات سے پر ہیں۔ وہ سب ہمارے نور سے مستضئ و مستفیض ہوتے ہیں چشم زدن
کے واسطے خدا کی معصیت نہیں کی۔ وہ جانتے بھی نہیں۔ کہ آدم پیدا ہوئے یا نہیں ہوئے۔ اور
فلاں و فلاں سے بیزاری رکھتے ہیں"۔ اور جابرؓ سے مروی ہے۔ کہ حضرت باقرؑ نے فرمایا "تمہارے
اس آفتاب کے پیچھے چالیس آفتاب اور ہیں۔ اور ایک آفتاب سے دوسرے آفتاب تک چالیس
سال کا راستہ ہے۔ اور ان میں بہت سی آبادی ہے۔ وہ جانتے بھی نہیں۔ کہ کوئی آدم پیدا ہوا ہے
یا نہیں۔ اور اس قمر کے پیچھے چالیس قمر اور ہیں۔ اور ہر ایک کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے۔
ان میں بہت مخلوقات ہے۔ جو آدم سے واقف بھی نہیں۔ ان تمام عوالم پر میں حجت اللہ ہوں"۔ پس جب

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

جناب تمام عوالم پر حجۃ اللہ ہیں۔ تو تمام عوالم کے علوم ضروریہ کا جاننا بھی ضروری ہے۔ لہٰذا وہ کل ما یحتاج عوالم کو جانتے ہیں۔ خواہ علوم و فنون ہوں۔ خواہ صنائع و بدائع۔ اور علم قرأت و کتابت اوّل ضروریات عالم میں سے ہے۔ جس کا جاننا سب سے پہلے ضروری ہے۔ وہ ہر مخلوق کی آواز و زبان سنتے اور سمجھتے ہیں۔ چنانچہ حسن زبیری الکرخی کی روایت معروف ہے۔ کہ اس نے حضرت صادق ؑ سے کچھ دریافت کیا آپ ؑ نے جواب دیا۔ اس نے کہا۔ ایسا نہیں ہے۔ اور چند مرتبہ اس نے ایسا ہی کیا۔ کہ آپ ؑ کے جواب کو تسلیم نہ کیا۔ پھر آپ ؑ نے فرمایا "اتری من جعلہ اللہ حجۃ علی خلقہ یخفی علیہ شئ من امور ھم" "کیا یہ تیرے نزدیک ممکن ہے۔ کہ خدا جس کو اپنی مخلوق پر حجت قرار دے۔ اس سے ان کے کسی امر کو پوشیدہ رکھے"؟ ثمالی سے مروی ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں نے ابوجعفر ؑ سے سنا۔ کہ وہ فرماتے تھے۔ عالم کبھی جاہل نہیں ہوتا۔ کہ ایک شے کا عالم ہو۔ اور ایک کا جاہل۔ اور خدا اس سے بزرگ و برتر ہے۔ کہ ایک شخص کی اطاعت لوگوں پر واجب کرے۔ اور پھر اپنی زمین و آسمان کی خبریں اس سے پوشیدہ رکھے۔ ہرگز پوشیدہ نہیں رکھتا۔ علامہ مجلسیؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں "عالم جاہل نہیں ہوتا" کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ عالم جس کی اطاعت خدا نے واجب کی ہے۔ کسی شے سے جاہل نہیں ہوتا۔ اور حقیقۃً عالم نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ ان تمام باتوں کا عالم نہ ہو۔ جو بشر کے لئے ممکن ہو سکتی ہیں۔ ورنہ کسی نہ کسی چیز کا تو ہر شخص عالم ہے۔ اور ہشام بن الحکم کی روایت میں ہے کہ اس نے امام ؑ سے پانچ حروف کلام کی بابت دریافت کیا۔ اور کہا۔ لوگ یہ کہتے ہیں۔ آپ ؑ نے ان کی نفی فرمائی۔ اور آخر میں فرمایا۔ "اتشک یا ھشام من شک ان اللہ یحتج علی خلقہ بحجۃ لا یکون عندہ کل ما یحتاجون الیہ فقد افتری علی اللہ" یعنی "اے ہشام کیا تو شک کرتا ہے۔ حالانکہ جو شخص شک کرے۔ کہ خدا جس کو اپنی حجت قرار دیتا ہے۔ اس کے پاس جمیع ما یحتاج ہوتا ہے۔ تو وہ خدا پر افتراء کرتا ہے۔ حجۃ اللہ کے لئے ضروری ہے۔ کہ جمیع علوم و فنون و ما یحتاج عوالم کا عالم اور سان بتقاد اور صاحب علم ہو۔" "الحجۃ من لا یقول لا ادری" "و الامامۃ ریاسۃ عامۃ من حیث التقدم والعلم والقدرۃ والحکم"۔ ابوبصیر سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ حضرت باقر العلوم ؑ نے فرمایا۔ کہ علی ؑ سے علم نبی ؐ کی بابت دریافت کیا گیا۔ تو فرمایا۔ کہ علم نبی ؐ تمام انبیاء کا علم تھا۔ یعنی جو تمام انبیاء کو علم دئے گئے تھے۔ وہ سب آپ ؐ کو دئے گئے تھے۔ اور علم ما کان و ما یکون دیا گیا تھا۔ اور خدا کی قسم جو کچھ علم نبی ؐ تھا۔ اس کو میں جانتا ہوں۔ اور وہ میرے اندر ہے۔ اور سعد بن اصبع کہتا ہے۔ کہ میں نے حضرت صادق ؑ سے سنا۔ کہ فرماتے تھے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ خدا ایک اپنے بندے پر احسان کرے۔ اور اس کو اپنی حجت قرار دے۔ اور پھر اس سے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

اپنے امر میں سے کسی شے کو پوشیدہ رکھے۔

تبصرہ۔ صاحب تفسیر برہان نے کتاب منہج التحقیق سے انہیں علامہؒ نے ہفتم بحار میں نقل کیا ہے۔ کہ سلمان فارسیؓ نے کہا ہے۔ کہ جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے ہیں۔ تو میں حسنینؑ۔ محمد بن حنفیہ محمد بن ابی بکر۔ عمار یاسرؓ اور مقدادؓ بن اسود کندی ایک دن جناب امیرؑ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ امام حسنؑ نے عرض کیا۔ یا امیر المومنینؑ حضرت سلیمانؑ نے اپنے پروردگار سے ملک عظیم کی خواہش کی۔ اللہ نے ان کو عطا کیا۔ کیا آپؑ بھی ایسے ملک کے مالک ہیں؟ فرمایا۔ خدا کی قسم اللہ نے بعد رسول خداؐ تمہارے باپؑ کو وہ ملک و حکومت عطا کی ہے۔ جو نہ اس سے پہلے کسی کو دیا۔ اور نہ بعد دیا۔ عرض کیا۔ ہمیں کچھ دکھائیے۔ فرمایا۔ انشاءاللہ۔ پس وضو کیا۔ اور دو رکعت نماز پڑھی۔ اور ایسے الفاظ میں دعا کی جسکو لوگ نہ سمجھے۔ پھر آپؑ نے مغرب کی طرف اشارہ کیا۔ فوراً بادل کا ایک ٹکڑا آیا۔ اور گھر پر ٹھہر گیا۔ اور پھر ایک دوسری بدلی آئی۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا اے بدلی بحکم خدا نیچے اتر۔ وہ فوراً نیچے اتر آئی۔ اور اس سے آواز آتی تھی۔ اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وانك وصيه وخليفته من شك فيك فقد هلك۔ پھر وہ زمین پر مثل فرش کے پھیل گئی۔ جناب امیرؑ نے ہم سے فرمایا۔ اس بدلی پر بیٹھ جاؤ۔ ہم بیٹھ گئے۔ پھر دوسری بدلی کو اتارا۔ وہ بھی کلمۂ شہادت پڑھتی ہوئی اتری۔ جناب امیرؑ اس پر بیٹھے۔ پھر کچھ تکلم فرمایا۔ اور مغرب کی طرف چلنے کا حکم دیا۔ دونوں بدلیوں کے نیچے ہوا داخل ہوئی اور ان کو اٹھا کر لے چلی۔ اور ہم نے دیکھا آپ کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور نور آپؑ کے چہرۂ مبارک سے ساطع تھا۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ کہ یا امیر المومنینؑ سلیمانؑ بن داؤدؑ تو خاتم کے ذریعہ مالک تھے تمہاری کس وجہ سے ہر چیز اطاعت کرتی ہے۔ فرمایا۔ انا عين الله في ارضه ولسانه الناطق في خلقه انا نور الله الذي لا يطفى انا باب الله الذي يوتى منه وحجته على عباده۔ پھر انگشتر سلیمانؑ جیب سے نکال کر دکھلائی۔ جس پر محمدؐ و علیؑ کندہ تھا۔ پس ہم نے تعجب کیا۔ آپؑ نے فرمایا۔ کس بات سے تعجب کرتے ہو۔ میں آج تمہیں وہ دکھلاؤنگا۔ جو تم نے کبھی نہیں دیکھا۔ امام حسنؑ نے عرض کیا۔ ہمیں یاجوج و ماجوج و سد سکندر دکھلائیے۔ فرمایا۔ اچھا۔ پس ہم چل دئے۔ ہوا ہمیں اٹھائے لئے جاتی تھی۔ اور اس سے گرج کی سی آواز سنائی دیتی تھی۔ یہاں تک کہ ہم ایک بلند پہاڑ کے پاس پہنچے۔ وہاں ایک درخت دیکھا جس کی شاخیں سوکھ گئی تھیں۔ اور پتے جھڑ گئے تھے۔ امام حسنؑ نے عرض کیا۔ یہ درخت کیوں سوکھ گیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا۔ اس سے پوچھو۔ کچھ جواب نہ آیا۔ پھر آپؑ نے فرمایا۔ اے درخت کیوں جواب نہیں دیتا۔ آواز آئی۔ لبیک یا وصی رسول الله وخليفته۔ اور کہا! اے ابو محمدؑ آپکے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

والد بزرگوار وقت سحر ہر شب یہاں آتے تھے۔ اور دو رکعت نماز پڑھتے اور بہت تسبیح کرتے تھے۔ جب نماز و دعا سے فارغ ہوتے۔ تو ایک بدلی آتی۔ جس سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔ اور اس پر ایک کرسی ہوتی تھی۔ اس پر سوار ہو کر چلے جاتے تھے۔ اب چالیس دن ہو گئے ہیں۔ کہ آپ نہیں آئے۔ اسی وجہ سے میں خشک ہوں۔ پس امام علیہ السلام اُٹھے۔ دو رکعت نماز ادا کی۔ اور درخت پر ہاتھ پھیرا۔ وہ سبز ہو گیا۔ اور ہوا ہم کو لے چلی۔ ناگاہ ہم نے ایک فرشتہ دیکھا۔ جس کا ایک ہاتھ مغرب میں اور دوسرا مشرق میں تھا۔ جب اُس نے امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھا تو کہا۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ ارسلہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ و لو کرہ المشرکون و اشھد انک وصیہ و خلیفتہ حقاً و صدقاً۔ میں نے عرض کیا۔ یا امیر المومنین ع یہ کون ہے۔ فرمایا۔ یہ ایک فرشتہ ہے۔ جس کو اللہ نے ظلمت لیل و ضوء نہار پر موکل کیا ہے۔ اور روز قیامت تک اسی طرح رہیگا۔ تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے سیاست امور دنیا کو مجھ سے متعلق کیا ہے۔ اور اعمال عباد ہر روز مجھ پر پیش ہوتے ہیں۔ اور پھر خداوند عالم کی طرف مرتفع ہوتے ہیں۔ پھر ہم چل دئے۔ یہاں تک کہ سد یاجوج ماجوج تک پہنچے۔ حضرت ع نے ہوا کو قریب کوہ بلند اُترنے کا حکم دیا۔ اور وہ جبل خضرا تھا۔ پس ہم نے سد یاجوج و ماجوج کی طرف نظر کی۔ تو اس کو منتہائے نظر کے برابر بلند پایا۔ اور مثل شب تاریک سیاہ دیکھا۔ اور اُس کے کناروں سے دھواں نکلتا تھا۔ پس آپ ع نے فرمایا۔ اے ابو محمدؓ ان لوگوں پر صاحب الامر میں ہی ہوں۔ ہم نے وہاں تین قسم کے لوگ دیکھے۔ ایک ایک سو بیس ذراع طویل تھے۔ اور دوسرے ساٹھ ذراع۔ اور تیسرے ایک کان بچھاتے تھے اور دوسرا اوڑھتے تھے۔ پھر حضرت ع نے ہوا کو حکم دیا۔ تو وہ کوہ قاف کی طرف لے چلی۔ پس ہم نے اس کو مثل سبز زمرد دیکھا۔ اور اس پر ایک فرشتہ بصورت نسر موکل دیکھا۔ اس فرشتے نے کہا۔ السلام علیک یا وصی رسول اللہ و خلیفتہ۔ کیا مجھے سوال کی اجازت ہے۔ آپ ع نے جواب سلام دے کر فرمایا۔ تو کہیگا یا میں ہی خبر دوں۔ کہ تو مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ عرض کیا۔ یا امیر المومنین ع آپ ہی کہئے۔ فرمایا۔ تو مجھ سے یہ اجازت چاہتا ہے۔ کہ تو حضرت خضر ع سے ملاقات کو جائے۔ کہا۔ ہاں۔ فرمایا۔ جا اجازت ہے۔ وہ فوراً بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہکر روانہ ہُوا۔ اور ہم فرا دیر پہاڑ پر ٹہلنے لگے۔ کہ وہ فرشتہ خضر ع سے مل کر واپس آگیا۔ میں نے کہا (سلمان)۔ اے امیر المومنین ع۔ دیکھا کہ یہ فرشتہ بلا آپ کی اجازت کے حضرت خضر کی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ملاقات کو نہیں جا سکتا۔ فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی۔ جس نے آسمانوں کو بلاستون ظاہری قائم کیا ہُوا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی بلا میری اجازت کے ایک دفعہ کے واسطے اپنی جگہ نہیں چھوڑ سکتا اور یہی حال میرے بعد میرے فرزند حسنؑ و حسینؑ اور اُس کے نو فرزندوں کا ہے۔ جن کا نواں قائمؑ آلِ محمدؐ ہے۔ ہم نے کہا۔ اس فرشتے کا نام کیا ہے۔ فرمایا۔ ترخائیل۔ ہم نے عرض کیا۔ آپ کس طرح پر شب کو یہاں آتے ہیں۔ فرمایا جس طرح تمکو لایا قسم ہے خلاق عالم کی۔ میں ملکوت سماوات وارضین کا ایسا مالک ہوں۔ کہ اس کے ادنٰے حصے کا تمہیں علم ہو جائے۔ تو تم متحمل نہ ہوسکو گے تحقیق کہ خدا کے اسم اعظم تہتر حرف ہیں۔ اور آصف برخیا کے پاس صرف ایک حرف تھا۔ جب انہوں نے اس کو پڑھا۔ خدا نے ان کے لئے زمین کو منخسف کر دیا۔ وہیں کھڑے کھڑے انہوں نے تخت بلقیس کو اُٹھا لیا۔ اور پھر زمین اپنی حالت پر فوراً لوٹ گئی۔ اور والله ہمارے پاس بہتر حرف ہیں۔ اور ایک حرف خدا نے اپنے علم غیب میں مخصوص رکھا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ پہچانا ہم کو جس نے پہچانا۔ اور انکار کیا جنہوں نے انکار کیا۔ (ہر شخص ہمیں نہیں پہچان سکتا) پھر حضرتؑ اُٹھے۔ اور ہم نے ایک جوان کو دو قبروں کے درمیان نماز ادا کرتے دیکھا۔ ہم نے عرض کیا۔ یا امیر المومنینؑ یہ کون ہے۔ فرمایا۔ صالح پیغمبرؑ۔ اور یہ ان کے والدین کی قبریں ہیں۔ ان کے درمیان خدا کی عبادت کرتے ہیں حضرت صالحؑ نے یہ محسوس کر کے رونا شروع کر دیا۔ اور انگلی سے جناب امیرؑ کی طرف اشارہ کیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ تو ہم نے دریافت کیا۔ روتے کیوں ہو۔ فرمایا۔ امیر المومنینؑ ہر صبح یہاں سے گزرا کرتے تھے۔ بس یہاں بیٹھتے تھے۔ اور انکی طرف نظر کرنے سے میری عبادت زیادہ ہو جاتی تھی۔ اب دس دن سے یہاں تشریف نہیں لائے۔ ہم نہایت متعجب ہوئے۔ آپؑ نے فرمایا۔ کیا تمکو سلیمانؑ بن داودؑ کو دکھلاؤں۔ عرض کیا۔ ہاں۔ پس ہمکو ایک باغ میں داخل کیا۔ جس میں ہر قسم کے میوے تھے۔ نہریں جاری تھیں۔ پرندے درختوں پر بول رہے تھے۔ پرندے آئے۔ اور حضرتؑ کے گرد اگرد اُڑنے لگے۔ اور ایک تخت دیکھا جس پر ایک جوان سو رہا تھا۔ اور ہاتھ سینے پر رکھے ہوئے تھا جناب امیرؑ نے انگوٹھی اپنی جیب سے نکالی۔ اور اس جوان کی انگلی میں پہنا دی۔ وہ فوراً اُٹھ بیٹھا۔ اور کہا۔ السلام علیک یا امیر المومنین ووصی رسول رب العٰلمین انت و الله الصدیق الاکبر والفاروق الاعظم۔ فلاح پائی جس نے تجھ سے تمسک کیا۔ اور محروم و بدنصیب رہا جس نے تجھ سے تخلف کیا۔ میں نے تم اہلبیتؑ کے واسطے سے خدا سے سوال کیا تو مجھ کو یہ ملک عظیم دیا گیا۔ پس میں (سلمان) نہ رہ سکا۔ جناب امیرؑ کے قدموں پر گر پڑا۔ اور اُن کو بوسہ دیتا تھا۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

اور خدا کی اس نعمت عظمٰی پر کہ اس نے مجھ کو ولایت امیر المومنینؑ وائمہ طاہرین کی توفیق دی۔ خدا کی حمد و ثنا بجالاتا تھا۔ اور میرے ساتھیوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ پھر میں نے دریافت کیا۔ کوہ قاف کے پیچھے کیا ہے۔ فرمایا اس کے پیچھے ہے وہ جس کو تمہارا علم نہیں پہنچ سکتا۔ ہم نے کہا۔ یا امیر المومنینؑ آپ واقف ہیں؟ فرمایا میں اس کو اس طرح جانتا ہوں جس طرح اس دنیا کو۔ اور میں ہی بعد رسول خداؐ اس پر حفیظ و شہید ہوں۔ اور اسی طرح سے میرے اوصیاء میری اولاد سے شہداء ہیں۔ اور میں طرق زمین سے طرق آسمان کا زیادہ عارف ہوں۔ ہم ہی اسم مخزون مکنون الٰہی اور ہم ہی وہ اسماء حسنٰے ہیں۔ کہ جس نے ان کے واسطے سے سوال کیا۔ قبول ہوا۔ اور ہم ہی وہ اسماء ہیں جو عرش و کرسی و جنّت و نار پر لکھے ہیں۔ اور ملائکہ نے ہم ہی سے تسبیح۔ تقدیس۔ توحید تہلیل و تکبیر سیکھی ہے۔ اور ہم ہی وہ کلمات اللہ ہیں جو آدمؑ نے سیکھے۔ اور اللہ نے ان کے توجہ کو قبول کیا۔ پھر فرمایا۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اور عجائبات دکھلاؤں۔ ہم نے عرض کیا۔ ہاں۔ کہا۔ آنکھیں بند کرو۔ ہم نے آنکھیں بند کیں۔ فرمایا۔ کھولو۔ ہم نے کھول دیں۔ ناگاہ ہم نے ایک شہر دیکھا۔ اور اس میں ایسے عظیم الخلقت انسان تھے۔ جو کبھی نہیں دیکھے۔ ہم نے عرض کیا۔ یا امیر المومنینؑ یہ کون ہیں۔ فرمایا۔ بقیۂ قوم عاد۔ کافر ہیں۔ خدا پر ایمان نہیں رکھتے۔ میں ان سب کو ہلاک کرنا چاہتا ہوں۔ ہم نے کہا۔ کیا بلا دلیل و حجت آپ ان کو قتل کر دینگے۔ فرمایا نہیں حجت قائم کر کے۔ پس ان کو آواز دی۔ اور آپ مقابل آئے۔ انہوں نے حضرتؑ کے قتل کا ارادہ کیا۔ پھر حضرتؑ ہمارے پاس آ گئے۔ اور ہمارے سینوں پر ہاتھ پھیرا۔ اور ایک چیخ ماری۔ کہ ہم نے خیال کیا کہ زمین منقلب ہو گئی اور آسمان گر پڑا۔ پس وہ اس وقت سب ہلاک ہو گئے۔ ہم نے تعجب سے کہا۔ کہ ایسا معجزہ ہم نے کبھی نہیں دیکھا اور نہ سنا۔ فرمایا۔ کیا اس سے بھی بڑا معجزہ دکھاؤں۔ ہم نے عرض کیا۔ اس سے زیادہ طاقت نہیں رکھتے۔ جو شخص تیری ولایت کا قائل نہیں۔ اور تیری قدر و منزلت و فضیلت نہیں جانتا۔ فعلیہ لعنۃ اللہ ولعنۃ اللاعنین والناس اجمعین الی یوم الدین۔ پھر ہم نے واپسی کی خواہش کی حضرتؑ نے بدلیوں کو حکم دیا۔ اور وہ ہم کو لے چلیں۔ اور ہم فضا سے اس قدر بلند ہو گئے۔ کہ زمین مثل درہم نظر آتی تھی۔ پھر اترنے کا حکم دیا۔ اور جناب امیرؑ کے گھر اترے۔ وقت چاشت نکلے تھے۔ ظہر کے وقت مدینہ پہنچ گئے۔ میں نے عرض کیا۔ ہم کوہ قاف میں تھے۔ جو یہاں سے پانچ سال کی راہ پر ہے۔ اور پانچ گھنٹے میں واپس آ گئے۔ فرمایا۔ اگر میں چاہوں۔ تو تمام دنیا زمین و آسمان میں چشم زدن سے پہلے پھر آؤں۔ کیونکہ میرے پاس اسم اعظم ہے۔ ہم نے عرض کیا۔ امیر المومنینؑ آپ اپنے بھائی رسول خداؐ کے بعد آیۂ عظمٰی و معجزہ باہرہ ہیں۔ لاریب فیہ مظہر العجائب و مظہر الغرائب جس کے وجود میں حقیقت کتاب

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

اور علم قرآن ہو۔ اس کی یہی شان ہے۔ اور ولی الامر ایسا ہی شخص ہو سکتا ہے۔ فہذا دلیل قاطع و برہان ساطع علی ولایتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ✦

جَنَابْ عَلّامہ مَجلِسیْ عَلَیہِ الرَّحمہ وَصَنائِعُ اَئِمّہْ عَلَیہِمُ الصَّلوٰۃ وَالسَّلام

جناب علامہ بعد ذکر علوم وفنون اور جمیع لغات فرماتے ہیں۔ لیکن ان کا جمیع لغات سے واقف وعالم ہونا۔ اس میں احادیث واخبار قریب بہ حد تواتر ہیں۔ اور اخبار عامہ کے انضمام سے اس میں شک کو مجال ہی نہیں رہتی۔ لیکن ان کا جمیع صناعات کا عالم ہونا۔ سو اس پر بھی احادیث مستفیضہ دال ہیں۔ اور یہ وارد ہو چکا ہے۔ کہ حجت اللہ کسی شے سے جاہل نہیں۔ اور اس کی صفت "لا یقول لا ادری" ہے۔ اور احادیث میں یہ بھی ثابت ہے۔ کہ وہ گذشتہ و آئندہ کا تمام علم رکھتے ہیں۔ اور جمیع انبیاءؑ کے علوم ان میں ہیں۔ اور اکثر صنعتیں انبیاءؑ کی طرف منسوب ہیں۔ اور "علم آدم الاسماء" کی تفسیر میں جمیع صناعات داخل کی گئی ہیں۔ پس حاصل کلام یہ ہے۔ کہ اس میں بھی متتبع کلام معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جائے شک باقی نہیں رہتی۔ کہ وہ جمیع صناعات کے عالم ہوتے ہیں"۔ بیشک یہی ثابت ہے۔ اور ہم لکھ چکے ہیں۔ کوئی شے ان سے پوشیدہ نہیں۔ مبدء جمیع علوم و فنون وصناعات وہی ہیں۔ بلکہ جنس علم انہی سے ہے۔ مفضل نے ایک حدیث طولانی کے ذیل میں حضرت صادقؑ سے نقل کیا ہے۔ کہ آپؑ نے فرمایا۔ اے مفضل ائمہؑ کلمۃ اللہ وخزائن زمین و آسمان وجبال وبحار ورمال ہیں۔ اور وہ جانتے ہیں۔ کہ آسمان میں کتنے ستارے ہیں۔ اور کتنے فرشتے۔ اور وہ پہاڑوں کے وزن اور سمندروں۔ دریاؤں اور چشموں کے پانی کی مقدار جانتے ہیں۔ اور جو کوئی پتہ درخت سے گرتا ہے۔ اس کو جانتے ہیں۔ جو دانہ کہیں تاریکی میں ہوتا ہے۔ اس کے عالم ہیں"۔ ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین"۔ "واللہ یختص برحمتہ من یشاء" ✦

عِلمِ نبیؐ و اَمامؑ کے بَاب میں جَنَاب عُمدۃ المتکلمین مولانا حامد حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ کی رائے

جناب موصوف قدس سرہ القدوس عبقات الانوار جلد مدینۃ العلم میں بعد اثبات و استدلال علم نبیؐ و امامؑ ارشاد فرماتے ہیں۔ ان اقوال و احادیث سے ثابت ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

علم کی کوئی حد و انتہا نہیں۔ تمام انبیاءؑ و مرسلینؑ انہی سے استفادہ علوم کرتے تھے۔ اور علم لوح و قلم جو منتہائے علوم ملائکہ ہے۔ ان کے بعض علوم سے ہے۔ اور چونکہ جناب امیر علیہ السلام باب مدینہ ہیں۔ اس لئے ان کے علوم کی بھی کوئی حد و انتہا نہیں۔ اور تمام انبیاءؑ و مرسلینؑ نے ان سے استفادہ کیا۔ اور علم لوح و قلم ان کے ادنےٰ علوم سے ہے۔ پس اس سے جناب امیر علیہ السلام کا جملہ انبیاءؑ و مرسلینؑ و ملائکہ مقربین سے اعلم ہونا ثابت ہے۔ انتہی۔ نہ صرف اعلم بلکہ استادِ جمیع انبیاءؑ و مرسلینؑ و غیر مرسلین و ملائکہ مقربین ہونا ثابت و مسلّم و مدلّل و مبرہن ہے۔ باب مدینہ ہی استاد الکل ہے۔ اور یہ نہیں ہوسکتا۔ مگر اسی وقت کہ جب یہ تمام علوم جن میں جملہ صناعات عموماً اور صنعت نقش حروف و کتابت خصوصاً داخل ہے۔ ابتدائے خلقت سے ان میں موجود ہوں۔ جب کہ کوئی مخلوق نہ تھا۔ خزانہ علم مخلوقات چاہئے۔ کہ قبل مخلوقات ہو۔ تاکہ وہ معلم مطلق بنے۔ اور مع المخلوقات ہو۔ تاکہ فیض وجود و علم حدثات زمانیہ کو برابر پہنچاتا رہے۔ اور بعد مخلوقات بھی رہے۔ تاکہ سب اس معلم کل و مربی عالم کی طرف رجوع کریں۔ اور وہ تعلیم کا حساب لے۔ "فایاب الخلق الیھم وحسابھم علیھم" "ویوم ندعو کل اناس بامامھم"۔ پس ان کے لئے کسی علم کا اکتساب کرنا قطعاً غیر معقول ہے۔ تصور میں نہیں آسکتا کہ مبدء علوم محتاج تحصیل علم جزوی مثل صنعت کتابت ہو۔ خود معلم آدمؑ ہو۔ ان کو ہر ایک زبان اور ہر ایک تحریر سکھائے۔ اور خود محتاج مشق و تعلیم عن الغیر مثل جبرئیلؑ یا ابوطالبؑ ہو۔ این خیال است محال است۔ الخ +

حدیث امام رضا علیہ السلام
کتاب کا اختتام

اسی واسطے جناب امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام تعریف امامؑ میں فرماتے ہیں۔ جس کا ترجمہ ہم مقدمہ میں لکھ چکے ہیں۔ الامام واحد دھرہ لا یدانیہ احد ولا یعادلہ عالم ولا یوجد منہ بدل ولا لہ مثل ولا نظیر مخصوص بالفضل کلہ من غیر طلب منہ لہ ولا اکتساب بل اختصاص من المفضل الوہاب فمن ذالذی یبلغ معرفۃ الامام او یمکنہ اختیارہ ھیہات ھیہات۔ ضلت

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

العقول وتاهت الحلوم وحارت الالباب وخسئت العیون وتصاغرت العظماء
وتحیرت الحکماء وتقاصرت الحکماء وحصرت الخطباء وجهلت الالباء و
کلت الشعراء وعجزت الادباء وعییت البلغاء عن وصف شان من شانه
وفضیلة من فضائله واقرت بالعجز والتقصیر وکیف یوصف بکله
او ینعت بکنهه او یفهم شئ من امره او یوجد من یقوم مقامه و
یغنی غناه لا وکیف وانی وهو بحیث النجم من ید المتناولین و وصف
الواصفین فاین الاختیار من هذا واین العقول عن هذا واین یوجد
مثل هذا الیظنون ان ذالك یوجد فی غیر ال الرسول محمد کذبتهم
والله انفسهم ومنتهم الاباطیل فارتقوا مرتقا صعبا وحصنا تزل عنه
الی الحضیض اقدامهم وارادوا اقامة الامام بعقول حائرة بائرة ناقصة
وارا مضلة فلم یزدادوا منه الا بعدا قاتلهم الله انی
یوفکون" +

نتیجہ ۔ الحمدللہ کہ بکمال وضاحت ثابت ہوا۔ کہ ضرور حضرت
پیغمبر خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل بعثت نہیں بلکہ قبل ولادت
بلکہ قبل خلقت آدم ملکۂ قرأت وکتابت مثل دیگر علوم وفنون رکھتے تھے۔
اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو علم قرأت وکتابت مثل دیگر علوم خداوند
عالم ہی سے پہنچا اور تعلیم ہوا۔ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ
اور ائمہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے کسی علم کے اکتساب کا قائل ہونا جائز نہیں
بلکہ غیر متصور و غیر معقول ہے۔ اور یہ معلم مطلق و استاد الکل فی الکل ہیں۔
یہی عین ایمان ہے۔ جو کچھ لکھا گیا ہے۔ ہر دو خوبے کو عقل وکتاب وسنت سے مدلل و
مبرہن کیا گیا ہے۔ اپنے قیاسات نہیں ہیں۔ اکثر مضامین کو موقع ومحل کی ضرورت سے بغرض
تذکیر وتذکار مکرر لایا گیا ہے۔ تاکہ مطلب خوب ذہن نشین و واضح ہو جائے۔ شک وشبہ باقی نہ رہے۔
اور اس لئے اب امید قوی ہے۔ کہ اس تحریر سے جو دو مقصد عظیم مد نظر ہیں باحسن وجہ حاصل
ہوں یعنی رفع غلط فہمی جو منتہی بشقاق ونفاق ہو گئی ہے۔ اور معرفت نبوّت وامامت جو
اصل دین ہے۔ اور اگرچہ اس میں ابھی بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ اور حسرت باقی ہے لیکن طول

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ہوگیا ہے۔ اِسی پر اکتفا کی جاتی ہے۔ پھر خدا نے توفیق دی۔ تو انشاءاللہ نبوت و امامت کو مفصل ......علیحدہ لکھا جائیگا۔ اور چونکہ اس میں صورت مناظرہ و مباحثہ بالکل نہ ہوگی۔ اِس لئے بہت کچھ مطالب تفصیل کے ساتھ درج ہونگے۔ ناظرین سے التماس ہے۔ کہ وقت مطالعہ اگر کوئی بات پسند آئے۔ تو بعد رفع غلط فہمی و نزاع فیمابین دعائے خیر سے فراموش نہ کریں۔ اور اگر بمقتضائے بشریت فروگذاشت ہو۔ تو مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔ ولو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا۔ وسبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علی المرسلین۔ والحمد للہ رب العلمین۔ علیہ نتوکل وایاہ نعبد وبہ نستعین۔

الاحقر الافقر سید محمد سبطین عفی عنہ

۴ ربیع الثانی ۱۳۳۳ ہجری

نوٹ:۔ اگرچہ رسالہ اظہار حق اور دیگر بعض رسائل کی عبارات کو تماماً بجنسہٖ نقل نہیں کیا گیا۔ لیکن کتاب میں غور کرنے سے ناظرین کو معلوم ہوگا۔ کہ ہر ایک شبہ یا اعتراض کا جواب ضمن تحقیقات میں دیدیا گیا اور ہر خیال باطل کو رد کردیا گیا ہے۔ اور اب ہم خدا اور اُس کے اولیاء کی ذوات مقدسہ پر بھروسہ کرکے بکمال قوت قلب کہتے ہیں۔ کہ مصنف رسالہ اظہار حق تو کیا اس کے خلاف قلم اُٹھائینگے (بشرطیکہ ان میں کچھ بوئے دیانت ہے)۔ اور جن صاحب کو حوصلہ و جرأت رد فضائل و مناقب اہلبیتؑ کا ہو۔ بسم اللہ۔ مؤلف اظہار حق نے جو اپنے رسالے زنگی کا فور کے مصداق پر فخر کیا ہے۔ کہ مصنف کشف الحجاب کے وہ اُستاد ہیں۔ نہ معلوم کس بناء پر ہے۔ ہمیں تو یہ بھی نہیں معلوم۔ کہ انھوں نے کب سے تعلیم دینی شروع کی ہے اور کہاں۔ اگر صرف اس بنا پر یہ فخر ہے۔ کہ کسی وقت میں ایک مدرسے میں تعلیم پائی ہے۔ اور یہ ان سے اُوپر کی جماعت میں تھے۔ تو یہ فخر باعث شرم ہے نہ مفاخرت۔ ایسے سکول فیلو ہزاروں .... پھرتے ہیں۔ بہر حال یہ جھوٹا فخر ان کی تنگ ظرفی کی دلیل ہے۔ اور یہاں تو عمل ہی "انظر الیٰ ما قیل ولا تنظر الی من قال" پر ہے۔ قول کو دیکھا جاتا ہے نہ صاحب قول کو۔ اگر علم رکھتے ہیں۔ اور اس پر ناز ہے۔ تو میدان میں آئیں۔ ظاہر ہوجائیگا "مشک آنست کہ خود ببوید" "آفتاب آمد دلیل آفتاب"۔ ورنہ بفرض محال اگر

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

وہ اُستاد بھی ہوں۔ تو کونسا مقام تفاخر ہے۔ اور بہت سے اُستاد ہیں۔ جنھوں نے
الف۔ بے اور قواعد بغدادی پڑھائے ہیں۔ حالانکہ بیچارے یہ بھی نہیں جانتے۔ کہ
علم کہتے کس کو ہیں۔ فان العلم نور یقذفہ اللہ فی قلب من یشاء ۔ واللہ
یختص برحمتہ من یشاء ۔ وبشر عبادی الذین یستمعون القول ویتبعون
احسنہ اولئک الذین ھدٰھم اللہ واولئک ھم اولوالالباب ۔ والسلام علی من اتبع الھدٰی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

امر کا حکم دیا تھا جس کے حضرت عالم تھے۔ یا ایسے امر کا جس کے وہ جاہل تھے۔ بشق اول میں اعتراض حضرتؐ پر لازم آتا ہے۔ اور شق دوم میں جبرئیلؑ پر۔ دوم یہ کہ کیا جبرئیلؑ کوئی لکھا ہوا قرآن یا منقوش الواح آسمان سے لائے تھے جنکو حضرتؐ سے پڑھواتے تھے۔ اور حضرتؐ نہ پڑھتے تھے۔ اگر یہ ہے تو اس کا ثبوت ہونا چاہیئے۔ حالانکہ مسلمات اہل اسلام سے ہے۔ کہ قرآن لکھا ہوا مثل توریت نازل نہیں ہوا تھا۔ بلکہ قلب پیغمبرؐ پر نازل ہوا ہے۔ "نزل به الروح الامین علی قلبک" اسی طرح یہ بھی مسلم ہے کہ مبدء بعثت میں خدا کی طرف سے کوئی لکھا ہوا دیوانہ یا صحیفہ نہیں لائے تھے جس کے پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔ پس ضرور اس قرأت سے قرأت سواد و عبارت مراد نہیں ہے۔ بلکہ معنی ثانی اور مطلق قرأت تلاوت بطور حفظ و یاد مراد ہے۔ جیسے کہ کوئی شخص کسی حافظ قرآن نابینا سے کہے۔ کہ کچھ پڑھو۔ اس صورت میں حضرتؐ کو چاہیئے تھا۔ کہ جبرئیلؑ کے جواب میں کہتے۔ کہ کیا پڑھوں۔ اور اس وقت جبرئیلؑ کہتے کہ فلاں سورہ یا فلاں آیہ یا یہ پڑھو۔ چنانچہ یہ امر فطریات میں داخل ہے۔ ہر بچہ جانتا اور سمجھتا ہے۔ کہ جب کسی کو کہا جائے۔ کہ پڑھو۔ تو فوراً اس کی زبان سے یہی نکلیگا کیا پڑھوں۔ ہاں اگر کوئی لکھا ہوا کاغذ کسی ناخواندہ جاہل کو دیا جائے۔ اور کہا جائے کہ پڑھو۔ تو وہ یہ کہیگا۔ کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں اس لئے معلوم ہوا۔ کہ جناب علامہ صاحب کے نزدیک حضرت خاتم النبیینؐ ان فطریات اولیہ سے بھی خالی و عاری و جاہل تھے۔ کہ وہ مثل دیگر بچوں کے جبرئیلؑ کے اس سوال پر کہ پڑھو۔ یہ کہتے کیا پڑھوں اور جبرئیلؑ نے تین مرتبہ بھینچا اور زور سے دبایا۔ کہ دم ہی خارج ہو گیا۔ پھر بھی یہ جواب ان کو نہ سوجھا اور آخر کار ورقہ بن نوفل نے راہ نمائی کی۔ اور یہ تعلیم اول دی۔ کہ جبرئیلؑ کے جواب میں یوں کہو۔ کہ کیا پڑھوں۔ معاذ اللہ۔ سوم یہ کہ روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرتؐ نہ جبرئیلؑ کو پہچان سکتے تھے۔ اور نہ ان کو یہ خبر تھی۔ کہ میں نبی ہوں یا نبی ہونے والا ہوں۔ اور میں مبعوث برسالت ہونگا۔ جیسا کہ دوسرے مضمون میں جناب کنتوری صاحب نے اس کی تصریح بھی کر دی ہے۔ کہ حضرتؐ کو اپنی نبوت و رسالت کا کچھ پتہ نہ تھا۔ اور یہ امر قطعاً مسلمات علمائے کرام کی تحقیق کے خلاف اور مخالف مفہوم اکثر آیات و احادیث کثیرہ ہے۔ ان امور مذکورہ بالا اور ان اعتراضات اور ایرادات کو مد نظر رکھکر صاف کہنا پڑیگا۔ کہ یہ روایت بالکل غلط ہے۔ یا اس میں تصرف کیا گیا ہے۔ اور حقیقۃً ایسا ہی ہے اور روایات و احادیث ہمارے اس مدعا کی مثبت ہیں۔ چنانچہ ہمارے یہاں کی احادیث مسلمہ میں یوں ہے:-

ابتدائے بعثت سے حالات بروایات امامیہ

علی بن ابراہیم۔ عن احمد بن محمد الشیبانی عن محمد بن احمد عن اسحٰق بن محمد عن محمد بن علی عن عثمان بن یوسف عن عبد اللہ بن کیسان

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

عن ابی جعفر علیہ السلام قال نزل جبرئیل علی محمد فقال یا محمد اقرء۔ قال وما اقرء۔ قال اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ یعنی خلق نورک الاقدم القدیم قبل الاشیاء خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ یعنی خلقک من نطفۃ وشق منک علیا وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ یعنی علم علی ابن ابی طالب عَلَّمَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَ علیا من الکتابۃ لک مَا لَمْ یَعْلَمْ قبل ذالک "۔ یعنی جناب امام محمد بن علی الباقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ جبرئیل امین محمد مصطفٰیؐ پر نازل ہوئے۔ اور کہا پڑھو۔ آپ نے فرمایا۔ کیا پڑھوں؟ کہا پڑھو "اقرء باسم ربک الذی خلق "۔ پڑھو اپنے اس پروردگار کا نام جس نے خلق کیا ہے۔ یعنی خلق کیا تیرے نور اقدم قدیم کو تمام اشیاء سے پہلے۔ اور پیدا کیا انسان کو خون منجمد سے یعنی پیدا کیا تمکو ایک نطفے سے اور جدا کیا تجھ میں سے علیؑ کو۔ اور وہ تیرا پروردگار کریم واکرم جس نے تعلیم بالقلم دی (لکھنا سکھایا) یعنی علیؑ ابن ابی طالبؑ کو۔ اور تعلیم دی انسان کو یعنی سکھائی علیؑ کو کتابت جو تیرے لئے تھی " اس حدیث سے جس میں سورۂ مبارکہ اقرء کی تفسیر ہے حسب ذیل امور واضح ہیں۔ اوّل یہ کہ پہلی مرتبہ حضرت جبرئیلؑ کے اس کہنے پر کہ "پڑھو" آپ نے وہی جواب دیا۔ جو ہر ایک ذی فہم و ذی شعور و ذی علم کو دینا چاہئے۔ یعنی فرمایا "کیا پڑھوں "۔ یہ نہیں کہا۔ کہ کیسے پڑھوں۔ یا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اور کیا پڑھوں۔ (ما اقرء) کہنے سے حضرتؐ تعیین مقروء چاہتے ہیں۔ اور یہ امر دلیل ہے اس بات کی کہ حضرتؐ عالم تھے۔ اور آپ کے وجود میں کتاب موجود تھی۔ جیسا کہ ایک حافظ قرآن سے کہا جاتا ہے۔ کہ پڑھو۔ اور وہ کہے۔ کیا پڑھوں یعنی کونسی سورت یا کونسی آیت۔ کیونکہ وہ حافظ قرآن ہے۔ تعیین مقروء چاہتا ہے۔ پس یہاں سے حضرتؐ کا حامل کتاب اور عالم علم قرآن ہونا ثابت ہوا۔ نہ کہ جاہل ہونا۔ دوم یہ کہ اس حدیث میں جبرئیلؑ کے بھینچنے اور دبانے کا اور حضرتؐ کو بخار چڑھ جانے کا اور تین مرتبہ ایسا ہی ہونے کا اور پھر ورقہ بن نوفل کے بتلانے اور تعلیم دینے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اور حقیقت امر یہی ہے۔ اور شان نبوت خصوصاً ختم رسالت اسی کو مقتضی ہے۔ اس لئے اس کے خلاف جو روایات پائی جائینگی۔ بشرط صحت وہ کسی محمل صحیح پر محمول ہونگی۔ مثل تقیہ وغیرہ۔ اور اصل یہ ہے۔ کہ اس کے خلاف جو روایات ہیں۔ وہ عامہ سے منقول ہیں۔ جیسا کہ آئندہ چل کر معلوم ہوگا۔ سوم یہ کہ تعلیم بالقلم پیغمبرؐ اور نفس پیغمبرؐ کو دینے والا یعنی لکھنا سکھانے والا خود خدا ہے نہ کوئی اور۔ اور یہیں سے حضرت امیرؑ کے استاد کا پتہ بھی لگ گیا۔ اور اس کا نام بھی معلوم ہوگیا۔ کہ وہ خداوند عالم رب العالمین خالق السماوات

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

والارضین علیم بالذات وحکیم بالذات ہے۔ نہ حضرت ابوطالبؑ اور نہ حضرت جبرئیلؑ اور نہ اور کوئی جس کا نام جناب مفتی صاحب کو معلوم نہیں ہوا۔ چہارم جملہ "علمہ علیاً من الکتابۃ لک" قابل غور ہے۔ اور ظاہر مراد یہ ہے۔ کہ "علمہ علیاً کتابتک" یعنی تعلیم دیا علیؑ کو وہ علم کتابت جو تجھے حاصل ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ضرور حضرتؐ پہلے سے عالم علم کتابت تھے۔ اور وہی حضرت علیؑ کو خدا نے سکھایا۔ اس حدیث سے مسئلہ بالکل صاف حل ہو گیا۔ اور مومن کے لئے یہی کافی ہے۔ مجادل اور مکابر کو اختیار ہے۔ کہ وہ بحث کیا کرے۔ اور نصوص آیات کا انکار کرے۔ پنجم یہ کہ جب حضرتؐ رسالتمآب اول مخلوق اور جملہ اشیاء سے قدیم تر ہے۔ اور علیؑ بھی اسی نور کا ٹکڑا ہیں۔ اور اس لئے وہ بھی سب سے اقدم و قدیم ہیں +

ابن عباسؓ ابتدائے بعثت کے بعض حالات اس طرح بیان کرتے ہیں۔ اول اول حضرتؐ وحی رویا دیکھتے تھے۔ اور جو کچھ بذریعہ اس خواب کے وحی ہوتی۔ بالکل صحیح اور مثل سفیدی صبح نمایاں اور قطعی الیقین ہوتی تھی پس جب آپ نے خدیجہؑ سے عقد کر لیا۔ اور آپ کی عمر چالیس سال کی ہو گئی۔ تو ایک دن کوہ حرا کی طرف گئے۔ تو وہاں جبرئیلؑ نے آواز دی۔ اور جبرئیلؑ صورت ظاہری میں ظاہر نہ ہوئے حضرتؐ پر غشی طاری ہو گئی۔ قریش آپ کو اٹھا کر لے گئے۔ اور حضرت خدیجہؑ سے جا کر کہا۔ تو نے ایک مجنون سے شادی کی ہے؟ حضرت خدیجہؑ تخت سے اٹھ کر دوڑی۔ اور آپ کو سینہ سے لگایا۔ اور پیشانی پر بوسے دئے۔ اور کہا۔ میں نے ایک نبی مرسل سے عقد کیا ہے۔ جب آپ کو افاقہ ہوا۔ تو آپ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کی کیا حالت ہے اور کیا صدمہ پہنچا۔ فرمایا۔ مجھے سوائے خیر کے اور کچھ نہیں پہنچا میں نے ایک آواز سنی۔ جس سے مجھے ہیبت طاری ہوئی۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ وہ جبرئیل کی آواز تھی۔ پس حضرت خدیجہؑ خوش ہو گئیں۔ اور کہنے لگیں۔ کل پھر اسی جگہ جانا۔ جہاں کل گئے تھے۔ فرمایا۔ ہاں میں ایسا ہی کروں گا۔ پھر حضرتؐ تشریف لے گئے۔ حضرت جبرئیلؑ کو بہترین صورت اور پاکیزہ ترین خوشبو کے ساتھ دیکھا۔ جبرئیلؑ نے عرض کیا۔ یا محمدؐ تمہارا پروردگار آپ پر سلام بھیجتا ہے۔ اور تحیہ و اکرام سے مخصوص فرماتا ہے۔ اور آپ کو کہتا ہے۔ کہ "تو میرا رسول ہے تمام جن و انس پر۔ پس ان کو میری عبادت کی دعوت دے۔ اور یہ کہ وہ کہیں۔ لا الٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ علیؑ ولی اللہ" پھر جبرئیلؑ نے زمین پر پیر مارا۔ وہاں سے ایک چشمہ جاری ہوا۔ حضرتؐ نے اس سے پانی پیا۔ اور وضو کیا۔ اور جبرئیلؑ نے "اقرا" الخ پڑھایا۔ جبرئیلؑ آسمان پر چلے گئے۔ حضرتؐ گھر کی طرف چلے۔ جس پتھر ڈھیلے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

یا درخت کے پاس سے گزرتے تھے۔ اس سے آواز آتی تھی۔ "السّلام علیک یا رسول اللہ"۔ حضرت خدیجہؑ کے پاس آئے۔ کہ وہ انتظار میں کھڑی ہوئی تھیں۔ واقعہ کی خبر دی۔ اور حضرت آپ کی صحت و سلامتی سے خوش ہوئیں۔

علی بن ابراہیم رضی نے "علم بالقلم" کی تفسیر میں الفاظ ذیل بھی لکھے ہیں۔ "یعنی علم الانسان الکتابۃ التی بھا تتم امور الدنیا فی مشارق الارض و مغاربھا"۔ یعنی اس انسان خاص کو خدا نے وہ علم کتابت (لکھنا) عطا کیا جس سے تمام آفاق و اقطار عالم کے امور انجام پاتے اور پورے ہوتے ہیں۔ علم کتابت کی وقعت و عظمت اس سے ظاہر ہے۔ کہ آفاق عالم کے امور کا تمام ہونا اسی پر موقوف ہے۔ کیونکر ممکن ہے۔ کہ خاتم النبیینؐ اور شہر علوم خدا کسی ایسے علم سے محروم رہے۔ جو ما یحتاج عالم ہے۔ اور جس سے جاہل ہونا انتہائے نقص و عیب ہے۔

روایت ابن عباس سے بھی چند مطالب خوب اخذ ہوتے ہیں۔ اوّل رویائے صادقہ حضرتؐ ہمیشہ دیکھا کرتے تھے۔ اور ہم یہ پہلے عرض کر چکے ہیں۔ کہ رویائے صادقہ ایک قسم وحی اور انحائے تعلیم الٰہی میں سے ہے۔ اور جزو نبوت ہے اور اس لئے ضرور قبل البعثت یہ جانتے تھے۔ کہ وہ نبی ہیں۔ دوم مبدء البعثت میں اوّل حضرتؐ نے ایک آواز سنی۔ جس کو حضرت خدیجہؑ کے استفسار پر ندائے سفیر الٰہی سے تعبیر کیا۔ اور اس کے سننے سے حضرتؐ پر ایک حالت غشی طاری ہوئی (اس غشی کی تفسیر بھی آگے آئیگی کہ یہ کیا چیز ہے)۔ جس کو قریش نے آسیب خیال کیا تھا۔ سوم حضرت خدیجہؑ پہچانتی تھیں۔ کہ آپ رسول خدا ہیں۔ اور اسی وجہ سے قریش کے اعتراض پر فرمایا۔ میں نے مجنون اور آسیب زدہ سے عقد نہیں کیا۔ میں نے ایک نبی مرسل کو اپنا شوہر بنایا ہے۔ اور اس غشی کا مطلب بھی سمجھ گئی تھیں۔ کہ یہ ایک حالت وحی پیغمبری ہے۔ جس کو جاہل قریش اثر آسیب سمجھتے تھے۔ محل تعجب اور جائے افسوس ہے۔ کہ نبوت و رسالت پیغمبرؐ کو حضرت خدیجہؑ سمجھتی تھیں مگر جناب علامہ کنتوری صاحب کے نزدیک پیغمبرؐ کو خبر نہ تھی۔ کہ میں رسول ہونگا۔ چہارم اس روایت میں نہ جبرئیلؑ کے تین بار آنے اور سزا دینے۔ دہلانے اور بھینچنے کا ذکر ہے۔ اور نہ حضرتؐ کے بخار چڑھنے اور جواب جبرئیلؑ سے عاجز ہونے اور ورقہ بن نوفل کے تعلیم دینے کا ذکر ہے۔ پنجم قبل دیکھنے صورت جبرئیلؑ آواز جبرئیلؑ کو بھی پہچان گئے تھے۔ اور بعد ازاں جب بصورت اصلی ظاہر ہوئے۔ اس وقت بھی پہچان لیا۔ ششم یہ کہ جبرئیلؑ نے اوّل بعد تحفہ درود و سلام خدائے انام یہ پیغام الٰہی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

پہنچایا۔ کہ آپ رسول خدا ہیں۔ آپ لوگوں کو دعوت اسلام دیجئے۔ اور میری عبادت و پرستش کی طرف بلائیے۔ اور یہ اظہار نبوت کا حکم تھا۔ نہ کہ تعلیم نبوت کا۔ یہ وقت اجراء احکام تھا نہ اصل تعلیم۔ اور یہی معنی بعثت ہیں۔ ہفتم اس روایت میں یہ بھی تصریح ہے۔ کہ جبرئیلؑ نے حضرت کو کلمۂ شہادت بقول گنتوری صاحب تعلیم نہیں دیا۔ کہ کہو لاالٰہ الا اللہ۔ اور یہی تعریف ایمان ہے۔ بلکہ یہ کہا کہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ" لوگوں سے کہلواؤ۔ اور ان کو اس کی طرف دعوت دو۔ چنانچہ ابتدائے اظہار نبوت میں حضرتؐ نے ایسا ہی کیا۔ پہلے یہی فرمایا۔ قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا (یعنی تم لاالٰہ الا اللہ کہو۔ نجات پاؤ گے) +

ابتدائے ہتف ہاتف جس آواز کو حضرتؐ نے صوت جبرئیلؑ سے تعبیر کیا ہے ممکن ہے۔ کہ اصول اقسام وحی کلامی اور تکلم الٰہی کی قسم دوم میں داخل ہو۔ کیونکہ بنص آیۃ تکلم الٰہی منحصر ہے تین قسموں میں۔ اوّل وحی بلاواسطہ۔ دوم من ورائے حجاب۔ سوم ارسال رسول اور ان کے انحاء مختلفہ ہیں۔ پس میرے خیال میں رویائے صادقہ قسم اوّل میں داخل ہیں۔ کیونکہ وحی بلاواسطہ میں شمار ہو سکتے ہیں۔ اور یہ صدائے غیب یا ہتف ہاتف غیبی جو آپ نے کوہ حرا پر سنی۔ وہ تکلم الٰہی قسم دوم ہو۔ جس میں آواز سنائی دیتی ہے۔ اور متکلم دکھائی نہیں دیتا۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ یہ فرشتے ہی کی آواز ہو۔ کلام الٰہی نہ ہو۔ کیونکہ فرشتے کا آنا اور کلام کرنا بھی کئی قسم پر ہے۔ اور جبرئیلؑ کا بصورت ظاہری آنا اور حضرتؐ کا اس کو دیکھنا اور اس کا حضرتؐ کو مبعوث برسالت ہونے کی بشارت دینا قسم سوم یعنی ارسال رسول (واللہ عالم بالصواب) +

ان امورات کی بنا پر جناب علامہ گنتوری صاحب والی روایت خلاف واقع اور خلاف مقتضائے نبوت خصوصاً شان ختم نبوت اور موافق روایات عامہ ہے۔ بلکہ میرا خیال ہے۔ کہ عامہ ہی سے جناب گنتوری صاحب نے نقل کی ہے۔ لیکن جہاں انہوں نے یہ روایت نقل کی ہے۔ اور بھی تو کئی ہیں۔ چنانچہ علامہ سیوطی نے الخصائص الکبریٰ میں نقل کیا ہے۔ یہاں ہم صرف دو روایتیں نقل کرتے ہیں۔ اوّل۔ کان رسول اللہ یخرج الی حرا فی کل عام شہراً من السنۃ یتنسک فیہ حتی اذا کان الشہر الذی اراد اللہ بہ ما اراد من السنۃ التی بعث فیہا و ذلک الشہر رمضان وخرج رسول اللہ کما کان یخرج حتی اذا کانت اللیلۃ التی اکرمہ اللہ فیہا برسالتہ ورحم العباد بہا جاءہ جبرئیل بامر اللہ قالؐ جاءنی وانا نائم فقال اقرء قلت وما اقرء فغطنی حتی ظننت

ابتدائے بعثت بطریق دیگر

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

انه الموت ثم کشف عنی فقال اقرء قلت وما اقرء فعاد لی مثل ذالک ثم قال اقرء قلت وما اقرء قال اقرء باسم ربک الذی خلق الی قوله ما لم یعلم ثم انصرف عنی وهببت من نومی وکانما صور فی قلبی کتاب ولم یکن فی خلق الله ابغض الی من شاعر او مجنون فکنت لا اطیق انظر الیهما الخ ترجمہ۔ رسول خدا ہر سال ایک مہینے کے واسطے کوہ حرا پر جایا کرتے تھے۔ اور وہاں عبادات ومناسک بجالاتے تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ مہینہ آیا۔ جس میں خدا نے حضرتؐ کو مبعوث برسالت کرنے کا ارادہ کیا۔ اور وہ ماہ رمضان تھا حضرت اسی عادت کے موافق حرا کی طرف گئے۔ پس جب شب بعثت آئی جبرئیلؑ بامر خدا نازل ہوئے۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ جبرئیلؑ اس وقت میرے پاس آئے جبکہ میں سوتا تھا۔ پس انہوں نے مجھے کہا۔ پڑھو۔ میں نے کہا۔ کیا پڑھوں۔ پس مجھے (وہ بایا بزور سے بھینچا۔ علامہ کنتوری کے لفظوں میں۔ مسند "غط" کے معنی یہ نہیں ہیں۔ آئندہ مذکور ہونگے) یہاں تک۔ کہ میں نے گمان کیا۔ کہ یہ موت ہے۔ پھر یہ حالت مجھسے کھل گئی۔ اور جبرئیلؑ نے پھر کہا۔ پڑھو۔ میں نے کہا۔ کیا پڑھوں۔ پھر جبرئیلؑ نے ویسا ہی کیا۔ پھر کہا پڑھو۔ میں نے کہا۔ کیا پڑھوں۔ کہا پڑھو۔ اقرء باسم ربک الذی خلق۔ خلق الانسان من علق اقرء و ربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم۔" پھر جبرئیلؑ چلے گئے۔ اور میں خواب سے بیدار ہوگیا۔ پس میری یہ حالت تھی۔ کہ میرے قلب میں گویا کتاب مصور ومتشکل ہوگئی ہے۔ اور اس وقت مخلوقات میں شاعر ومجنون سے زیادہ میرے نزدیک کوئی چیز دشمن ومبغوض نہ تھی۔ پس میں ان کی طرف دیکھ نہ سکتا تھا۔" یہ روایت بعض امور میں جناب کنتوری صاحب کی مسلمات کے مطابق ہے۔ اس میں غط کا بیان ہے جس کو بھینچنا کہا گیا ہے جبرئیلؑ کے تین مرتبہ اقرء کہنے کا اور آپ کے "ما اقرء" فرمانے کا بھی ذکر ہے۔ مگر "میں نہیں پڑھ سکتا" یا "میں کیسے پڑھوں" مذکور نہیں ہے۔ اور اس میں ورقہ بن نوفل کی تعلیم اور اس کا ذکر بھی نہیں ہے۔ نیز یہ روایت ظاہر کرتی ہے۔ کہ حالت خواب میں یہ سب کچھ ہوا نہ کہ بیداری میں۔ اور بیداری میں جبرئیلؑ کا معائنہ تھا۔ اور یہ ایک خاص حالت تھی۔ جو عالم خواب میں حضرتؐ پر طاری ہوئی۔ اور روایت کنتوری صاحب میں جبرئیلؑ کا بصورت ظاہری آنا مرقوم ہے۔ اور بیداری میں حضرتؐ کا معائنہ کرنا۔ اور اس روایت سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ پیغمبرؐ قبل بعثت ہر سال کوہ حرا پر جاکر ایک ماہ عبادت ومناسک میں بسر کیا کرتے تھے۔ اور یہ صریح دلیل ہے حضرتؐ کے قبل بعثت عابد وعارف ہونے کی۔ جس کا ہم آئندہ ذکر کرینگے۔ مگر کنتوری صاحب فرماتے ہیں۔ کہ قبل بعثت آنکو معارف دین اللہ کلمۂ ایمان جبرئیلؑ نے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

سکھایا۔ فافہم ÷

دوسری روایت عن ابن شہاب۔ وہ کہتا ہے۔ ہمیں خبر دیگئی ہے۔ کہ اول وہ چیز جو خدا نے پیغمبرؐ کو دکھائی۔ وہ خواب تھا۔ پس آپ پر گراں گزرا۔ حضرتؐ نے خدیجہؓ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے عرض کیا۔ خوش ہو جیئے۔ کیونکہ اللہ نہیں کریگا تمہارے ساتھ مگر خیر ہی۔ پھر وہ ان کے پاس سے باہر تشریف لے گئے۔ واپس آکر خبر دی۔ کہ انہوں نے دیکھا۔ کہ ان کا شکم چاک کیا گیا اور اس کو دھویا گیا اور پاک کیا گیا۔ اور پھر جیسا تھا۔ ویسا ہی کیا گیا۔ حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا خدا کی قسم یہ خیر ہے۔ پس تم خوش ہو۔ پھر جبکہ آپ پہاڑی پر تھے۔ حضرت جبرئیلؑ ظاہر بظاہر دکھائی دیئے۔ اور آنحضرتؐ کو نہایت اعلےٰ اور نفیس جگہ پر بٹھایا۔ اور حضرتؐ فرماتے ہیں کہ مجھے یاقوت اور موتیوں کی مسند پر بٹھایا۔ اور حضرتؐ کو مبعوث برسالت ہونے کی بشارت دی۔ یہاں تک کہ آپؐ مطمئن ہوئے۔ پھر کہا جبرئیلؑ نے پڑھ۔ آپ نے کہا کیسے پڑھوں۔ کہا پڑھو اقرأ باسم ربك الذی خلق الی مالم یعلم۔ پس رسولؐ نے پروردگار کی رسالت کو قبول کیا۔ اور گھر واپس آئے جس پتھر یا درخت کے پاس سے گذرتے تھے۔ السلام علیك یا رسول اللہ کی آواز آتی تھی۔ پس آپ خوشی خوشی گھر تشریف لائے۔ اور یقین کئے ہوئے تھے۔ کہ آپؐ نے بڑا امر عظیم پایا۔ (الخصائص الکبرےٰ) بھیجنے اور دبانے اور بخار چڑھنے کا اس روایت میں بھی کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ اور ورقہ کی تعلیم اور آنحضرتؐ کی جہالت اور بلادت کا بھی ذکر نہیں ہے۔ اور جس طرح روایت سابقہ میں حالت خواب میں جبرئیلؑ کے دبانے (غط) کا ذکر ہے۔ اور وہ ایک کیفیت باطنی اور حالت خاص ہے۔ اور اس کو ظاہری جسمانیت سے تعلق نہیں۔ اسی طرح اس روایت میں جو شق بطنؐ اور تغسیل و تطہیر کا ذکر ہے۔ بشرط صحت روایت یہ بھی ایک کیفیت باطنی اور خاص حالت کی طرف اشارہ ہے۔ نہ یہ کہ بصورت ظاہری جسمانی بطرق مروج و مرسوم آپ کا پیٹ چاک کیا گیا۔ اور دل دھویا گیا۔ یہ شق شق باطنی اور یہ تطہیر تطہیر باطنی ہے۔ اور ایک مفہوم خاص کی طرف اشارہ ہے۔ اور ہمارے خیال میں اس سے مطلب یہی ہے۔ جس کا اس آیت میں ذکر ہے "الم نشرح لك صدرك" (کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا) اور یہ اعطاء علم خاص موہبتی لدنیؑ ہے۔ کیونکہ علم حقیقی کی یہی صفت ہے۔ یتنور به القلب وینشرح له الصدر وتطمئن به النفس۔ واللہ عالم بحقیقة الحال۔ یہ جملہ معترضہ تھا۔ اصل مقصود ہمارا یہی ہے۔ کہ وہ مضامین خاصہ اور غوامض علوم و اسرار

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

جو جناب علامہ کنتوری صاحب نے تحریر فرمائے ہیں۔ اور وہ مہمل اور لغو روایت جو آپ نے نقل کی ہے۔ یہ روایات بھی اس کی تکذیب کرتی ہیں۔ اور وہ ہرگز قابل اعتبار و اعتماد نہیں۔ توہین پیغمبر و سفاہت جبرئیلؑ پر دال ہے۔ شاید جناب علامہ عمداً توہین پیغمبرؐ کی غرض سے اور حضرتؐ کو جاہل اور ایمان سے خالی ثابت کرنے کے واسطے مہمل ترین روایات جس پر کوئی مسلمان اعتماد نہ کر سکے۔ تلاش کرکے لائے ہیں۔ کہ کسی صورت سے نقص و عیب پیغمبر ثابت ہو اور آپ سچے رہیں۔ ورنہ کیا یہ روایات آپ کی نظر سے نہ گذری تھیں؟ اور اگر واقعی ایسا ہی ہے۔ کہ ان احادیث و روایات و ماثورات و منقولات پر آپ کو اطلاع نہیں۔ تو پھر معارف دین میں دخل دینا اور محض ظن و قیاس کی بنا پر جہالت پیغمبر کا فتوےٰ دینا کیونکر جائز ہوا۔ بلا علم امور شریعت میں دخل دینا خلاف تدین اور منہی عنہ ہے ۔

لفظ غط کی تفسیر اور زور سے بھینچنے کی حقیقت

"الخصائص الکبریٰ" میں ہے۔ "ذکر بعضھم ان الغط الذی وقع للنبی فی ابتداء الوحی من خصائصہ اذ لم ینقل عن احد من الانبیاء انہ جری لہ فی ابتداء الوحی مثل ذالک والحکمۃ فیہ شغلہ عن الالتفات لشئ آخر و اظہار الشدۃ والجد فی الامر تنبیھا علی ثقل القول الذی سیلقی الیہ" یعنی بعض علماء نے ذکر کیا ہے۔ کہ وہ "غط" جو نبی کو ابتدائے وحی میں واقع ہوا۔ وہ حضرتؐ کی خصائص میں سے ہے۔ کیونکہ اور کسی نبی کی بابت نقل نہیں ہوا۔ کہ اس کو مبدء وحی میں یہ حالت واقع ہوئی تھی۔ اور حکمت اس میں یہ تھی۔ کہ حضرتؐ ہر ایک شے سے غافل و مشغول ہو کر تلقی وحی کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ اور نیز اظہار شدت کہ جو آپ کو القاء کیا جائیگا۔ نہایت گراں امر ہے۔ جس کا اٹھانا آسان کام نہیں۔ پس یہ حالت آپ کے خصائص خاصہ اور مناقب مخصوصہ میں سے ہے۔ اور ایک ایسی فضیلت ہے۔ جو اور کسی پیغمبر میں نہیں پائی گئی۔ مگر جناب علامہ کنتوری صاحب نے اس کو حضرتؐ کی ذلت اور عیب بنا دیا ہے ۔

علامہ عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون اپنے مقدمات تاریخ کے چھٹے مقدمہ میں عطاء اللہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ "وعلامۃ ھذا الصنف من البشر ان توجد لھم فی حال الوحی غیبۃ عن الحاضرین معھم مع غطیط کانھا غشی او اغماء فی رأی العین ولیست منھما فی شئ وانما ھی فی الحقیقۃ استغراق فی لقاء الملک الروحانی بادراکھم المناسب لھم الخارج عن مدارک البشر بالکلیۃ ثم یتنزل الی المدارک البشریۃ اما بسماع دوی من الکلام فیتفھمہ او یتمثل لہ صورۃ شخص یخاطبہ بما جاء بہ من عند اللہ ثم تنجلی عنہ تلک

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

الحال وقد وعی ما القی الیہ" یعنی علامت اس صنف کی یہ ہے۔ کہ حالت وحی میں غیبت از حاضرین مع غطیط طاری ہوتی ہے۔ اور دیکھنے میں ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا غشی یا بیہوشی ہے۔ اور حالانکہ وہاں دونوں میں سے کچھ بھی نہیں۔ بلکہ فی الحقیقت استغراق فی لقاء الملک ہے۔ بہ سبب ادراک کرنے اس مناسب کے جو بالکلیہ مدارک بشریہ سے خارج ہے۔ پھر اس حالت کا تنزل مدارک بشریہ کی طرف ہوتا ہے۔ پس یا تو وہ ہمہمہ کلام کو سنتا ہے۔ یا اس کے سامنے صورت ملکی متمثل ہو جاتی ہے۔ اور وہ ملک کلام الٰہی پہنچاتا ہے۔ اور اس سے مخاطبہ کرتا ہے۔ پھر یہ حالت کھل جاتی ہے۔ درآنحالیکہ نبی نے ضبط کر لیا ہوتا ہے۔ جو کچھ کہ اس کو القاء کیا گیا"۔ دوسرے مقام پر اس غیبت اور غطیط کی تشریح میں لکھتے ہیں۔ "وسبب ذالک ان الوحی کما قررنا مفارقۃ البشریۃ الی المدارک الملکیۃ وتلقی کلام النفس فیحدث عنہ شدۃ من مفارقۃ الذات ذاتہا وانسلاخہا عنہا من افقہا الی ذالک الافق الآخر وھذا ھو معنی الغط الذی عبر بہ فی مبدء الوحی فی قولہ فغطنی حتی بلغ منی الجھد ثم ارسلنی فقال اقرء فقلت ما انا بقاری وکذا ثانیۃ وثالثۃ کما فی الحدیث"۔ اس بیان سے بھی ہمارے دعوے کی پوری تصدیق ہوتی ہے۔ کہ روایت جناب علامہ روایات عامہ سے ہے۔ لیکن آپ نے جو غطط و غطیط کی تفسیر دبانے اور زور سے بھینچنے سے کی ہے۔ وہ صرف طبع زاد تفسیر ہے۔ ورنہ کسی عالم نے غطط کی یہ تفسیر نہیں کی۔ جو توہین پیغمبر پر مبنی ہے۔ اور غطط در اصل اغراق فی الوحی و استغراق فی لقاء الملک و اتصال و توجہ خاص بمبدء وحی ہے۔ اور یہ ایک خاص کمال اور خصوصیت ہے پیغمبرؐ سے۔ اگرچہ یہ کہنا نہیں ہے کہ ابن خلدون نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ سب صحیح ہے۔ اور نہ اس سے یہاں بحث ہے۔ لیکن اس سے ایک امر یہ بھی معلوم ہوگا۔ کہ ابن عباس کی روایت میں جو اول ہتف ہاتف کا ذکر ہے۔ اس سے مراد یہی ایک حالت وحی یعنی سماع و وحی من الکلام یا تکلم خدا من وراء حجاب ہو۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا +

اس بیان سے ظاہر ہے۔ کہ غط کے معنی دبانا زور سے بھینچنا نہیں ہیں۔ بلکہ حالت وحی اور وقت تلقی الہام حضرت بوجہ کمال روحانیت و تقرب و اتصال بمبدء فیاض ماسوائے اللہ سے مشغول ہو کر اسی کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔ اور ایک حالت غشی یا بیہوشی جیسی طاری ہو جاتی تھی۔ اور اس حالت قرب و اتصال میں مشاہدہ و ملاحظہ جبروت و جلال واجب الوجود ذو الجلال والاکرام سے قلب مطہر نبوی پر ہیبت و عظمت طاری ہوتی تھی۔ اور اس سے آپ پسینہ پسینہ ہو جاتے تھے جس کو غط و غطیط سے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

بغرض افہام وتفہیم تعبیر کیا ہے۔ مسئلہ دراصل یہ ایک ایسی حالت وکیفیت ہے جس کو وہی شخص محسوس کر سکتا ہے جس کے قلب پر طاری ہو۔ بیان میں نہیں آسکتی۔ جیسا کہ علامہ ابن خلدون کے الفاظ سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے۔ ہاں وہ عارفین جن کو کبھی کبھی بحالت عبادت وذکر خداوند ذوالجلال خوف وہیبت وعظمت فی الجملہ طاری ہوتی ہے۔ فی الجملہ اس کا ادراک کر سکتے ہیں۔ قشریین اس کا ادراک نہیں کر سکتے۔ اسی حالت غشی وبیہوشی کو دیکھکر اور پھر اس حالت سے افاقہ میں آکر اور بعض وقت اسی حالت میں فصیح وبلیغ ترین کلام حضرتؐ کی زبان مبارک سے سننے سے مشرکین مکہ مجنون کہتے تھے۔ اور دراصل یہ ایسی فضیلت ہے جو کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوئی۔ اور کمال معرفت اور کمال روحانیت اور منتہائے قرب کی دلیل ہے۔ کیونکہ جس قدر جس کی معرفت بڑھی ہوئی ہوگی۔ اسی قدر اس کے قلب پر خدا کی ہیبت وعظمت وجبروت کا زیادہ اثر ہوگا۔ اور اس حالت خاص میں ماسوے اللہ سے غافل ہوگا اور خدا سے ملا ہوا۔ اور یہی وہ حالت ہے جس کو اس طرح بیان کیا گیا ہے "لنا مع اللہ حالات فی حالۃ ھو نحن وفی حالۃ نحن ھو ومع ذالک نحن نحن وھو ھو" ہمارے خدا کے ساتھ مختلف حالات ہیں۔ ایک حالت میں وہ ہم ہے۔ اور ایک حالت میں ہم وہ۔ اور باوجود اس کے ہم ہم ہی ہیں وہ وہ ہی ہے۔ کہاں وہ واجب الوجود قدیم ازلی ابدی اور کہاں ہم ممکن حادث فانی۔ کہاں خالق اور کہاں مخلوق۔ کجا عبد کجا معبود اور کجا رب کجا مربوب۔ پس یہ وہ حالت ہے جس میں خدا سے مل جاتے ہیں۔ نہ معلوم جناب علامہ کنتوری صاحب نے "غط" کے معنی زور سے بھینچنا کہاں سے گھڑ دیئے جس سے فضیلت پیغمبر بذلت، مدح تعریف وتوصیف توہین بن گئی۔ یہ ہیں وہ غوامض علوم واسرار جن کو وہی سمجھتے ہیں۔ ہم کہاں سمجھ سکتے ہیں۔ اور خدا ہمیں ایسے غوامض نہ سمجھائے +

طرفہ استدلال یہ کہ "علمہ شدید القویٰ" (سکھایا اسکو شدید قوتوں والے نے) سے زور سے بھینچنے کا ثبوت بھی قرآن ہی سے دیدیا ہے۔ یعنی شدید قوتوں والے فرشتے جبرئیلؑ نے مار مار کر دبا دبا کر اور بھینچ بھینچ کر پیغمبرؐ کو روز بعثت پڑھایا (نعوذ باللہ من ذالک)۔ مبصرین سمجھ سکتے ہیں کہ قطع نظر اس کے کہ اس آیت کو دبانے بھینچنے سے کوئی تعلق نہیں۔ اور اگر مراد شدید القویٰ سے جبرئیلؑ ہی ہوں۔ تب بھی یہ ضروری نہیں۔ کہ اس نے حضرتؐ کو بھینچ بھینچ کر ہی پڑھایا ہو۔ اگر قوت روح اعظم نبوی کی حقیقت پر غور کیا جائے۔ تو یہ امر یقیناً محال معلوم ہوگا۔ کہ جبرئیلؑ جیسا فرشتہ جو بمقابلہ روح اعظم اقدس نبوی ادنےٰ مخلوق ہے۔ اور اس کے خادموں میں داخل۔ وہ آپ کو بھینچ دیتے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

یا حضرتؐ کا معلم بن سکے۔ جبرئیلؑ خود خوشہ چین ریاض محمدی ہے۔ پس حقیقت میں شدید القوٰی کے معنی جبرئیلؑ نہیں ہیں۔ خالق قوٰی و حواس سے زیادہ شدید القوٰی کون ہو سکتا ہے۔ اور پیغمبر خاتم النبیینؐ کے مقابلہ میں۔ جو اوّل مخلوق اور اوّل مصنوع ہے۔ اور جس کی قوت فوق جمیع مخلوقات موجودات ہے۔ علی الاطلاق اگر کسی کو شدید القوٰی کہا جا سکتا ہے۔ تو وہ خلاق عالم واجبؔ قدیر بالذات ہے۔ چنانچہ دعائے ندبہ میں بالتصریح موجود ہے۔" وکیرہ سیّدکَ یا شدید القوٰی"۔ اور تفسیر قمیؒ میں شدید القوٰی خدا کو کہا گیا ہے۔ یعنی سکھایا اسکو خدا نے۔ نہ کہ سکھایا اسکو جبرئیلؑ نے بھیج بھیج کر۔ لہٰذا آپکے پہنچنے کی رو حجت بھی باطل اور اس کا ثبوت بھی باطل ۔ علّمہ شدید القوٰی کے یہی معنی ہیں۔ کہ خدا نے اپنے پیغمبرؐ کو پڑھایا۔ نہ جبرئیلؑ استاد ہے۔ اسنہ متقہ۔ آپ کی کوشش بیکار ہی گئی۔ اور "وجدک ضالاً فھدیٰ" کی تفسیر میں جو فرمایا ہے۔ کہ چونکہ تمکو حیرت تھی۔ کہ میں اُمّی ہو کر کیونکر پڑھ سکونگا۔ لہٰذا خدا نے اس تعلیم سے ہدایت کی۔ کہ دیکھو ہماری قدرت کہ محض امی کو آن واحد میں سب عالموں سے بڑھ کر عالم بنا دیتے ہیں۔ سنقرئک فلا تنسیٰ۔ ہم عنقریب تمکو ایسا پڑھا ئینگے۔ کہ پھر کبھی نہ بھولو گے۔ افترائے محض۔ کذب خالص اور بہتان صریح ہے ذات پیغمبرؐ پر۔ کہ وہ معاذ اللہ خدا کو قادر مطلق نہ جانتے تھے۔ اور اس وجہ سے ان کو حیرت تھی۔ کہ وہ امی ہو کر کیونکر پڑھ جائینگے۔ اور خدا نے ان کے اس شک کو رفع کیا۔ کہ دیکھو ہماری قدرت۔ کہ آن واحد میں اُمی کو کس طرح پڑھا دیتے ہیں۔ گویا اس سے بھی آپ نے معاذ اللہ پیغمبرؐ کو معرفت خدا میں حیران قدرت خدا میں مشکک اور خالی از ایقان و اذعان ثابت فرمانا چاہا ہے۔ ہم اس کی بابت یہاں اور کچھ عرض کرنا نہیں چاہتے۔ الّا یہ کہ اگر یہ صحیح ہے۔ کہ معاذ اللہ پیغمبر خاتم النبیین نبی مطلق جو وقت خلقت اولٰے سے پیغمبر برحق ہے۔ اور اسی وقت سے صفت پیغمبری سے متصف۔ وہ اس امر میں متحیر و متردد تھا۔ کہ خدا انہیں کس طرح سے پڑھا دیگا۔ تو اس کا ثبوت کسی حدیث سے دیا جائے۔ ورنہ باطن پیغمبر کا حال جناب علامہ کنتوری کو کس ذریعہ سے معلوم ہو گیا۔ کہ پیغمبرؐ کے دل میں یہ خیال تھا۔ جو ایمان پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسا شنیع حملہ کیا۔ افسوس ہے ایسے ایمان پر اور حیف ہے ایسی تحقیق اور معرفت دوران غوامض علوم واسرار پر۔ خدا ہر مسلمان کو ایسے اعتقادات سے محفوظ رکھے۔ بحق محمدؐ وآلہ الامجاد ۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

فصل

تحقیقات ایمان پیغمبرؐ

تحقیق ایمان پیغمبرؐ اور حل آیۂ ماکنت تدری - الخ

اس مضمون میں سب سے زیادہ مایۂ ناز اور باعث فخر ایمان پیغمبرؐ کی تحقیق اور آیۂ مذکورہ کی تفسیر ہے۔ آیت کا لفظی ترجمہ یہ ہے "اے پیغمبرؐ تو نہیں جانتا تھا۔ کہ کیا ہے کتاب اور کیا ہے ایمان"۔ اس آیت میں جو نفی کتاب و ایمان مذکور ہے۔ اس کا وقت جناب علامہ کنتوری اور ان کے ہم خیالوں میں زمان بعثت ہے۔ جبکہ پیغمبرؐ کی عمر چالیس کی ہو گئی تھی۔ لہٰذا اس بنا پر آیت کا ترجمہ یہ ہوا "اے پیغمبرؐ تو وقت بعثت چالیس سال کی عمر تک نہ جانتا تھا۔ کہ کتاب کیا ہے۔ اور ایمان کیا ہے" اور یہ صریح انکار ہے ایمان پیغمبرؐ سے۔ کہ تا عمر چہل سالگی حضرتؐ (معاذ اللہ) بے ایمان تھے۔ اس صریح اعتراض و ایراد سے گریز کر کے جناب علامہ یہ عذر رکیک پیش فرماتے ہیں۔ کہ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ حضرت ایمان نہ رکھتے تھے۔ بلکہ تعریف ایمان نہ جانتے تھے۔ کہ کس کو ایمان کہتے ہیں۔ پس جبرئیلؑ نے بتلا دیا۔ کہ لا الہ الا اللہ کہنے ہی کو ایمان کہتے ہیں۔ یعنی اقرار توحید اور نفی شرک ہی کا نام ایمان ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں "اے پیغمبرؐ تم کو نہیں معلوم تھا۔ کہ قرآن کیا چیز ہے اور ایمان ہم کس اقرار کو کہتے ہیں۔ چونکہ حضرت جبرئیلؑ نے کہا۔ پڑھو لا الہ الا اللہ۔ اس سے مراد یہی ہے۔ کہ ایمان محض اقرار توحید خدا اور نفی شریک الٰہی کا نام ہے جس کا اقرار ہم اسے نبی کو لڑکپن سے تھا۔ آج کی تعلیم سے فقط یہ معلوم ہوا۔ کہ ایمان خدا کے نزدیک بھی بس یہی ہے۔ کوئی دشمن اسلام یہ نہ سمجھے۔ کہ معاذ اللہ حضرتؐ آج سے ایمان لائے۔ بلکہ جس طرح اور معارف دینیہ اصول او فروع منقولات شرعیہ کو خدا نے آپ کو بذریعہ تعلیم تبلایا۔ یہ بھی تبلا دیا۔ کہ ایمان کیا چیز ہے۔ کہنا زبان سے لا الہ الا اللہ"۔ اس میں آپ نے اگرچہ یہ اشک شوئی کی ہے۔ کہ حضرتؐ ایمان رکھتے تھے۔ مگر تعریف ایمان سے جاہل تھے۔ کہ ایمان کس کو کہتے ہیں۔ لیکن اس عذر میں بھی وہ بات موجود ہے۔ جس سے فرار کیا ہے۔ کیونکہ تعریف ایمان اقرار توحید اور نفی شریک باری ہے۔ یا کہنا زبان سے لا الہ الا اللہ۔ لیکن حضرتؐ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

یہ نہیں جانتے تھے۔ کہ اقرار توحید ونفی شریک ہی ایمان ہے۔ اور اس لئے ممکن ہے۔ کہ حضرتؐ قائل توحید ہوں۔ اور قائل نفی شریک نہ ہوں۔ یا بالعکس۔ خدا کے بھی قائل ہوں اور اس کے ساتھ اور خداؤں کے بھی۔ اور اسی کو وہ ایمان سمجھتے ہوں۔ کیونکہ وہ حدود سے تو واقف تھے ہی نہیں۔ اور ممکن ہے۔ کہ شرک ذاتی کے قائل نہ ہوں۔ مگر شرک صفاتی یا شرک افعالی اور شرک عبادتی کے قائل ہوں۔ اس لئے لفظوں میں ایمان کی پیغمبر سے نفی نہ کرنا اور یہ کہنا کہ وہ تعریف ایمان نہ جانتے تھے در اصل نفی ایمان ہی ہے۔ اور شان پیغمبری کے بالکل خلاف۔ کیا کسی ایسے شخص کو جو حدود اسلام و ایمان سے واقف نہ ہو۔ اور نہ جانتا ہو۔ کہ ایمان کس کو کہتے ہیں۔ اور اسلام کیا چیز ہے سچا مسلم یا مومن کہہ سکتے ہیں؟ کیونکہ اس کی حدود سے آگاہ نہیں۔ اور اسکی تعریف نہیں جانتا۔ کہ اسلام و ایمان کیا ہے ممکن ہے۔ کہ وہ ایسے امور کا قائل ہو۔ جو خلاف عقائد مسلمہ اسلامیہ ہوں۔ یا ایسے افعال کا مرتکب ہو۔ جو خلاف احکام اسلام ہوں۔ دوسرے طور پر ہم بطور تردید یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ آیا قبل بعثت پیغمبرؐ خود کو مومن جانتے تھے یا نہیں۔ اگر مومن جانتے تھے۔ تو ضرور ایمان کی حدود و تعریف سے واقف تھے۔ کیونکہ کوئی شخص اس وقت اپنے کو مومن کہہ سکتا ہے۔ کہ جب اس کی حد و تعریف سے واقف ہو۔ اور وہ حد و تعریف اپنے اندر پاتا ہو۔ اور جب حد و تعریف سے واقف ہی نہ ہوگا۔ تو کس طرح اپنے کو مومن کہہ سکتا ہے۔ اور اگر خود حضرتؐ اس وقت اپنے کو مومن نہ جانتے تھے۔ تو کیسے معلوم ہوا۔ کہ وہ قبل بعثت ایمان رکھتے تھے۔ کیا کفار و مشرکین ان کو صاحب ایمان و اسلام جانتے تھے؟ نیز یہ دریافت کیا جا سکتا ہے۔ کہ قبل بعثت جو حضرتؐ ایمان رکھتے تھے تو وہ ایمان بتعلیم الٰہی تھا یا بذریعہ غیر۔ پیغمبر خاتم النبیین کسی دوسرے کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے۔ اگر خدا نے صغر سنی میں ایمان تعلیم کیا تھا۔ اور بتلایا تھا۔ تو یہ فرمانا غلط کہ روز بعثت ایمان سکھایا۔ اور تعلیم اس روز سے شروع ہوئی۔ بلکہ تسلیم کرنا چاہئے۔ کہ حضرتؐ کو قبل بعثت بھی وحی و الہام ہوتا تھا جس کے آپ منکر ہیں۔ اور جب حضرتؐ کو قبل بعثت تعلیم ہوئی تھی۔ اور وحی آتی تھی۔ اور ایمان عطا ہوا تھا تو تعریف ایمان وحدود ایمان کیمل تعلیم نہ ہوئے تھے۔ اگر باوجود تعلیم ایمان تعریف اور حدود ایمان تعلیم نہ ہوئی تھی۔ تو یہ نقص عظیم تھا۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ ایمان کے ساتھ غیر ما بہ الایمان پر معتقد ہو جائے۔ اور حدود ایمان سے تجاوز کر جائے۔ اور اگر کسی دوسرے کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے۔ تو نبوت حضرتؐ باطل کیونکہ وہ نبی نہیں ہو سکتا۔ جو کسی دوسرے کے ہاتھ پر مسلمان ہو۔ اور ایمان لائے۔ غرض جس صورت سے بھی دیکھا جائے۔ جناب علامہ کی یہ تحریر آنحضرتؐ سے نفی ایمان کو ثابت کرتی ہے۔ اور آخری

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

عیاں ہے کہ جس طرح آپ کو دیگر معارف دینیہ اصول و منقولات شرعیہ تعلیم دئے۔ اسی طرح تعریف ایمان بھی تعلیم دی" بالصراحت دال ہے۔ کہ معاذ اللہ حضرتؐ قبل بعثت ایمان نہ رکھتے تھے۔ کیونکہ اصول یقیناً اعتقادات اولیہ توحید و نبوت و معاد ہیں۔ اور یہ اصول حضرتؐ کو بعمر چہل سالگی آپ کے نزدیک تعلیم ہوئے۔ تو قبل اس عمر کے ان اصول سے جاہل اور ناواقف اور مقتضائے قول تو ضرور ایمان سے خالی قرار پائے۔ اور آپ نے ہر طرح سے پیغمبرؐ کو قبل بعثت جاہل و ناواقف اور بے ایمان ظاہر کر دیا۔ اہل انصاف ایمان و انصاف سے فرمائیں۔ کہ اگر کوئی مومن متدین ان عقائد باطلہ کو رد کرے۔ تو وہ کیونکر مستحق لعن وطعن و تفسیح و مذمت ہو سکتا ہے۔ ایک عالم پر اعتراض کرنے والا زیادہ مجرم ہو سکتا ہے یا ایک پیغمبرؐ برحق خاتم النبیینؐ کو العیاذ باللہ بے ایمان اور ایمان سے ناواقف اور بے خبر اصول دین سے جاہل لکھنے والا"۔ فاعتبروا یا اولی الابصار"۔

اس مسئلہ کے متعلق حجج اسلام عراق کے فتاوےٰ

مناسب ہے۔ کہ جناب علامہ کے اس اعتقاد کے متعلق علماء عراق کی تصدیق بھی مومنین کے سامنے پیش کر دی جائے۔ کیونکہ جناب موصوف علماء کی تصدیق کے بہت ہی دلدادہ ہیں۔ حضرت مستطاب حجۃ الاسلام والمسلمین آقائی الحاج شیخ عبداللہ مجتہد مامقانی قدس سرہ۔

صورت مسئلہ ۔ چہ میفرمائید در حق کسے کہ منسوب باہل علم باشد و بگوید اعتقاد ما کہ حضرت ختمی مرتبت تا بعثت نمیدانست کہ ایمان کدام اقرار را خدا فرمودہ تا بعثت ہم جاہل محض بود۔ بینوا و تؤجروا فقد ضاقت الارض علینا والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ **جواب**۔ باسمہ تعالیٰ

این شخص بحسب صورت اہل علم و منتسب باہل علم است نہ حقیقۃً از اہل علم است ہمیں قدر دیدہ در بعض آیات مثل قولہ تعالیٰ ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نوراً الخ امثال اینگونہ کلمات بسبیل اطلاق و یا اہمال از و صادر شدہ کہ موجب تشویش اذہان گشتہ۔ اما احکام شرعیہ کہ از مستقلات عقلیہ است مثل حرمت ظلم و وجوب رد ودیعہ و حسن احسان وغیرہ فذالک حضرت ختمی مرتبتؐ کہ عقل کل بود چگونہ میشود جاہل بآں باشد و اما احکام شرعیہ تعبدیہ البتہ علم حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وعلیہم علم ذاتی نیست مثل خداوند عالم جل شانہ بلکہ عالم اند بتعلیم خداوند عالم جل شانہ و خلاف است کہ آیا حضرت قبل از بعثت متشرع بشریعت خود بود بوحی و الہام ولکن مامور بتبلیغ نبود یا متشرع بشرائع سلف بود و اقوی اول است پس قبل از بعثت نیز آں حضرت بتعلیم خداوند عالم جل شانہ عالم باحکام

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

شرعیۂ تعبدیہ غیر مستقلۂ عقلیہ بود پس منافات بآیہ شریفہ ندارد۔ واللہ المسدد وھو العالم +

حررہ الاحقر عبداللہ المازندرانی (محل مہر شریف)

ترجمہ: مسئلہ: اس شخص کے حق میں کیا فرماتے ہیں۔ جو اپنے کو عالم کہتا ہے۔ اور اعتقاد کرتا ہے۔ کہ حضرت ختمی مرتبت صلعم بعثت تک نہ جانتے تھے۔ کہ خدا کس اقرار کو ایمان فرماتا ہے۔ اور اس وقت تک حضرت بالکل جاہل تھے؟

جواب۔ بسم اللہ تعالیٰ۔ یہ شخص ملبس بلباس علماء اور اہل علم سے محض منسوب ہے۔ نہ کہ حقیقۃً عالم ہے۔ صرف ماکنت تدری ما الکتاب ولا الایمان جیسی بعض آیات دیکھ کر ایسے کلمات اس سے بطور اطلاق یا بطور اہمال صادر ہو کر موجب تشویش و پریشانی اذہان ہوئے لیکن وہ احکام شرعیہ جو مستقلات عقلیہ سے ہیں مثل حرمت ظلم و وجوب رد امانت و حسن احسان وغیرہ پیغمبر عقل کل کیونکر ان سے جاہل ہو سکتا ہے۔ لیکن احکام شرعیہ تعبدیہ سو ان کا علم پیغمبر و ائمہ علیہم السلام کو مثل خدا ذاتی نہیں بلکہ وہ بتعلیم الٰہی عالم ہیں۔ اور اس میں اختلاف ہے۔ کہ آیا حضرت ختمی مرتبت قبل بعثت اپنی شریعت پر عمل کرتے تھے۔ بذریعہ وحی و الہام یا شرائع سابقہ پر۔ اقوی قول اصل یہ ہے۔ کہ قبل بعثت بھی حضرت اپنی ہی شریعت پر عمل کرتے تھے۔ اور بتعلیم الٰہی بذریعہ وحی و الہام جملہ احکام شرعیہ مستقلات عقلیہ و غیر مستقلات عقلیہ کے عالم تھے پس اس کو آیت مذکورہ سے کوئی منافات نہیں (یعنی آیت میں نفی علم بالذات ہے۔ کہ یہ حضرات خود بخود عالم نہیں۔ بلکہ بتعلیم الٰہی سے عالم ہوتے ہیں نہ کہ مطلق علم کی نفی)۔ اللہ ہی موید و معین ہے اور وہی عالم سب ہے +

اس حکم جناب حجۃ الاسلام شیخ عبداللہ المازندرانی مرحوم مغفور سے معلوم ہو گیا۔ کہ یہ قول بالکل باطل ہے۔ کہ حضرت قبل بعثت نہ جانتے تھے۔ کہ خدا کس اقرار کو ایمان کہتا ہے۔ اور تعریف ایمان کیا ہے۔ اور ایسا کہنے والا عالم نہیں۔ بلکہ عالم نما ہے۔ نیز یہ بھی تصریحی طور پر معلوم ہو گیا۔ کہ قبل بعثت حضرت ختمی مرتبت جملہ احکام اصول و فروع مستقلات عقلیہ و غیر مستقلات عقلیہ سب کے بذریعہ وحی و الہام عالم تھے۔ اسی کو قبل بعثت بھی وحی ہوتی اور قبل بعثت اپنی ہی شریعت پر عمل کرتے تھے۔ اور اسی طرح سے عبادات و مناسک بجا لاتے تھے جس طرح بعد بعثت حضرت نے ظاہر فرمایا۔ اور جس طرح اب شریعت محمدیہ میں موجود ہیں۔ ہاں مامور بہ تبلیغ نہ تھے"۔ یہی ہمارا اعتقاد ہے اور اسی کے ہم موید۔ اور اس بنا پر جناب علامہ کی کل تقریر

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

قطعاً غلط و باطل اور خلاف اعتقاد اسلام و تحقیق علماء اعلام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہے +

جواب از حضور مبارک حضرت مستطاب حجۃ الاسلام آیۃ اللہ فی الانام آقائی آقا حاجی سید اسمٰعیل صدر متع اللہ المسلمین بطول بقائہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جواب این نحو سوالات بمواجہہ باید ذکر شود کہ سوال و جواب بطول فکر انجر نشود و بیان و توضیح گردد۔ و اما آیہ شریفہ در آخر سورہ شوریٰ اگر کسے تامل نماید اشکالے نیست و آنچہ در سوال ذکر شدہ اگر از انجا است خطا است۔ واللہ العالم۔ حررہ الاحقر ابن صدر الدین (محل مہر شریف)۔ آخر سورہ شوریٰ مطالعہ کنید دستگیر تان میشود۔ اس تحریر کا مطلب بھی صاف ظاہر ہے۔ کہ آیہ مجیدہ محل اشتباہ و اشکال نہیں۔ اور اگر اس آیت سے کوئی یہ سمجھے۔ کہ حضرتؐ قبل بعثت تعریف ایمان نہ جانتے تھے۔ تو خطا ہے +

جواب جناب مستطاب ملاذ الانام العالم الفاضل آقائی آقا میرزا ابراہیم مجتہد سلماسی الکاظمی متع اللہ المسلمین بطول بقائہ از کاظمین۔ بسم اللہ و لہ الحمد۔ معتقد جہل حضرت رسول صلوات اللہ علیہ قبل البعثت خارج از ایمان است و منکر ضروری مذہب است۔ حررہ الاحقر ابراہیم السلماسی الکاظمی۔ ۳ محرم الحرام ۱۳۲۰ھ

ترجمہ۔ قبل بعثت حضرت رسولؐ صلواۃ اللہ علیہ کی جہالت کا قائل منکر ضروری مذہب و خارج از اسلام ہے + ملاحظہ فرمائیں جناب علامہ صاحب اس تصدیق کو جو قائل ہیں۔ کہ قبل بعثت حضرتؐ جاہل محض تھے +

جواب حضرت مستطاب حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا و سیدنا و ملاذنا السید مہدی آل سید حیدر مجتہد کاظمی روحی فداہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ لا یخفی علی کافۃ اخواننا المومنین وفقہم اللہ تعالیٰ لمراضیہ ان اعتقادنا معاشر الامامیۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسائر الانبیاء عالمون بجمیع الاحکام من الایمان وغیرہ من اول وجودہم الی منتہاہ و منزھون عن جمیع صفات النقص من الجہل وغیرہ۔ و انا الداعی آل سید حیدر الحسینی الکاظمی۔ از کاظمین (مقام مہر شریف)

ترجمہ جملہ برادران ایمانی پر (خدا انہیں توفیق نیک دے) مخفی و پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ ہم گروہ امامیہ کا آنحضرتؐ اور جملہ انبیاءؑ کے باب میں یہ عقیدہ ہے۔ کہ وہ اول وجود سے آخر تک عالم ہوتے ہیں جمیع احکام کے خواہ اعتقادی ہوں یا اعمالی۔ اور وہ جمیع اقسام نقص جہل وغیرہ سے منزہ و مبرا ہیں +

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

بحمد اللہ یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ اور اس فتوے کی رو سے تا بعثت حضرت کی جہالت کا قائل اور یہ کہنے والا کہ جملہ معارف دینیہ اصول و فروع اور منقولات شرعیہ سے ناواقف اور بے خبر تھے۔ کم سے کم فرقہ اثنا عشریہ امامیہ سے نہیں ہے + (دیکھئے ایک تصدیق یہ ہے علمائے عراق کی) +

جواب از حضور حضرت مستطاب حجۃ الاسلام آقائی شریعت اصفہانی مدظلہ العالی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ این شخص متلبس بلباس علماء کہ از موائد عوائد آنہا بقشوری قانع شدہ و از جمیع شوارد عقلیہ و عوائد نقلیہ محروم ماندہ و تشبث بعض آیات را بگمان خود علق نفیسے پنداشتہ افادہ جدیدہ خواستہ بنماید تفوہ باین کلمہ شنیعہ نمودہ باید متمکنین از اقامہ معروف و اماطہ منکر او را تنبیہ دہند و اگر عرض تنبیہ تجاوز حق او نبود امر شرع مرتب و صعب بود و شبہ او آیہ شریفہ آخر سورۂ شوریٰ است قولہ تعالیٰ وکذٰلک اوحینا الیک روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان و سابقًا یاد شدہ باطل افتادہ زیرا کہ وحی و ایحاء مخصوص بفرستادن رسولے از خارج نیست کما فی و اوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا و اوحینا الی ام موسیٰ۔ بلکہ چیزیکہ در قلب ہم افاضہ شود وحی و ایحاء است۔ اگرچہ بعض اعتبارات اطلاق وحی بر بعض افاضات شرعًا ممنوع باشد و اگر مراد بروح در آیہ شریفہ نفس قدسیہ نبویہ باشد معنی آن باشد کہ افاضہ این روح اقدس و اعطاء این نفس مقدس از جانب ما شدہ و بدون آن نمی دانستی فلان و فلان را کہ اشکالے نیست البتہ واضح و بدیہی است۔ اگر خلق نمی نمود او را بآن عقل کامل و روح فاضل ہر آئینہ دارائے مقامات شامخہ و معالی باذخہ نمی بود۔ و اگر مراد ارسال رسولے از خارج است ہم اشکالے نیست و مراد آنکہ اگر ارسال رسولے بر تو نمے فرمودیم نمیدانستی تفاصیل کتاب منزل و نہ ایمان بآنچہ در تضاعیف تفاصیل این کتاب مندرج و متقرر است۔ و انتظار سید الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ نزول وحی را در بسیارے از وقائع و احکام آنہا و تغییر حالت آنجناب در آنحال بطوریکہ بر حاضرین متبین میشود از امور ثابتہ و مرویات یقینیہ است و حال و مجال و مدمجہ اقتضا تفصیل زیادہ ازین ندارد۔ حررہ الاثم الجانی فتح اللہ الغروی الاصفہانی المعروف بشیخ الشریعۃ عفی اللہ عن جرائمہ العظیمۃ۔ (محل مہر شریف) نجف اشرف

ترجمہ۔ یہ شخص متلبس بلباس علماء کہ جس نے فوائد افادات علماء سے محض چھلکے پر قناعت کی ہے اور شواہد عقلیہ و عوائد نقلیہ سے محروم رہ کر محض بعض آیات کے ظاہر کو گوہر نفیس خیال کر کے چاہتا ہے کہ ایک نیا افادہ کرے۔ ایسا کلمہ منہ سے نکالا ہے۔ حضرات مقتدرین و متمکنین اقامہ امر بالمعروف

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ونہی عن المنکر اس کو اس عقیدے سے توبہ کرائیں۔ اگر یہ امر محض بطور شبہ محتملہ نہیں ہے (بلکہ اعتقاد یہی ہے۔ تو معاملہ نہایت صعب و دشوار ہے۔ اور یہ شبہ اس شخص کو سورۂ شوریٰ کے آخر کی آیت وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان الخ سے پیدا ہوا ہے۔ جس کو اس دعوے باطلہ سے مس تک نہیں۔ کیونکہ وحی فرشتہ بھیجنے ہی پر موقوف نہیں ہے جیسا کہ اوحی ربک الی النحل الخ و اوحینا الی ام موسیٰ سے ظاہر ہے۔ بلکہ جس چیز کا قلب پر فیضان ہوتا ہے۔ وہ بھی وحی ہے۔ اگرچہ بعض اعتبارات سے بعض افاضات پر اس کا اطلاق شرعاً ممنوع ہے۔ اور بیشک مراد آیۂ شریفہ میں روح سے نفس قدسیہ نبویہ ہو۔ تو معنی آیت یہ ہونگے کہ اس روح اقدس اور اس نفس مقدس کا افاضہ و اعطاء ہماری طرف سے ہے۔ اور بدون اس روح کے اے پیغمبرؐ تو نہ جانتا تھا الخ فلاں فلاں امر کو۔ اور اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ واضح اور بدیہی ہے کہ اگر خدا اپنے پیغمبرؐ کو اس عقل کامل و روح فاضل کے ساتھ خلق نہ فرماتا۔ تو ہرگز مقامات عالیہ و معالی رفیعہ پر فائز نہ ہوتے۔ اور اگر روح سے مراد ارسال رسول از خارج بھی مراد ہو۔ تو بھی کوئی اشکال نہیں ہے۔ کیونکہ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا۔ کہ اگر میں قاصد نہ بھیجتا۔ تو تو تفاصیل کتاب اور اس باب الایمان کو جو تفاصیل کتاب میں مندرج ہے نہ جانتا۔ اور تتمۂ انبیاء کا منتظر وحی رہنا اور حالت وحی میں حضرتؐ کی حالت کا اس طرح متغیر ہونا کہ حاضرین پر ظاہر ہو جاتا تھا امور ثابتہ و مرویات یقینیہ سے ہے۔ حالت۔ فرصت اور کاغذ اس سے زیادہ تفصیل کو مقتضی نہیں +

جناب شیخ الشریعۃ کے اس بیان سے بھی ظاہر اور واضح ہے۔ کہ آیۂ مذکورہ ہرگز محل اشکال نہیں ہے۔ اور اس سے پیغمبرؐ کی جہالت تا وقت بعثت ثابت نہیں۔ اور جو شخص تا وقت بعثت پیغمبرؐ کو جاہل یا تعریف ایمان سے ناواقف جانتا ہے۔ لازم ہے کہ علماء اس کو اس عقیدے سے توبہ کرائیں۔ اگر محض اشتباہاً ایسا ہے۔ ورنہ اگر اعتقاد ہی یہ ہے۔ تو اس کی توبہ علی الظاہر قبول ہونا مشکل +

جواب از حضرت مستطاب حجۃ الاسلام و ملاذ الانام سید المجتہدین آقائی سید حسن جاملی اعلی اللہ مقامہ الدین متع المسلمین بطول بقائہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کان المتوہم توہم من آیۃ ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان حیث لم یذکر فی الآیۃ زمان افاضۃ الحضرۃ الالٰھیۃ تلک الدرایۃ الی حبیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فظنہا المتوہم زمان البعثۃ بل فیہ زمان النبوۃ لا زمان البعثۃ فان الروایات المتواترۃ عن الفریقین تدل علی ذالک مثل قولہ صلی علیہ وآلہ وسلم کنت

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

نبیا وآدم بین الروح والجسد وقد جمعها العلامة المجلسی فی اول المجلد السادس والجلال السیوطی فی اول الخصائص الکبری وهذه الروایات تدل علی ثبوت درایة الکتاب والحکمة والایمان قبل وجوده فی هذه الدنیا لانه لا یمکن ان یکون نبیا وهو لایدری ما الکتاب ولا الایمان فکونه نبیا وآدم بین الروح والجسد یدل علی ثبوت الدرایة والهدایة الحقیقة الشرعیة فی عالم الارواح والاشباح وعالم الذر ولو کان المراد بالروایة مجرد العلم بما یصیر فی المستقبل لم یکن له خصوصیة بانه نبی وآدم بین الماء والطین او بین الروح والجسد لان جمیع الانبیاء یعلم الله نبوتهم فی ذالک الوقت وقبله فلا بد من خصوصیة للنبی لاجلها اخبر بهذا الخبر اعلاما للامة لیعرفوا قدره عند الله جل جلاله فیحصل لهم القرب عنده فالمراد بالآیة لعد تلک الروایات ما کنت تدری قبل نبوتک وانبائک لان المراد قبل بعثتک ومن المعلوم ان الانبیاء لا یعلمون الا ما علمهم الله ولیس عالم بالذات الا الله ولا علم لنا الا ما علمتنا (حرره الاحقر حسن صدر الدین الموسوی الکاظمی عفی الله عنه فی آخر ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ) ✦

اس تحقیق سے بھی یہی ثابت ہے کہ آیت ہرگز محل شبہ نہیں۔ اور اس میں جو نفی کتاب وایمان ہے۔ اس کو زمانہ بعثت سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ فاضل موصوف کے نزدیک اس سے زمان اعطاء نبوت مراد ہے۔ اور حضرتؐ نبی اس وقت سے ہیں جب کہ آدمؑ کی خلقت بھی نہ ہوئی تھی۔ اس وقت سے حضرت جمیع احکام کے عالم ہیں۔ نہ کہ چالیس برس کی عمر تک جاہل محض۔ اس کی تفصیل نقل قول علامہ سیوطی متعدد کتاب میں آچکی ہے۔ اس لئے یہاں اس کا ترجمہ بلفظہ درج نہیں کیا گیا۔ ان حجج اسلام کے بیان سے آیہ مذکورہ کی فی الجملہ تفسیر بھی معلوم ہو گئی۔ اور یہ کہ جناب علامہ کی تفسیر بالکل غلط اور طبع زاد ہے۔ اور ان حجج اسلام رضوان اللہ علیہم کے مقابل صاحب اظہار حق کے ان مہملات کی کوئی وقعت نہیں ہو سکتی۔ کہ "منقولات شرعیہ کو بالفعل علیٰ سبیل الاطلاق جاننا باعتبار تحصیل اول کے حضرتؐ کے لئے ضروری نہیں کہا جا سکتا۔" جب تمام محققین علمائے امامیہ کا یہی اعتقاد ہے کہ حضرت ابتدائے وجود سے جمیع احکام شرعیہ مستقلات عقلیہ و غیر مستقلات عقلیہ سب کے عالم تھے۔ اور ہر قسم کے نقص جہالت وغیرہ سے منزہ۔ ✦

احتمالات تفسیر آیہ مذکورہ مناسب ہے کہ اس مقام پر اس آیت کے معنی میں ہم ان احتمالات قیاسیہ کو بھی نقل کر دیں۔ جو مولف اظہار حق نے درج کئے ہیں۔ کیونکہ ان کا منبع بھی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

جناب علامہ ہی معلوم ہوتے ہیں۔ ورنہ دراصل ایسے مہمل و لغو بے معنی رسالے کی عبارات نقل کرنا محض تضیع اوقات ہے۔ وھی ھذہ ؛

"عجب مولانا محسن علی صاحب کا یہ دعوٰے ہے۔ کہ جمیع کمالات ابتدائے عمر سے ہی ہوتے ہیں (بحمد اللہ جمیع علماء کا یہی دعوٰے ہے۔ جیسا کبھی ضمن فتاوٰے میں مذکور ہوا)۔ تو اس دعوے کی بنا پر بعض آیتوں کے کوئی معنی نہیں قرار پاتے ہیں۔ ماکنت تدری ما الکتاب ولا الایمان الآیہ میں اصل و ظاہر یہ ہے۔ کہ مخاطب نفس رسول ہے۔ اس حیثیت سے کہ وہ متعلق تھا جسم اقدس رسول خدا سے۔ پس بنا بر اس مسلک کے آیۂ ماکنت تدری الخ کے ایسے معنی کہ جن کی وجہ سے ذات معصوم میں کوئی نقص و عیب لازم نہ آئے۔ یا یہ ہیں۔ کہ نہیں جانتا تھا تو قبل البعثت حقیقت قرآن و ایمان کو ساتھ اس درایت و علم کے جو کہ محفوظ ہوتا تیرے قلب میں د وقوع پذیر ہے۔ اگرچہ جانتا تھا تو قبل البعثت حقیقت قرآن و ایمان کو ساتھ اس درایت و علم قطعی کے جو کہ محفوظ نہیں تھا تیرے قلب میں وقوع پذیر ہے۔ اور حقیقت قرآن و ایمان کا درایت و علم کہ جو حضرت کے قلب میں وقوع ہوا ہے محفوظ تھا حضرت کو زمانہ بعثت میں حاصل ہوا تھا۔ اور یا یہ معنی ہیں۔ کہ نہیں جانتا تھا تو قبل البعثت کتاب و ایمان کو منقولات شرعیہ ہونے کی حیثیت سے۔ اگرچہ جانتا تھا تو قبل البعثت اس مصداق کتاب و ایمان کو کہ جو باعتبار منقول شرعی کے قرار پاتا ہے۔ جیسا کہ بیان کیا ہے۔ اس معنی کو جناب علامہ کنتوری مدظلہ العالی نے (علامہ کا ایک قول بلفظہ ہم نقل کر چکے جس کو اس سے کوئی تعلق نہیں۔ مصنف) .... اور یا یہ معنی ہیں۔ کہ نہیں جانتا تھا تو قبل البعثت اس خاص شریعت و ایمان کو۔ کہ جو حاصل ہوئے ہیں تجھ کو بعد البعثت اگرچہ جانتا تھا تو قبل البعثت بذریعہ وحی اس شریعت و ایمان کو جو موافق تھے نبی سابق کے ایمان و شرع سے .... اور یا یہ معنی ہیں۔ کہ نہیں جانتا تھا تو قبل البعثت اپنی شریعت و ایمان کو بطریق رسول۔ اگرچہ جانتا تھا تو قبل البعثت اپنی شریعت و ایمان کو بطریق نبی .... اور یا یہ معنی ہیں۔ کہ نہیں جانتا تھا تو قبل البعثت اپنی شریعت و ایمان کو بذریعہ وحی کے۔ اگرچہ جانتا تھا تو قبل البعثت اپنی شریعت و ایمان کو بذریعہ اس عقل کامل کے کہ جس کی تائید ہم نے بعد البعثت وحی وغیرہ سے کی .... اور یا یہ معنی ہیں۔ کہ نہیں جانتا تھا تو قبل البعثت اپنی تمام کتاب (شریعت) یعنی علم فقہ کو اور اپنے تمام ایمان (حکمت) یعنی علم کلام کو۔ اگرچہ جانتا تھا تو قبل البعثت اپنے علم فقہ اور کلام میں سے اس قدر کو کہ جو تیری ذات کے لئے قبل البعثت ضروری تھا .... اور یا یہ معنی ہیں۔ کہ نہیں

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

جانتا تھا تو عالم شہود میں حین ولادت ایمان وکتاب کو اس حیثیت سے کہ جس حیثیت سے جانا تو نے بعد ولادت قبل بعثت۔ اگرچہ جانتا تھا تو کتاب والایمان کو حین ولادت بھی باعتبار تعلیم عالم انوار کے اور یا یہ معنی ہیں۔ کہ نہیں جانتا تھا تو قبل بعثت ایمان وکتاب کو نزدیک کفار کے۔ اگرچہ تو واقف تھا عالم کتاب اور موصوف بایمان تھا"۔

ان تفاسیر قیاسیہ وباطلہ اور ان احتمالات رکیکہ واہیہ کے بعد آپ فرماتے ہیں۔ کہ "جناب مولوی محسن علی صاحب ان معانی میں سے تو کسی معنی کو تسلیم نہ کرتے ہونگے جس سے ایک نہ ایک نقص لازم آتا ہے۔ بیشک جناب مولوی محسن علی صاحب ان تفاسیر بالرائے کو جن کا مرتکب بنص حدیث نبوی کافر وجہنمی ہے کیونکر قبول کر سکتے ہیں۔ بعد ازاں کچھ احتمالات بعض اقوال مفسرین سے اور بھی نقل کئے ہیں (ملاحظہ ہو اظہار حق) جو سب کے سب خلاف فرمائشات ائمہ ہدیٰ اور مخالف تحقیق علمائے کرام ہیں۔ جیسا کہ فتاوے علما شاہد ہیں۔ اور کسی متدین کے لئے قابل تسلیم نہیں ہو سکتے۔ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ جناب مولوی محسن علی صاحب جیسا عالم شخص ان کو تسلیم کرے۔ نہیں وہی تسلیم کر سکتا ہے۔ جو معتقد حدیث پیغمبر و ائمہ ہدیٰ نہ ہو اور جس کے مذہب کی بنیاد محض قیاس اور اقوال عوام الناس پر ہو۔ اور انہی کو معتمد و پیشوا جانتا ہو۔" ونحن بریئون مما الخ" ان کے نزدیک پیغمبر خاتم النبیین نہ باعتبار عالم ارواح و عالم انوار جاہل تھا۔ اور نہ بلحاظ وجود عالم شہودی نہ بلحاظ رسالت جاہل تھا اور نہ باعتبار نبوت۔ نہ بحیثیت منقول شرعی ہونے کے کتاب وایمان سے ناواقف تھا۔ اور نہ بحیثیت وحی خاص اور عقل کامل۔ ان کے نزدیک آیۂ مذکورہ کے وہی معنی ہیں۔ جو جناب شیخ الشریف نے شق امل میں و دیگر علمائے اعلام کثرہم اللہ نے ارقام فرمائے ہیں۔ اور جن کے لحاظ سے بحمد اللہ پیغمبر رغماً لانوف المنکرین کسی وقت کسی زمان اور کسی عالم میں جاہل ثابت نہیں ہوتے۔ اور اس آیت کو زمان بعثت سے کوئی تعلق ہی نہیں جس طرح وہ عالم انوار وارواح میں عالم اور معلم کل تھا۔ اسی طرح عالم شہود اور عالم اجسام میں۔ اور جس طرح معدن علوم وقت بعثت تھا۔ اسی طرح وقت ولادت مدینۃ العلوم۔ اور نہ وہ اس اخویت کے قائل ہیں۔ کہ معاذ اللہ پیغمبر جامع الضدین علم وجہل تھا۔ کہ ایک لحاظ سے اس علم کا جاہل بھی تھا۔ اور دوسرے لحاظ سے اسی کا عالم بھی۔ حیثیت کا فرق اجراء احکام میں ہوتا ہے نہ نفس موضوعات اور حقائق و ماہیات میں۔ یہ قطعاً ناممکن ہے۔ کہ ایک شخص ایک علم کا عالم ہو۔ اور اسی علم سے اسکو کسی دوسری حیثیت سے جاہل بھی کہا جائے۔ آدمی تو کیا گدھا بھی اس کا قائل نہیں۔ ہاں باعتبار تعدد علم ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص ایک علم کے لحاظ سے عالم ہو۔ اور دوسرے علم کے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

لحاظ سے جاہل۔ شان خاتم النبیین ان جملہ مزخرفات سے بری ہے۔ وہ ہمیشہ سے منبع علوم ومعدن اسرار ومنبع فیوضات الٰہی ہے۔ اور روح اعظم نبوی نفس کتاب وجودی۔ جبرئیل و دیگر ملائکہ کو بھی فیض علوم اسی سے پہنچا ہے۔ وہ ہی معلم مطلق ومعلم کل ہے۔ فقال و قال لا توفت الملکرین "انا مدینۃ العلم وعلی بابھا"۔ اس عبارت مذکورہ اور ان مہمل احتمالات منقولہ کے لفظ لفظ پر بحث کرکے ہم وقت ضائع کرنا نہیں چاہتے۔ صرف جناب مولانا موصوف اور ان کے شاگردوں کے مزخرفات میں اضافہ کی غرض سے ہم حسب ذیل احتمالات عرض کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ بنا بر اعتقاد جناب علامہ دُولت اظہار حق آیۂ شریفہ کے یا یہ معنی ہیں۔ کہ نہیں جانتا تھا تو قبل بعثت کتاب و ایمان کو اس حیثیت سے کہ تو جاہل محض اور ناخواندہ امی تھا۔ اگرچہ جانتا تھا تو کتاب و ایمان کو اس حیثیت سے کہ تو عالم تھا بتعلیم عالم الوادر۔ یا یہ معنی ہیں۔ کہ نہیں جانتا تھا تو کتاب و ایمان کو اس حیثیت سے کہ تھی مصلحت خدا اسی میں کہ رہے تو جاہل چالیس برس کی عمر تک۔ اور بعد چالیس سال کے ہم عنقریب بڑھا کر تجھے ایسا علم جو نہ بھولے تو کبھی۔ دکھا دینگے قدرت اپنی کہ آن واحد میں ہم جاہل مطلق کو کس طرح سے سب سے بڑھ کر عالم بنا دیتے ہیں۔ اگرچہ جانتا تھا کتاب اور ایمان کو اس حیثیت سے کہ ہوتی تھی تجھکو وحی اور الہام ہمارا۔ یا یہ معنی ہیں۔ کہ نہیں جانتا تھا تو قبل بعثت اصول و فروع دین منقولات شرعیہ اور تعریف ایمان کو کہ کہتا ہے خدا کس اقرار کو ایمان۔ اگرچہ جانتا تھا تو تعریف ایمان اور کتاب کو اس حیثیت سے کہ تھا تو مومن ابتدائے عمر سے بلکہ قبل ولادت سے۔ یا یہ معنی ہیں۔ کہ نہیں جانتا تھا تو کتاب و ایمان کو قبل بعثت اس حیثیت سے کہ بھیجا گیا تھا تو خاتم النبیین و سید المرسلین بنا کر اگرچہ جانتا تھا تو کتاب و ایمان کو قبل بعثت اس حیثیت سے کہ تو تھا نبی عالم انوار میں۔ یا یہ معنی ہیں۔ کہ نہیں جانتا تھا تو کتاب و ایمان کو اس حیثیت سے کہ ہو گیا تو جاہل آکر عالم شہود جسمانی میں اگرچہ جانتا تھا تو کتاب و ایمان کو اس حیثیت سے کہ تھا تو مبدء علوم و معلم ملائکہ عالم ارواح اور عالم ذر میں۔ یا یہ معنی ہیں۔ کہ نہیں جانتا تھا تو قبل بعثت کتاب و ایمان کو اس حیثیت سے کہ اگر جانتا تو کتاب و ایمان کو اور ہوتا تو مومن اور نبی۔ تو جان لیتے کفار و مشرکین حال تیرا بوجہ ہونے اُن کے عالم الغیب۔ اگرچہ جانتا تھا تو کتاب و ایمان کو قبل بعثت اس حیثیت سے کہ رکھتا تھا تو عقل کامل جو کہ ہو سکتی ہے مبدء جملہ بدیہیات عقلیہ کا عند الحکماء جب کہ کرے تو توجہ انکی طرف جس آن ہیں کہ تو چاہے اور ہوں وہ تجھ کو تماما حاصل۔ بالفعل بقوت قریبہ۔ یا یہ معنی ہیں کہ نہیں جانتا تھا تو کتاب (کتابت) اور ایمان (تفصیلیہ) کو۔ اس حیثیت سے کہ ہو تو محفوظ از وقوع شک و شبہات اور حیرانی و تردد سے۔ اور نہ ہو خوف اظہار کرنے تیرے کا کفار و مشرکین کو علم قرات و کتابت و نبوت اپنی قبل آنے اور پہنچنے حکم ہمارے کے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

اور ہے یہ علم محفوظ از نوع شک سے بعد پڑھانے جبرئیلؑ اور سکھانے ورقہ بن نوفل اور دبانے اللہ بھیجنے
جبرئیلؑ کے نیز دفع خواب سے ڈر سے کہ چڑھ جائے بخار۔ اگرچہ جانتا تھا تو اس علم و ایمان کو اس حیثیت سے
کہ سکتا تھا تو قدرتاً باعتبار اعجاز کے ہر وقت اور رکھتا تو قادر قرأت و کتابت پر من جانب اللہ بوجہ اس عقل کامل کے
جو دی گئی تھی تجھ کو مبدء خلقت میں۔ یا یہ معنی ہیں کہ نہیں جانتا تھا تو کتاب اور ایمان کو قبل بعثت اس حیثیت
سے کہ ہوئے معجزہ تیرے لئے عظیم اس حیثیت سے کہ نہیں ہے اعجاز جاننا علم و حکمت کا اور
رکھنا ایمان کا ابتدائے عمر سے کسی کے لئے اور ہے اعجاز جاننا قرآن و ایمان اور کتابت کا بعد
چالیس سال کی عمر کے۔ اور سیکھنا تو لطیف ایمان عمر کہولت میں بذریعہ تعلیم جبرئیلؑ اگرچہ جانتا تھا تو کتاب
و ایمان کو اس حیثیت سے کہ ہے علم کمال و عزت نزدیک حکماء کے اور نہ محروم رکھنے خدا کے اپنے
حبیب کو اس کمال سے ابتدائے عمر سے۔ اگرچہ نہیں ہے عزت تیرے لئے بوجہ ہونے مصلحت ہماری
کے بیچ جہالت تیری کے۔ یا یہ معنی ہیں کہ نہ جانتا تھا تو فقہ اور مسائل شستن و صاف کردن اور تعریف
کلی و جزئی و جوہر و عرض و نوع و جنس کو اس حیثیت سے کہ نہ ہوئی تھیں کتابیں اس کی تصنیف کر پڑھتا اور
سیکھتا تو ان احکام کو ان سے پورے طور پر اگرچہ جانتا تھا اپنی فقہ اور اپنے علم کلام کو اس حیثیت سے کہ
تھا وہ ضروری تیرے لئے قبل بعثت واسطے عمل کرنے کے۔ یا یہ معنی ہیں کہ نہ جانتا تھا تو قرآن اور
ایمان کو اس حیثیت سے کہ دیا ہو تجھ کو تعلیم جبرئیلؑ استاد تیرے نے۔ اگرچہ جانتا تھا تو قرآن اور
ایمان کو اس حیثیت سے کہ تھے مستقلات عقلیہ بدیہی تیرے لئے۔ اور تھا تو عالم بذریعہ وحی اور
الہام قلبی ابتدائے عمر سے۔ پس ان تمام معانی کی رو سے کبھی کوئی عیب و نقص ذات پیغمبر میں لازم نہیں
آتا۔ بنا بر فرض جناب علامہ اور شاگرد صاحب کے۔ اور دوسرے مسلک کے موافق یوں کر سکتے
ہیں کہ یا آیت کے یہ معنی ہیں کہ نہیں جانتا تھا تو حقیقت کتاب و ایمان کو من حیث انہ علم ذاتی
لک ریا لذات۔ اگرچہ جانتا ہے تو حقیقت کتاب و ایمان کو ہماری تعلیم اور ہماری وحی اور ہمارے
الہام اور ہمارے فیضان سے۔ یا یہ معنی ہیں کہ نہیں جانتا تھا تو تفاصیل کتاب و معارف ایمان کو قبل
اس کے کہ خلق کریں ہم تیری اس روح اعظم اور صادر اول اور مصنوع عالم امری کو۔ اور عطا کریں تجھے اپنے
تفضل خاص سے۔ اور جانتا ہے تو کتاب و ایمان کو بذریعہ اس روح اعظم قدسانی اور حقیقت علیہ کے
جو اعظم و اقویٰ و افضل و اشرف ہے جبرئیلؑ و میکائیلؑ سے بدرجات اور محتاج الیہ عالم امکان ہے
فیوضات ربانیہ میں۔ اور وہی واسطہ فیض ہے خالق و مخلوق میں۔ نہ غیر۔ یا یہ معنی ہیں کہ نہیں جانتا
تھا تو کتاب و ایمان من حیث انہ ممکن بالذات و علم الممکن لا یکون بالذات و عین الذات بل خارج

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

عن الذات وذاتہ علیہ وموقوف علی علۃ خارجیۃ معطیۃ واجبۃ - اگرچہ جانتا ہے تو حقائق کتاب و بواطن اشیاء وملکوت ارض وسماء کو ابتدائے وجود سے انتہائے وجود تک بحیثیت افادہ وافاضہ واجب الوجود جملہ علوم واسرار وفیضات وبرکات ورحمات اپنے حبیب پر ہر ایک مخلوق سے پہلے۔ فتدبر فیہ +

بہر حال مثل احتمالات جملہ مذکورہ جناب علامہ مؤلف رسالہ اظہار حق ہم ایک سو سے زائد پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن کیا ان قیاسات کو تفسیر قرآن کہا جا سکتا ہے۔ یا اس کو تاویل آیات سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اور ایسے قیاسات پر دین کی بنا ہو سکتی ہے۔ اور کسی مسئلہ اصول دین کا مدار و ملاک ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ تاویل آیات یا خدا جانتا ہے یا راسخون فی العلم انبیاءؑ وائمہؑ جن کے سینوں میں قرآن ہے اور قرآن تصریح کرتا ہے۔ کہ بعض آیات محکم ہیں بعض متشابہ۔ اور متشابہات محتاج تاویل ہیں کہ محکمات۔ اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ آیہ مذکورہ جس سے پیغمبرؐ کے علم وایمان کا تعلق ہے محکمات میں داخل ہے یا متشابہات میں۔ اگر محکمات میں سے ہے۔ تو اس کے وہی معنی مراد ہیں۔ جو ظاہر الفاظ سے مفہوم ہوتے ہیں۔ اور آپ کے نزدیک مسلم ہے۔ کہ اس میں نفی کتاب وایمان قبل بعثت ہے۔ تو صاف اور صریح الفاظ میں قائل ہو جئے۔ کہ معاذ اللہ پیغمبر خاتم النبیین قبل بعثت جاہل مطلق و بے ایمان تھے۔ اور اگر آیہ متشابہ ہے۔ اور محتمل معنیین یا معانی ہے۔ تو کوئی حق تاویل حاصل نہیں۔ اس کی تاویل میں حدیث معصومؑ پیش کیجئے۔ کہ پیغمبر یا امام نے اس کے یہ معنی بتلائے ہیں۔ وہ قول فیصل ہوگا۔ اور کسی مومن یا مسلمان کو اس کے تسلیم کرنے میں عذر نہ ہوگا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ آیت کی متعدد طرح سے تاویل کی گئی۔ اور ایک حدیث بھی پیغمبر یا امام سے نقل نہیں کی گئی۔ یا آپنے قیاسات ہیں۔ یا بعض دوسرے مفسرین کے قول (جو ہم نے بوجہ طول نقل نہیں کئے) جب یہ صورت ہے۔ تو کیونکر کوئی مومن متدین ان توہمات کو قبول کر سکتا ہے۔ کیا تحقیق اعتقاد میں یہ کافی ہے۔ کہ یا یہ ہے یا یہ ہے یا وہ ہے یا یوں ہے۔ اس طرح بھی ہو سکتا ہے۔ ایسے بھی ممکن ہے۔ اور بایں طور بھی صحیح ہو سکتا ہے۔ اعتقادات میں امر یقینی بیان کرنا چاہئے۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ اس آیت کی تفسیر میں معصومؑ سے کوئی حدیث صادر نہیں ہوئی۔ یا ہماری کتب میں موجود نہیں ہے۔ تو یہ غلط۔ احادیث موجود ہیں۔ اور ہماری کتب متداولہ معروفہ میں مطبوعہ موجود۔ چنانچہ آئندہ نقل ہونگی۔ پھر باوجود اس آیت کی تفسیر میں صحیح احادیث معصومینؑ کے موجود ہونے کے ان کا مضامین اور رسالے میں مطلقاً ذکر نہ کرنا حضرات کے تدین کی روشن دلیل ہے +

اس آیت کی تفسیر کو یہیں تک چھوڑ کر ہم مضمون جناب علامہ کے اور افادات کی طرف رجوع کرتے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ہیں۔ چنانچہ بعد اس کے فرماتے ہیں۔ چونکہ سورۂ فاتحہ میں توحید مصرح نہ تھی۔ اس لئے خدا نے بعد تعلیم اوّلی تعریف ایمان باستوحید کی بھی تعلیم دیدی۔ کہ کہو لا الٰہ الا اللہ یہی توحید ہے۔ ہم قطع نظر اس روایت مشہورہ سے جس میں جناب امیر کا تمام شب سورۂ حمد کی تفسیر فرمانا اور سائل کے استعجاب پر ارشاد فرمانا کہ جو کچھ تمام قرآن میں ہے۔ وہ سورۂ حمد میں ہے۔ الحدیث۔ ہم لفظ مصرح پر نظر رکھتے ہوئے اہل علم سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ کیا الحمد للہ رب العالمین صریح توحید نہیں ہے؟ اگر انسان فرمایات ائمہ علیہم السلام سے کچھ بھی مانوس ہو۔ تو سمجھ سکتا ہے۔ کہ اسی ایک نفظ میں جملہ مایحتاج عالم از مبدء و معاد مندرج و منطوی ہے۔ اور اس میں توحید مع دلیل توحید مصرح کہ ہر ثنائے جمیل بمقابل ہر وصف جلیل و ہر ایک شکر مقابل ہر ایک نعمت ظاہر و باطن بمصالحت سترا و ضرا و ہر ایک حامد اور ہر شکر گذار انبیاء و اولیاء و اصفیاء سے ازل سے ابد تک جو واقع ہو چکی ہے۔ اور ہو رہی ہے۔ اور ہوگی مختص ہے۔ اُس معبود برحق سے جو جامع ہے جمیع صفات کمالیہ کو اور موصوف ہے اسماء حسنیٰ اور صفات عُلیا سے۔ اور حمد مقابل نعمت موقوف ہے معرفت منعم پر۔ اور معرفت منعم مایحتاج الیہ عباد ہے معاد میں اور معرفت نعمت مایحتاج الیہ عباد ہے معاش میں۔ اور معرفت منعم اول مرحلہ توحید ذاتی و صفاتی و افعالی ہے۔ پس یہی وہ کلمے جامع ہیں بالصراحت جملہ اقسام توحید کو۔ اور بعد ذکر الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ کسی شخص کو بھی ان الفاظ کے جامع جمیع اقسام توحید توحید ذاتی۔ توحید صفاتی۔ توحید افعالی۔ توحید عبادتی ہونے میں شک باقی نہیں رہ سکتا۔ نہ معلوم مولانا نے کیونکر یہ فرما دیا۔ کہ سورۂ حمد میں توحید مصرح نہیں ہے +

تبصرہ معرفت پیغمبرؑ اور علم پیغمبرؐ کے پہچاننے کے لئے اہل البصیرت کے نزدیک صرف یہ آیت کافی و وافی ہے۔ کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام بعد ولادت اعتراض یہود کے جواب میں فرماتے ہیں۔ انی عبد اللہ اٰتانی الکتاب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا این ماکنت واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا۔ الخ۔ اول اپنی عبودیت اور خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا ہے۔ بعد ازاں عطائے کتاب اور بعد ازاں نبوت کو عطائے کتاب پر متفرع کیا ہے۔ اور نیز مبارکیت کو بھی متفرع بر نبوت قرار دیا ہے۔ اور آیت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ عبودیت اول مرحلہ ہے۔ اور عبودیت کاملہ بلا معرفت خالق و معبود ممکن ہی نہیں۔ اور معرفت خالق و معبود حاصل نہیں ہو سکتی۔ مگر معرفت حدود ایمان سے۔ پس حضرت عیسٰے ضرور اس وقت معرفت کاملہ حدود ایمان کی رکھتے تھے۔ اور اس لئے اول اپنی عبودیت کا اظہار فرمایا نبی چاہئے۔ کہ اول حدود ایمان کا عالم ہو۔ اگر عالم حدود ایمان نہ ہو گا کبھی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

مومن کامل نہیں کہلا سکتا۔ اور قبل نبوت بعد عطا کتاب ہے۔ اس لئے ظاہر ہے۔ کہ عنایتِ خلعت نبوت بعد عطائے کمال علم ہے۔ نبوت جاہل مطلق کو عطا نہیں ہوتی۔ نبی جاہل غیر معقول ہے۔ اور یہ بھی مسلم ہے۔ کہ رسالت غیر نبوت ہے۔ اور اس وقت حضرت عیسےؑ رسول نہ تھے۔ اور انجیل نازل نہ ہوئی تھی۔ پس یہ تعلیم مقام مطلق نبوت ہے۔ اور مطلق نبوت بمقابل نبوت مطلقہ کلیہ و مقام ختم نبوات محدود و جزوی۔ کیونکر ممکن ہے۔ کہ دارائے مرتبہ ختم نبوات چالیس سال تک جاہل محض رہے۔ روایت ابن عباس دال ہے۔ کہ جبرئیلؑ نے وقت بعثت رسالت کی بشارت دی ہے۔ اور رسالت بعد نبوت ہے۔ پس اس وقت حضرتؐ نبی تھے۔ تب ہی تو عہدۂ رسالت پر فائز ہوئے۔ پس یا تو صریح حضرتؐ کی نبوت کا انکار کیجئے۔ یا یہ کہ حضرتؐ ضرور قبل بعثت حامل کتاب وجودی اور عالم جمیع احکام اصول و فروع منقولات شرعیہ تھے۔ حضرتؐ کے چالیس سال تک جاہل مطلق جاننے سے علاوہ ان نصوصات بیّنہ کے اور بہت سی آیات صریحۃ الدلالۃ و احادیث صحیحہ متواترہ کی تکذیب لازم آتی ہے۔ مثل ان احادیث کے جن میں حالات ولادت حضرتؐ ختمی مرتبت و نیز حضرات ائمہ معصومینؑ مرقوم ہیں۔ ملاحظہ ہو بحار الدرجات۔ ششم بحار تفسیر علی بن ابراہیم عیاشی۔ برہان۔ خصائص وغیرہا +

الخصائص الکبرے بیہقی و صابونی نے مائتین میں اور خطیب و ابن عساکر نے اپنی تاریخوں میں جناب عباس ابن عبد المطلب سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے پیغمبرؐ سے کہا۔ کہ مجھے تمہارے دین میں تمہاری نبوت کی ایک علامت نے داخل کیا۔ میں نے دیکھا تھا۔ کہ جب تم گہوارے میں تھے۔ چاند سے باتیں کرتے تھے۔ اور انگلی سے اس کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ پس جدھر اشارہ کرتے تھے۔ ادھر کو وہ جھک جاتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں اس سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھ سے۔ اور وہ مجھے رونے سے بہلاتا تھا۔ اور میں سنتا تھا اس کا گرنا اور جھکنا۔ جب کہ وہ تحت عرش سجدہ خدا بجا لاتا تھا +

حافظ ابو الفضل بن حجر نے شرح بخاری میں واقدی سے نقل کیا ہے۔ کہ حضرتؐ نے اوّل ولادت ہی تکلم فرمایا۔ اور ابن سرج نے خصائص میں ذکر کیا ہے۔ کہ جب آپ گہوارے میں ہوتے تھے۔ تو ملائکہ گہوارہ ہلاتے تھے۔ اور اوّل کلمہ جو زبان مبارک سے نکلا تھا۔ وہ "اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا" تھا +

علامہ مجلسیؒ و دیگر مورخین نے آپ کے قبل بعثت کے حالات میں بحیرا راہب کا قصہ لکھا ہے۔ کہ جب اس نے آپ کو لات و عزے کی قسم دے کر آپ کے حالات دریافت کئے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

تو حضرتؐ غضبناک ہوئے۔ اور فرمایا۔ خدا کی قسم۔ میں ان دونوں سے زیادہ کسی کو دشمن نہیں رکھتا ہوں۔ تب اس نے حضرتؐ کو خدائے وحدہ لاشریک کی قسم دے کر حضرتؐ کے حالات معاشرت وغیرہ دریافت کئے۔ جناب ابوطالبؑ فرماتے ہیں۔ کہ میں ان کو کندھے پر سوار کرکے خانہ کعبہ کا طواف کرتا تھا۔ تو لات و عزیٰ کی طرف ان کو نہ لے جاتا تھا۔ کیونکہ جانتا تھا کہ وہ انکو بہت دشمن رکھتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ جب بچپن میں وہ میرے پاس سوتے تھے۔ تو میں رات کے وقت ان سے عجیب و غریب دعائیں سنتا تھا۔ اور اکثر ان کو بستر پر نہ پاتا تھا۔ اور جب آواز دیتا۔ تو ایک طرف سے آواز آتی۔ کہ آپ اپنی جگہ رہیں۔ میں یہاں ہوں۔ میں انکی عجیب و غریب باتیں سن کر متعجب ہوتا تھا۔ اور جب سونے کے واسطے کپڑے اتارنے کو کہتا۔ تو کہتے۔ کہ اے پدر بزرگوار اپنا منہ پھیر لیجئے۔ کسی کو سزاوار نہیں ہے۔ کہ وہ میری شرمگاہ کی طرف نظر کرے۔ اور انکی عادت لڑکپن میں یہ تھی۔ کہ کھانے اور پینے کے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتے تھے۔ اور جب فارغ ہوتے۔ تو الحمد للہ کہتے۔ اور کبھی بلا بسم اللہ کہے کھانا نہ کھاتے۔ اور عرب میں اس وقت یہ عادت نہ تھی۔ بعض روایات میں ہے۔ کہ کھانے کے وقت حضرت فرماتے "بسم اللہ الاحد" اور بعد فراغ "الحمد للہ کثیرا"۔ جناب حلیمہ فرماتی ہیں۔ کہ میں جہاں کہیں سے گزرتی تھی۔ مجھے وہ مقامات بشارت دیتے تھے۔ اور جہاں کہیں میں حضرت کو بٹھاتی تھی۔ وہ زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی تھی۔ اور میوے سے پُر۔ اور میں نے کبھی حضرتؐ کے کپڑے یا بدن کو نجس نہیں دیکھا۔ اور جب چاہتی تھی۔ کہ ان کے کپڑے بدلوں۔ تو وہ ہرگز اپنے بدن کو برہنہ نہ ہونے دیتے تھے۔ اور کبھی اپنی شرمگاہ نہ کھلنے دیتے تھے۔ اور جب میں رات کو بیدار ہوتی۔ تو دیکھتی اور سنتی۔ کہ حضرتؐ ذکر خدا میں مشغول ہیں۔ اور کہتے ہیں"۔ لا الہ الا اللہ قد وسا وقد نامت العیون والرحمٰن لا تاخذہ سنۃ ولا نوم"۔ کبھی بائیں ہاتھ سے کوئی چیز نہ اٹھاتے تھے۔ اور جب کوئی شے ہاتھ سے اٹھاتے۔ تو بسم اللہ کہتے۔ اور جب محلے اور قبیلے کے لڑکے کھیلتے تھے۔ تو حضرتؐ میرے لڑکوں کا ہاتھ پکڑ کر علیحدہ لے جاتے اور فرماتے۔ آؤ ہم کھیلنے کے لئے خلق نہیں ہوئے ہیں (کلا ریب النبی نبی ولو کان صبیّا)۔ نیز جناب ابوطالبؑ فرماتے ہیں۔ کہ لوگ مجھے مجبور کرتے تھے۔ کہ بتوں کے پاس چلو۔ میں کہتا تھا۔ کہ میں اپنے فرزند سے جدا نہیں ہو سکتا۔ وہ کہتے۔ کہ اس کو بھی لے چلو۔ میں کہتا۔ کہ یہ بچہ بتوں کو دیکھنے اور اس کا نام سننے کو مکروہ جانتا ہے۔ تب انہوں نے کہا۔ کہ اس کو تادیب کرو۔ میں نے کہا تمہیں معلوم نہیں ہے اور تم نے نہیں سنا ہے۔ کہ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

بتوں کی ہلاکت اسی کے ہاتھ پر ہے۔ خود آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ میں بچپن میں عرب کی کبھی کسی بُری رسم شادی بیاہ ناچ رنگ وغیرہ میں شریک نہیں ہُوا۔ جناب ابوطالبؑ سے یہ بھی مروی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے چار سال کے سن میں محمدؐ کو دیکھا۔ کہ وہ نماز پڑھتے تھے۔ اور یہ بھی تصریح بعض روایات میں موجود ہے۔ کہ حضرتؐ نے قبل بعثت پچیس حج کئے تھے۔ یہ مختصر حالات و معجزات و کرامات ہیں حضرتؐ کے قبل بعثت جن میں سے اکثر کا تعلق سن طفولیت و صباوہ بلکہ سن رضاعت (شیر خواری) سے ہے۔ اہل بصیرت انہی حالات سے سمجھ سکتے اور اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ حضرتؐ متعلق مبدء و معاد کیسا علم رکھتے تھے۔ اور اوپر عرض کر چکے ہیں۔ کہ کلمہ "الحمد للہ رب العالمین" جامع ہے جمیع اقسام توحید و معرفت مبدء و معاد کا۔ اور شامل ہے جملہ یحتاج عالم من حیث المبدء والمعاد کو۔ اور حضرتؐ بچپن میں تسمیہ و تحمید و تقدیس و تہلیل کے عادی تھے۔ پھر کیونکر ممکن ہے۔ کہ حضرتؐ حدود و تعریف ایمان سے واقف نہ ہوں۔ کیا یہ معرفت تامہ آپ کو بلا اس کے حاصل تھی۔ کہ حدود ایمان سے آگاہ ہوں۔ ان تمام روایات سے ظاہر ہے۔ کہ حضرتؐ ابتدائے عمر یعنی روز ولادت سے تہلیل و تسبیح و تہلیل و تقدیس باری تعالےٰ عزاسمہ کے عادی تھے۔ اور یہ اس سے متنفر اور آثار معرفت ہمیشہ آپؐ سے ظاہر و نمایاں۔ آپؐ اپنے مرتبے کو خوب سمجھتے تھے اور مراتب نبوت کو پہچانتے تھے۔ اور ان کے اہل خاندان بھی پہچانتے تھے۔ کہ آپ کیا ہیں۔ اور کیا ہونے والے ہیں۔ پھر کیونکر ممکن ہے۔ کہ آپ جبرئیلؑ کے آنے کی غرض سے بے خبر ہوں۔ اور اس کے سوال کے جواب سے عاجز اور ورقہ سے تعلیم کے محتاج۔ اور اس امر میں متحیر کہ خدا امّی ناخواندہ اور جاہل کو کس طرح سے پڑھاویگا +

یہ روایات اور نیز تصریح و تصدیق علماء کرام شاہد ہے۔ کہ حضرتؐ قبل بعثت اپنی ہی شریعت پر عامل تھے۔ اور اسی طریق سے صوم و صلوٰۃ وغیرہ بجالاتے تھے۔ جس طرح کہ اب ہیں۔ پس اگر آپ قبل بعثت عالم قرآن نہ تھے۔ تو پھر اس طریق سے نماز کس طرح ادا کر سکتے۔ اور اگر عالم قرآن تھے۔ پھر کیونکر وہ حدود ایمان اور منقولات شرعیہ اصول و فروع دین سے جاہل اور محتاج تعلیم جبرئیل روز بعثت ہو سکتے ہیں۔ روایات روز ولادت باسعادت حضرت ولایت مآب علی ابن ابی طالب علیہ السلام موجود ہیں۔ اور کتب تواریخ و احادیث عامہ و خاصہ میں ہیں۔ کہ وقت ولادت جناب امیرؑ نے تلاوت قرآن فرمائی۔ اور نیز دیگر کتب سابقہ توریت۔ زبور۔ انجیل کو تلاوت فرمایا۔ اور روایات عامہ میں یہ ہے۔ کہ سورۂ قد افلح المومنون پڑھی۔ اور امر یقینی ہے۔ کہ ولادت حضرت امیر علیہ السلام

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

قبل بعثت ہے۔ پس وقتِ ولادتِ حضرتِ امیرؑ کس نے معلوم کیا۔ کہ انھوں نے تلاوت قرآن فرمائی تو ابھی تک قرآن نازل نہ ہوا تھا۔ رسول خداؐ نے یا غیر رسول خدا نے۔ اگر غیر رسول خدا نے قبل نزول قرآن معلوم کر لیا۔ کہ علیؑ قرآن پڑھ رہے ہیں۔ تو وہ یقیناً اس امر میں پیغمبرؐ سے افضل ہوئے۔ کہ وہ قبل نزول قرآن عالم قرآن تھے۔ کیونکہ جب تک عالم قرآن نہ ہوں۔ کیونکر پہچان سکتے ہیں کہ یہ قرآن ہے۔ اور اگر پیغمبرؐ نے فرمایا۔ کہ علیؑ قرآن پڑھ رہے ہیں۔ اور انھوں نے معلوم کیا۔ کہ یہ قرآن ہے۔ تو ضرور وہ قبل بعثت عالم قرآن تھے۔ اور جب عالم قرآن تھے۔ تو جملہ معارف دینیہ اصول و فروع کے عالم تھے۔ اور ہرگز بعد بعثت محتاج تعلیم جبرئیلؑ اور اس کے وہاں لانے اور پہنچنے کے نہ تھے۔ بلکہ عالم جمیع علوم و فنون و جمیع ما یحتاج عالم بلکہ عوالم من حیث الاجتماع و الانفراد و معارفِ علم ما کان و ما یکون تھے۔ کیونکہ "قرآن تبیانا لکل شئ" "ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین" ہے۔ اور اصل یہی ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے۔ "لا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیک وحیہ" (طٰہٰ ع ۶) اے پیغمبرؐ تلاوت قرآن میں تعجیل نہ کرو قبل اس کے کہ اس کی وحی پوری ہو۔ اور ظاہر ہے۔ کہ "تعجیل" کسی کام کو اس کے وقت سے پہلے کرنے کو کہتے ہیں۔ یعنی ایک شخص ایک کام کو جانتا ہے۔ اس کی قدرت رکھتا ہے۔ اس کے اسباب مہیا ہیں۔ لیکن کرنے کا وقت نہیں آیا ہے۔ اور وہ اس کو قبل دخول وقت کرنے کی خواہش کرتا ہے۔ تو کہا جائیگا۔ کہ جلدی نہ کرو۔ اس لئے اس آیت سے ثابت ہے۔ کہ حضرتؐ عالم قرآن تھے۔ اور قرآن ان کے سینے میں موجود تھا۔ جب ہی تو خدا فرماتا ہے۔ اس کی تلاوت میں اپنی طرف سے تعجیل نہ کرو۔ اگر قرآن ان کے وجود میں موجود نہ ہوتا۔ اور وہ اس کے پہلے سے عالم نہ ہوتے۔ تو ناممکن تھا۔ کہ وہ اپنی طرف سے اس کی تلاوت میں تعجیل کر سکتے۔ جتنا پڑھایا جاتا۔ اتنا ہی پڑھ سکتے تھے۔ اور اس لئے یہ حکم "تلاوت میں جلدی نہ کرو" محض لغو بیفائدہ ہوگا۔ کہ امر محال و ناممکن سے نہی کی گئی ہے۔ اور یہ تاویل اس کی بالکل غیر معقول ہے۔ کہ مطلب یہ ہے۔ کہ تلاوت جلدی جلدی نہ کرو۔ ٹھہر ٹھہر کر ترتیل سے پڑھا کرو۔ کیونکہ اگر یہ معنی لئے جائیں۔ کہ اس سے سکون و طمانیت قرأت مراد ہے۔ تو قبل ان یقضی الیک وحیہ" اور اس کے بعد کی آیات کے کچھ معنی نہ ہونگے۔ کہ وحی سے پہلے جلدی نہ کرو۔ بلکہ اصل مطلب یہی ہے۔ کہ قرآن تمہارے اندر موجود ہے۔ اور تم عالم ہو۔ تم اپنی طرف سے اس کے اظہار و تلاوت و قرأت میں جلدی نہ کرو۔ اتنا ہی پڑھو۔ جتنا ہم حکم دیں۔ جتنا ہم کہتے ہیں۔ اتنا سناتے اور پہنچاتے جاؤ۔ چنانچہ دوسری آیت اسی کی تصریح کرتی ہے۔ "لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ انا علینا جمعہ و قرآنہ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ ثم ان علینا بیانہ"۔ اس کے ساتھ تعجیل کرتے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ہوئے زبان کو حرکت دو۔ تحقیق کہ ہمارے اوپر ہے اس کا جمع کرنا اور قرأت کرنا پس جب ہم قرأت
کردیں تو اس قرأت کی پیروی کرو۔ اتنا ہی تم قرأت کردو۔ اور سنا دو۔ اور پھر ہمارے ہی اوپر اس کی
تفسیر و بیان لازم ہے جس طرح ہم بیان کریں وہ درست ہے۔ اور بیان وہی بیان ہے جو
ہماری طرف سے ہے۔ لہٰذا بلاشبہ حضرتؐ قبل نزول قرآن عالم قرآن تھے یعنی حامل
کتاب وجودی تھے۔ اور اس کا علم اور اس کی حقیقت ذات کے ساتھ عطا ہوئی
تھی۔ قرآن صورت مقروء ہے۔ بعد قرأت و تلاوت اس پر قرآن کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور کتاب
غیر قرآن ہے۔ وہ حقیقت قرآن ہے "انه لقران کریم فی کتاب مکنون لا یمسه
الا المطهرون" تحقیق کہ یہ قرآن کریم ہے کتاب مکنون میں۔ نہیں مس کرتے ہیں اس کو مگر
طاہر و مطہر لوگ" "وما کان هذا القران ان یفتری من دون الله ولکن تصدیق
الذی بین یدیه وتفصیل الکتاب لا ریب فیه" یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ غیر خدا کی طرف
سے گھڑ لیا گیا ہو۔ بلکہ تصدیق ہے ان کتب کی جو اس سے پہلے ہیں۔ اور تفصیل ہے کتاب
لاریب فیہ کی۔ پس کتاب حقیقت قرآن ہے۔ اور قرآن صورت مقروئہ کتاب۔ قرآن وہ صورت
مقروہ ہے۔ جو زبان مبارک پیغمبرؐ سے بذریعہ وحی خارج ہوئی۔ اور کتاب گویا نفس حقیقت نوریہ
علمیہ ہے۔ لہٰذا یقیناً پیغمبرؐ قبل نزول قرآن عالم حقائق قرآن و دارائے کتاب وجودی تھے۔ بلکہ
وجود پیغمبرؐ نفس کتاب وجودی اور نور مطلق ہے۔ "قد جاءکم من الله نور وکتاب مبین"
تحقیق کہ آیا ہے خدا کی طرف سے تمہارے پاس نور اور کتاب روشن" "وقد جاءکم برهان
من ربکم وانزلنا الیکم نورا مبینا" تحقیق تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک برہان
مجسم آیا ہے۔ اور ہم نے تمہاری طرف ایک نور روشن و درخشاں نازل کیا ہے۔ کیسا نور درخشاں
کہ جسم بھی نورانی روح بھی نور مطلق۔ پس نور علیٰ نور ہے۔ یهدی الله لنوره من یشاء و
کذالک یضرب الله الامثال للناس ٭

حیف صد حیف مجسم برہان توحید و نور الٰہی جاہل از توحید و محتاج معرفت غیر۔ وہ مجسمۂ ذکر خدا
واسمائے حسنٰی و مثل اعلےٰ الٰہی ہے۔ "ارسلنا الیکم ذکرا رسولا" "ولله الاسماء الحسنیٰ۔ ولله
المثل الاعلیٰ" کس طرح ممکن ہے کہ خود ذکر خدا ذکر خدا و معرفت سے غافل و بے خبر
ہو ٭

پیغمبر مخلوق بر علم و نبوت و مقطور بر معرفت ہوتا ہے۔ کہ اصل غرض و غایت خلقت بشر آیہ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

مجیدہ "ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون" عبادت ہے۔ اور عبادت بلا معرفت غیر معقول۔
اس لئے اصل غایت معرفت ہی ہے۔ اور کلمۂ قدسی کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت
الخلق" (میں خزانہ مخفی تھا۔ میں نے چاہا۔ کہ میں پہچانا جاؤں۔ پس میں نے مخلوقات کو خلق کیا۔ تاکہ پہچانا جاؤں)
بس واسطے اول مخلوق و مصنوع چاہئے۔ کہ نمونہ صفاتِ جلال و جمال الٰہی و کمالات لا متناہی حیات و علم
و قدرت و ارادہ ہو۔ تاکہ معرفت اس مصنوع اوّل کی دلیل معرفتِ خدا ہو۔ اور یہ اول مخلوق و مصنوع اوّل
عارف بالله ہو۔ تاکہ غرض خلقت و دونوں جانب سے حاصل ہو۔ اگر اول مخلوق عارف خدا نہ ہوگا۔ تو کوئی وجود
بھی معرفتِ خدا حاصل نہیں کر سکتا۔ ضرور ہی اوّل عارف ہے۔ اور اوّل مخلوق و مصنوع چاہئے۔ کہ
اکمل موجودات ہو۔ اور کمال موقوف ہے کمال معرفت خالق پر۔ پس عارف اکمل پیغمبرؐ ہی ہوئے۔ اسی وجہ
سے آپؐ نے فرمایا۔ وامرت ان اکون اول المسلمین۔ میں مامور ہوں۔ کہ میں اول مسلم و اول مطیع و منقاد
خالق ہوں۔ یہ اصدار امر سے امر تکوینی ہے۔ کہ میری تکوین و تخلیق و سرشت میں معرفت خدا حاصل ہے۔ اور
میں عالم امر ہی سے عارف و مسلم مطلق پیدا ہوا۔ ورنہ اسلام و ایمان تکلیفی میں تو ہر ایک نبی اول مسلم
ہوتا ہے۔ اور ہر شخص علے العموم مامور ہے سبقت الی الاسلام و سبقت الی الخیر کی طرف۔ یہ فخر و
مباہات پیغمبر خاتم النبیینؐ کے لئے اسی وجہ سے ہے۔ کہ اوّل المسلمین ہیں۔ بایں معنی کہ اس وقت مسلم مطلق
تھے۔ جبکہ کوئی مسلم نہ تھا۔ یعنی کوئی موجود نہ تھا۔ چنانچہ اکثر فرمایا۔ کہ ہم خدا کی تسبیح و تہلیل و تقدیس کرتے
تھے۔ جبکہ نہ آسمان تھا نہ زمین۔ نہ جن نہ انس۔ نہ ملک نہ روح۔ اور یہی سابق ہیں اقرار ربوبیت میں۔
اور سب انبیاءؑ و اوصیاءؑ سے پہلے جوابِ "الست بربکم" میں "بلیٰ" کہنے والے + ہم مقدمات میں بھی ثابت
کر چکے ہیں۔ اور آئندہ بھی بعض احادیث نقل کریں گے۔ کہ ہر ایک مخلوق نے معرفتِ خدا و تسبیح و تہلیل و
تقدیس و تحمید محمدؐ و آل محمدؐ سے سیکھی ہے۔ اگر یہ نہ بتلاتے۔ تو نہ جانتے۔ کہ کس طرح ہم اس کی تسبیح و تقدیس
کریں۔ یہ اوّل مسلم و اوّل عارف و نمونہ معرفت خدا کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ اس عالم شہود جسمانی میں چالیس
سال تک جاہل مطلق و بے معرفت رہے۔ اور نہ جانتا ہو۔ کہ خدا کس اقرار کو ایمان کہتا ہے۔ اور
جبرئیلؑ لا الٰہ الا اللہ سکھائے۔ مسلّم ہے۔ کہ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم"
غنی مطلق و فیاض مطلق کسی نعمت کو دے کر خود نہیں چھینتا۔ جبکہ تغیر حالت منعم علیہ میں پیدا نہ ہو۔ اور عوارض
خارجیہ و وساوس عادات یا نوامیس الامثال سلب نعمت کا باعث نہ ہوں۔ تو کیا پیغمبرؐ کی حالت کو شوائب
طبیعیہ و وساوس عادات و نوامیس الامثال نے متغیر کر دیا تھا۔ جو خدا نے اپنی نعمتِ معرفت کو پیغمبرؐ
سے اس عالم شہود میں سلب کر لیا؟ شاید یہی کہا جائیگا۔ کہ ہاں ظلمت مادیہ جسمانیہ نبویہ و خواص طبیعت مادہ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

موجب جہالت وسلب معرفت ہوگئے۔ اگرچہ بلحاظ عالم انوار وہ عالم تھے۔ مگر یہ غلط محض ہے۔ مادۂ نبویہ مادۂ نورانیہ ہے۔ اور نورانیت ولطافت مادۂ نبویہ ہماری ارواح کی لطافت سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ اور روح نبوی روح نورانی وحقیقت علمیہ مظہر کامل صفات کاملہ الٰہیہ ہے۔ وہ اس جسم نورانی سے متعلق ہوکر نورٌ علیٰ نور کی مصداق ہوگی۔ نہ کہ اس پر تاریکی جہالت چھا جائیگی۔ حقیقت میں ایسے کلمات زبان سے نکالنا کمال نقص معرفت پیغمبرؐ بلکہ بکمال جرأت انکار نبوت خاتم النبیینؐ ہے +

فصل

دیگر افادات جناب علامہ کنتوری

علیؑ کو اُستاد جبرئیل کہنا غلو ہے

رسالہ تہافت الفلاسفہ شوال ۱۳۲۷ھ میں غلو کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "جس طرح غلاۃ کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ جناب امیرؑ اُستاد جبرئیلؑ تھے۔ ان کو کیا خبر ہے۔ کہ حضرت جبرئیلؑ بحکم خدا حامل وحی ہوکر جناب رسولؐ کو خبر دیتے تھے۔ جس کی نسبت خدا فرماتا ہے۔ علمہ الشدید القوی تعلیم قرآن نبی اُمی کو اس شخص نے دی۔ جس کے قوائے جسمانی شدید تھے (جبرئیلؑ)۔ پھر جب حضرت جبرئیلؑ معلم جناب رسولؐ کے بنص قرآن تھے۔ اور رسولؐ معلم جناب امیرؑ کے تھے۔ اب تو جبرئیلؑ جناب امیرؑ کے معلم کے معلم یعنی اُستاد الاُستاد ٹھہرے۔ کیا ایسا ہوسکتا ہے۔ کہ اُستاد الاُستاد بھی ہوں اور شاگرد بھی"۔ پہلے بلبل ہند کو بوجہ (آتی تھی یہ آواز کہ گویا تم تھے) غالی یعنی کافر بنا چکے ہیں۔ اب جناب علامہ نے ان تمام علماء اور دیگر مومنین کے کفر کا صریح فتوے دیدیا ہے۔ جو جناب امیرؑ کو اُستاد جبرئیلؑ کہتے ہیں۔ اور آگے چل کر ناظرین کو معلوم ہوگا۔ کہ اسی قسم کے غالیوں میں خود حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام بھی داخل ہیں۔ نہ صرف علماء کرام مثل علامہ مجلسیؒ وغیرہ۔ تعلیم قرآن اور شدید القوےٰ کا حال ناظرین بنص حدیث امام و تفسیر وتشریح مفسرین مثل علی بن ابراہیم قمی وعلامہ سیوطی وغیرہم معلوم کرچکے ہیں۔ کہ شدید القوےٰ نام خداوند عالم ہے۔ اور اسی نے پیغمبرؐ کو قرآن تعلیم دیا ہے۔ اور دیگر آیات بھی اس کی مفسر ہیں۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

الرحمٰن علم القرآن ۔ رحمٰن ہی نے قرآن تعلیم دیا ہے۔ مبصرین جانتے ہیں کہ تقدیم فاعل معرف باللام برفعل دلالت کرتی ہے تخصیص فعل بافاعل پر۔ اور اس کا صحیح ترجمہ یہی ہے۔ کہ "رحمٰن ہی نے قرآن تعلیم دیا ہے نہ غیر نے۔" اگر کوئی غیر واسطہ فی التعلیم ہو۔ تو یہ تخصیص باطل ہوگی۔ اور اعتراض بر کلام خدا۔ ایضاً وانک لتلقی القرآن من لدن حکیم علیم (نحل) تحقیق کہ تو لیتا ہے قرآن کو علیم حکیم ہی سے۔ یہ آیت بھی اسی مضمون پر دال ہے۔ کہ معلم خدا ہے نہ غیر۔ اور اسی سے معنی علم لدنی معلوم ہیں۔ کہ اگر واسطہ فی التعلیم کوئی دوسرا شخص ہو۔ تو "انک متلقی القرآن من لدن حکیم علیم" صحیح نہ ہوگا۔ اور معلوم ہے۔ کہ روح اعظم نبوتی کہ مدار و ملاک ختم نبوت ہے۔ مجرد ترین موجودات ہے۔ کہ اس سے فوق کوئی مخلوق نہیں۔ اس لئے اس کے اور مجرد مطلق و بسیط محض واجب الوجود کے درمیان اور کوئی مخلوق واسطہ نہیں ہو سکتا۔ وہ بسبب کمال تجرد و لطافت و بساطت ہمیشہ اپنے مبدء سے اتصال و قرب رکھتی ہے۔ بعبارتِ دیگر ایک امر ہے۔ ایک مامور ہے۔ ایک آمر۔ مامور غیر آمر اور امر ہے۔ اور امر غیر ذات آمر۔ لیکن امر ذات آمر سے جدا نہیں۔ اور بنص قرآن روح اعظم نبوتی عالم امر سے ہے۔ اس لئے ضرور ہے۔ کہ اس کو ہمیشہ ذات آمر سے تعلق بلاواسطہ ہے۔ اور یہ بدیہی و ضروری ہے۔ کہ خلقت اول مخلوق بلاواسطہ غیر ہے۔ اور اول مخلوق اکمل ترین مخلوقات ہے۔ اور اقرب ترین مخلوقات بمبدء۔ اور اس لئے بھی ناممکن ہے۔ کہ اس کے اور مبدء فیاض کے درمیان کوئی اور مخلوق واسطہ تعلیم و فیضان علوم ہو۔ جس طرح فیض وجود اس کو بلاواسطہ پہنچا ہے۔ اسی طرح فیض علم بھی بلاواسطہ ہی ہے۔ بلکہ وہ خود واسطہ مطلقہ فیضان الٰہی ہے جمیع مخلوقات کے لئے۔ جیسا کہ علامہ مجلسی رح نے اپنے اعتقادیہ میں اس کی تصریح فرمادی ہے۔ اور ہم مقدمہ کتاب میں نقل کر چکے ہیں۔ کل فیض وجودیین بہم صلوٰۃ اللہ علیہم ثم ینقسم علی سائر الموجودات جبرئیلؑ کب واسطہ تعلیم ہو سکتا ہے۔ وہ اپنے وجود میں محتاج محمدؐ و آل محمدؐ ہے۔ اور وہ ان کے خرمن کا خوشہ چین اور ان کا گہوارہ جنباں۔ ان کا فرش بچھانے والے اور ان کے خدام میں داخل۔ مقدمات میں ثابت ہو چکا ہے۔ کہ کمال نبوت کتاب وجودی یعنی وہ علم ہے۔ جو وجود پیغمبرؐ کے ساتھ عطا ہوتا ہے۔ اور وہ بجعل الٰہی ہے۔ نہ بتعلیم ملائکہ و بتنزیل ملائکہ۔ "وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتاب" ذریت ابراہیمی میں کتاب بجعل الٰہی ہمیشہ موجود ہے۔ اور یہ اعطاء کتاب و تعلیم یا نفخ یا القاء یا ایماء روح نبوتی ہے۔ اور اس تعلیم کو تعلیم ملائکہ سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ خصوصاً نقطہ دائرہ تکوین و خاتمۂ مصحف تدوین حضرت خاتم النبیینؐ و اول المسلمین کے لئے تو قطعاً ناممکن ہے۔ کہ تعلیم کتاب انکو بذریعہ جبرئیلؑ ہو۔ ہاں نسبت تنزیل طرف جبرئیلؑ ضرور ہے۔ جیسا کہ نزل بہ الروح الامین علی قلبک

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

اور قل من کان عدواً لجبریل فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ میں ہے۔ پس جبرئیلؑ واسطے تنزیل فرقانی ہے نہ واسطہ تعلیم کتاب و قرآن "و قرآناً فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث و نزلناہ تنزیلا"۔ اور یہ قرآن ہے جس کو ہم نے جدا جدا اور آیہ آیہ کیا ہے۔ تاکہ تو لوگوں پر اس کی درجہ بدرجہ و رفتہ رفتہ تلاوت و قرأت کرے۔ اس آیت اور نیز دیگر آیات صریحۃ الدلالت سے ثابت ہے۔ کہ مثل تعلیم تنزیل حقیقیہ اور صورت جمعی قرآن سب بلاواسطہ غیر خدا ہی کی طرف سے ہے۔ ہاں صورت تفریقی و صورت فرقانی بواسطہ جبرئیلؑ ہے۔ وہ بھی بعض نہ کل۔ اور تفصیل اس کی یہ ہے۔ کہ علم قرآن وجود پیغمبرؐ میں موجود ہے۔ بعد بعثت و وقت تبلیغ و دعوت حسب مصلحت وقت و ضرورت حکم الٰہی پیغمبرؐ کو پہنچتا ہے۔ کہ اب فلاں فلاں حکم پہنچاؤ۔ اب فلاں امر جاری کرو۔ اب فلاں فلاں آیات تلاوت کرو۔ جس طرح کہ بلاتشبیہ عالم و متبصر و عارف امور سیاست کو بادشاہ کا حکم بذریعہ اردلی یا ہرکارہ کے پہنچتا ہے۔ کہ اس وقت فلاں قانون جاری کرو۔ اب فلاں امر نافذ کرو۔ وغیر ذالک۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اس صورت میں وہ اردلی بادشاہ یا پیش خدمت معلم حاکم یا وزیر نہیں ہوتا۔ بلکہ وہی خادم کی حیثیت رکھتا ہے۔ پس آنحضرتؐ کے پاس جبرئیلؑ کا آنا اسی حیثیت سے ہوگا جس طرح بادشاہ کا خادم اُس کے مقرب ترین وزیر کی خدمت میں کسی پیغام کے پہنچانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اگرچہ خود بلاواسطہ بھی بادشاہ اس سے کہہ سکتا ہے۔ لیکن رسم ہے۔ کہ خادم جائے لیکن بعض اوقات نہ ہمیشہ۔ اسی طرح حضرت جبرئیلؑ بعض اوقات حاضر خدمت پیغمبرؐ ہوتے تھے۔ کبھی تو صرف خدا کا سلام ہی پہنچانے کے لئے۔ کبھی کوئی خوشخبری دینے کے لئے۔ اور کبھی کسی حکم کے نافذ کرانے کے لئے۔ اس وجہ سے کہ رسم جاری تھی۔ کہ ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کی خدمت میں ملائکہ آتے تھے۔ اور معروف تھا کہ جبرئیلؑ امین وحی ہیں۔ انبیاءؑ کے پاس آیا کرتے ہیں۔ پس اگر کبھی جبرئیلؑ حاضر خدمت نہ ہوتے۔ اور حضرتؐ اس امر کا اظہار نہ فرماتے۔ کہ جبرئیلؑ کے ذریعہ سے مجھے وحی ہوتی ہے۔ تو بہت سے ایسے لوگوں کو شبہ پڑتا۔ اور کہتے۔ کہ یہ سب کچھ اپنی ہی طرف سے کہتے ہیں۔ جو وحی قلبی اور کلام بلاواسطہ کی حقیقت کو نہ سمجھتے تھے یا نہ سمجھ سکتے تھے +

چنانچہ حدیث ذیل اور دیگر احادیث سے ایسا ہی ظاہر ہے۔ ملاحظہ ہو۔ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض .... ورفع بعضہم درجات کی تفسیر۔ اور عیون اخبار الرضا علیہ السلام قال النبیؐ ما خلق اللہ خلقا افضل منی ولا اکرم علیہ منی قال علی قلت یا

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

رسول اللہ افانت افضل ام جبرئیل فقال ان اللہ فضل انبیائہ المرسلین علی ملئکتہ المقربین وفضلنی علی جمیع النبیین والمرسلین والفضل بعدی لک یا علی وللائمۃ من بعدو ان الملائکۃ لخدامنا وخدام محبینا۔ یعنی آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ خدا نے کوئی مخلوق مجھ سے افضل و اکرم نہیں پیدا کی۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ آپ افضل ہیں یا جبرئیلؑ؟ فرمایا۔ خدا نے اپنے انبیاءؑ مرسلینؑ کو جملہ ملائکہ مقربین پر فضیلت دی ہے۔ اور مجھ کو جملہ انبیاءؑ و مرسلینؑ پر فضیلت دی ہے۔ اور میرے بعد اے علیؑ تجھ کو اور تیری اولاد کے ائمہ اہلبیت کو سب پر فضیلت ہے۔ اور تحقیق کہ ملائکہ ہمارے خادم ہیں۔ اور ہمارے محبوں کے خادم۔ صریح مطلب اس حدیث کا یہی ہے۔ کہ آنحضرتؐ جملہ مخلوقات سے افضل ہیں۔ اور اسی طرح آپ کے اوصیاء آپ کے سوا جملہ مخلوقات و ملائکہ و انبیاء مرسلین و غیر مرسلین سے افضل ہیں۔ اور ملائکہ ان کے سامنے صرف خادم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسی مضمون کی دو حدیثیں اور جناب علامہ مجلسی رہ نے ہفتم بحار میں نقل کی ہیں۔ ایک میں جبرئیل منا اہل البیت وھو خادمنا ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ کے لئے بھی منا اہل البیت آیا ہے۔ پس جس طرح کہ حضرت سلمان فارسیؓ ریاض احمدی کے ادنے خوشہ چین ہیں۔ مگر دیگر جملہ اصحاب سے افضل اور مقرب ترین خاندان نبوت و رسالت۔ اسی طرح جبرئیلؑ ان کے خرمن کے خوشہ چین اور ان کے ادنے غلام ہیں۔ مگر مخلص غلام۔ یہ خصوصیت صرف ملائکہ مقربین بارگاہ الٰہی کے لئے ہے۔ کہ "منا اہل البیت" کا خطاب پایا ہے۔ اور خاص وارثان نبوت و رسالت کی خدمت گذاری کا حق حاصل ہے۔ ورنہ عموم ملائکہ تو نہ صرف محبان اہلبیت کے خادم ہیں۔ بلکہ عموم نوع انسان کے خادم ہیں۔ "لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ" الخ۔ کہاں ملائکہ اور کہاں انبیاءؑ اور کہاں خاتم النبیینؐ۔ جو کہ تمام عوالم پر بشیر و نذیر ہے۔ اور ماسوائے اللہ اس کے تحت حکم۔ "تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا" جملہ عالمین پر وہ پیغمبرؐ نذیر و بشیر ہیں۔ اور ملائکہ مقربین ان کی ادنے امت میں داخل۔ ملائکہ میں کہاں یہ قدرت کہ ما دراد اول اور روح اعظم قدس پر حکومت پیدا کر سکیں۔ اور مصنوع اول کے معلم بن سکیں۔ بلکہ قضیہ بالعکس ہے۔ اہل بیت نبوت و رسالت معلم مطلق ہیں۔

عن ابی عبداللہ علیہ السلام۔ انہ قال نحن شجرۃ النبوۃ ومعدن الرسالۃ ونحن عہد اللہ ونحن ذمۃ اللہ لم نزل انوارا حول العرش نسبح فسبح اہل السماء لتسبیحنا

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

فلما نزلنا الی الارض سبحنا فسبح اهل الارض۔ فکل علم خرج الی اهل السموات والارض فمنا وعنا۔ وکان فی قضاء الله السابق ان لایدخل النار محب لنا ولایدخل الجنة مبغض لنا لان الله یسئل العباد عما عهد الیهم ولا یسئلهم عما قضیٰ علیهم۔ یعنی فرمایا۔ ہم ہی شجرۂ نبوت و معدن رسالت ہیں۔ اور ہم عہد خدا و ذمۃ اللہ ہیں (وکان یفعل الله مسئولا) ۔ ہمیشہ ہم بصورت نوری گرد عرش الٰہی رہے ہیں۔ ہم تسبیح کرتے تھے۔ پس ہماری تسبیح کی وجہ سے اہل آسمان تسبیح کرتے تھے۔ پس جب ہمارا نزول و رجوع زمین کی جانب ہوا پس ہم نے تسبیح کی پس اہل ارض نے ہماری تسبیح کی وجہ سے تسبیح خدا ادا کی۔ پس ہر ایک علم جو اہل آسمان اور اہل زمین کو پہنچا ہے۔ وہ سب ہماری طرف سے اور ہمارے ذریعہ سے پہنچا ہے۔ اور خدا کی قضاء سابق میں آچکا ہے۔ کہ ہمارا محب ہرگز داخل نار نہ ہوگا۔ اور ہمارا دشمن کبھی بہشت میں نہ جائیگا۔ کیونکہ خدا روز قیامت اپنے بندوں سے اپنے عہد کی بابت سوال کریگا۔ اور اپنی قضاء سے سوال نہ کریگا +

ابن عباس جناب رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم رسول خداؐ کے پاس تھے۔ کہ علیؑ ابن ابی طالب تشریف لائے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ مرحبا اے وہ شخص جس کو خدا نے اپنے باپ سے چالیس ہزار برس پہلے خلق کیا۔ پس ہم نے کہا۔ یا رسول اللہؐ کیا بیٹا باپ سے پہلے ہو سکتا ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ مجھ کو اور علیؑ کو خدا نے حضرت آدمؑ کی خلقت سے اتنی مدت پہلے ایک نور سے خلق کیا۔ اور پھر ہم کو دو ٹکڑے کیا۔ پھر تمام اشیاء کو میرے اور علیؑ کے نور سے خلق کیا۔ پھر ہم کو اپنے عرش کے دائیں طرف قرار دیا۔ ہم نے تسبیح خدا کی۔ پس تمام ملائکہ نے ہماری تسبیح سن کر تسبیح کی۔ ہم نے تہلیل کہی۔ پس سب ملائکہ نے لا الہ الا اللہ کہا۔ ہم نے تکبیر ادا کی۔ تمام ملائکہ نے ہماری تکبیر سن کر تکبیر کہی۔ فکل من سبح الله وکبرہ فان ذلک من تعلیم علیؑ ۔ پس (اے ابن عباس) جس نے بھی خدا کی تسبیح و تکبیر کہی ہے۔ وہ تعلیم علیؑ ہی سے ہے۔ اس مضمون کی روایات بکثرت موجود ہیں۔ اور حد تواتر کو پہنچی ہوئی۔ جو بکمال صراحت دلالت کرتی ہیں۔ کہ فیض وجود و فیض علم ہر موجود کو خواہ ملائکہ ہوں یا انبیاء وغیرہ سب کو محمدؐ و علیؑ ہی سے پہنچا ہے۔ اور یہی معلم مطلق ہیں۔ اور جبرئیلؑ حضرت علیؑ کے ادنے شاگرد۔ ملاحظہ ہوں بصائر الدرجات۔ کتاب الوصیۃ للمسعودی۔ تفسیر برہان۔ بحار الانوار۔ اب نہ معلوم جناب علامہ کنتوری صاحب حضرت رسولؐ و ائمہ معصومینؑ اور ان علماء محققین میں سے کن کن کو غالی یعنی کافر کا خطاب دینگے۔ اگر یہی کفر و غلو ہے تو یہ خدا ہر مومن کو نصیب کرے۔ اس سے توبہ نہیں ہو سکتی۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ان کان ذنبی مدح آل محمد
فذالک ذنب لست عنہ اتوب[1]

قطع نظر ان احادیث اور ان تصریحات سے اگر انسان صرف حدیث معروف و متفق علیہ امت "انا مدینۃ العلم و علیؑ بابھا" میں غور کرے۔ تو ضرور اس مطلب کو سمجھ جائیگا۔ کہ ہر ایک علم علیؑ سے نکلا ہے۔ اور وہی استاد ہیں دیگر مخلوقات و جبرئیلؑ کے۔ اور حضرت جبرئیلؑ کو خود اس پر فخر ہے۔ ملاحظہ ہو ششم بحار۔ حال جنگ احد اور کلمہ حضرت جبرئیلؑ "و انا منکما" اور تشریح جناب علامہ مجلسیؒ۔ مسلم ہے۔ کہ وجود نبیؐ اول مخلوق ہے۔ اور علیؑ جزو نور محمدیؐ۔ اور ہر صانع اوّل مصنوع کو کامل و اکمل تر بناتا ہے۔ تاکہ اس کا نقص دلیل نقص صانع نہ ہو۔ اگر ناقص رہ جائے۔ تو صانع کو عاجز یا اس نقص سے جاہل کہا جائیگا۔ اور مسلم ہے۔ کہ اگر مخلوق جاہل ہو۔ تو ناقص ہے۔ اگر عاجز ہو۔ تو ناقص ہے۔ اگر سفیہ ہو۔ تو ناقص ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ لہٰذا ضروری ہے۔ کہ اوّل مخلوق ہر ایک اعتبار علم و قدرت و حکمت سے بایں معنی کہ جو مخلوق بعد اس کے خلق ہو۔ اس سے کامل تر ہو ورنہ وہی اعتراض لازم آئیگا۔ پس نبیؐ اوّل عالم و قادر و حکیم ہے۔ اور وہ مبعوث ہے جمیع عالم پر۔ لابد ملہ یحتاج جمیع عوالم کو من حیث الانفراد والاجتماع مبدء و معاد کا حاوی و محیط ہو۔ اور احاطہ جمیع مبعوث الیہم یعنی ماسوے اللہ پر رکھتا ہو۔ اور یہی مطلب ہے "انا مدینۃ العلم" کا۔ کہ اس شہر علوم میں جملہ علوم ضروریہ موجود ہیں۔ کیونکہ شہر اسی کو کہتے ہیں۔ جس میں جملہ ضروریات انسان بآسانی مہیا ہو سکیں۔ لہٰذا یہ شہر علم الٰہی جملہ ضروریات مبعوث الیہم یعنی ماسوے اللہ کو حاوی ہے۔ لیکن دروازہ اس شہر کا علیؑ ہے۔ جو علم نکلیگا۔ علیؑ کے ذریعہ سے نکلیگا۔ خواہ ملائکہ کو پہنچے۔ یا انبیاءؑ کو۔ کیونکہ ملائکہ بھی مبعوث الیہم (امت) میں داخل ہیں۔ اور انبیاءؑ بھی امت مطلقہ محمدیؐ ہیں۔ اور اس وجہ سے حضرت امیر المومنینؑ کو استاد جبرئیلؑ تو کہیں استاد الکل کہنا بالکل حق بجانب اور عین دین اور مسلک جملہ علماء محققین ہے۔ جناب کنتوری صاحب جو جبرئیلؑ کو استاد رسولؐ اور استاد الاستاد علیؑ بتلاتے ہیں۔ ان کو ان نکات و معارف کی کیا خبر۔ بقول علماء وہ صرف قشر آیات و احادیث پر اکتفاء کرنے والے ہیں۔ بنص آیۂ قرآن یاآدم انبئھم باسمائھم و بتصریح علماء مثل علامہؒ و صدوقؒ وغیرہما جملہ ملائکہ امت حضرت آدمؑ میں داخل ہیں۔ اور وہ ان کے معلّم اور ان پر حجت۔ اگر یہی معنی غلو ہیں۔ تو سب سے بڑا غالی خدا ہے۔ اور بنص آیۂ میثاق (اذ اخذ اللہ میثاق

---

[1] اگر آل محمدؐ کی مدح کرنا میرا گناہ ہے۔ تو یہ ایسا گناہ ہے۔ کہ میں اس سے توبہ نہیں کرتا +

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

النبیین الخ) وبہ تصریح علمائے کرام جملہ انبیاء امت محمدی میں داخل اور حضرتؐ سب پر حجت خدا ہیں۔ اور جبرئیل
امت امت محمدؐ کے آپ پیغمبر پیغمبران ہیں۔ حضرتؐ شہر علم خدا اصل و مبداء و استاد علیؑ ہیں۔ اور علیؑ استاد
جبرئیلؑ بلکہ استاد الکل۔ اور اس لئے جبرئیلؑ حضرتؐ کے شاگرد کے شاگرد اور حضرت جبرئیلؑ کے استاد
ہیں۔ پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ جبرئیلؑ حضرتؐ کے شاگرد کے شاگرد بھی ہوں۔ اور استاد الاستاد
بھی۔ یہ قطعاً ناممکن ہے کہ جبرئیلؑ استاد و معلم پیغمبر خاتم النبیینؐ ہو سکیں۔ اور ان کو قرآن تعلیم دیں
یا ایمان سکھائیں۔ ان کا حضرتؐ کی خدمت میں آنا اور بعض اوقات بواسطہ تنزیل فرقانی ہونا بحیثیت خادم کے
تھا۔ اور بطور سفیر محض۔ اور وہ بھی برائے دفع شبہ الوہیت و تکذیب حضرتؐ بہ آیات مذکورہ (نزل به
الروح الامین علی قلبک وغیرہا) و نیز تشریح روایات خصائص و علامہ ابن خلدون یہ بھی معلوم ہو گیا
کہ جبرئیلؑ کا آنا بھی دو قسم پر ہے۔ ایک بصورت حقیقیہ ملکیہ اور دوم بصورت تمثیلیہ شخصیہ بصورت
اولیٰ تعلق قلب سے رکھتی ہے۔ اور بصورت ثانیہ پیش نظر متمثل ہوتی ہے ✦

حضرتؐ کی جہالت اور علم ما کان و ما یکون سے ناواقفیت اور دیگر نقائص

یکم دسمبر ۱۹۰۹ء کے تہافت صفحہ ۶ و ۷ پر جناب مولانا کنتوری صاحب نے
ان تمام آیات کو ذکر کیا ہے۔ جو مخالفین اسلام آنحضرتؐ کے بطلان نبوت
جہالت کے متعلق اپنے زعم باطل میں پیش کیا کرتے ہیں۔ حضرتؐ کی
جہالت کے متعلق فرمایا۔ علمک مالم تکن تعلم۔ ہم نے تعلیم دی
اس امر کی جس کو تم نہیں جانتے تھے۔ یہ تعلیم عالم ارواح کی نہیں ہے۔ اس لئے کہ بعد تعلیم ہذا بھی فرماتا
ہے۔ ولا تقف ما لیس لک به علم۔ جس چیز کو تم اے محمدؐ نہیں جانتے۔ اس کے پیچھے نہ پڑو۔
(گویا مولانا صاحب کے خیال میں حضرتؐ معاذاللہ نادانستہ چیزوں کو بھی کر بیٹھتے تھے اور ان کے پیچھے
پڑ جاتے تھے) لولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیہم شیئاً قلیلاً۔ اگر ہم تجھ کو ثابت قدم نہ رکھتے
کسی قدر تم انکی طرف مائل ہو جاتے یعنی کافروں کی طرف جھک جاتے۔ نفی علم غیب و ما کان و ما یکون کی نسبت
فرماتے ہیں۔ ان ادری اقریب ام بعید ما توعدون۔ میں نہیں جانتا جس کا وعدہ تم سے
کیا جاتا ہے (قیامت)۔ وہ نزدیک ہے یا دور ہے۔ وما ادری ما یفعل بی ولا بکم۔ مجھے
نہیں معلوم ہے۔ کیا مجھ سے کیا جائیگا اور کیا تم سے۔ قل ان ادری اقریب ام بعید ما توعدون
ام یجعل لہ ربی امداً۔ کہدو مجھے نہیں معلوم کہ جس کا تم سے وعدہ ہو رہا ہے۔ وہ نزدیک ہے یا
دور۔ یا کہ میرا پروردگار کوئی مدت اس کی مقرر کریگا۔ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم
الغیب۔ کہدو کہ میں غیب نہیں جانتا ہوں۔ اور بھی چند آیات اسی قسم کی جہالت و نقائص حضرتؐ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

کے اثبات میں پیش کی ہیں۔ چونکہ مفہوم یہی ہے۔ بغرض اختصار ترک کی گئیں۔ حال میں یہی اعتراض تحریرا
ایک عیسائی نے ہمارے پاس بھیجا ہے۔ کہ تمہارا پیغمبر خود اقرار کرتا ہے۔ کہ اسے کچھ خبر نہیں۔ کہ
قیامت میں اس کا اور اس کی امت کا کیا حشر ہوگا۔ اور ایک شخص جس کو اپنی نجات کا یقین نہیں۔ وہ
کیونکر دوسروں کے لئے باعث نجات و شفیع ہو سکتا ہے۔ اور کوئی عقلمند کیونکر ایسے شخص کا اتباع
کر سکتا ہے۔ جو خود اپنی لاعلمی اور اس امر کا مقر ہو۔ کہ میں نہیں جانتا۔ میرے ساتھ خدا کیا سلوک کریگا۔ یہ
مخالفین اسلام کو مبارک ہو۔ کہ اس چودھویں صدی میں ان کا ایک مؤید اور دستگیر اسلام میں سے پیدا
ہو گیا۔ بہتر ہوتا۔ کہ اس موقع پر جناب علامہ چند آیات جہالت خدا کے ثبوت میں بھی پیش کر دیتے۔
تو مدعا یعنی جہالت نبی بدرجہ کمال ثابت ہو جاتی۔ کیونکہ جب معلم ہی جاہل ہو۔ تو متعلم کی جہالت میں
کسی کو شبہ ہو ہی نہیں سکتا۔ لکھ دیتے۔ کہ خدا نہیں جانتا۔ کہ کون جہاد کریگا اور کون جہاد پر صبر
کریگا۔ ولنبلونکم حتی نعلم المجاھدین منکم ونعلم الصابرین۔ البتہ ہم تمہارا امتحان
کرینگے۔ تاکہ معلوم کریں۔ کہ کون تم میں سے جہاد کرتا ہے۔ اور کون جہاد میں ثابت قدم رہتا ہے۔
ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم ویعلم
الصابرین۔ خدا نہیں جانتا تھا۔ کہ موسیٰؑ کے ہاتھ میں کیا ہے۔ وما تلک بیمینک
یا موسیٰ قال ھی عصای اتوکؤ علیھا۔ خدا نہیں جانتا تھا۔ کہ فرعون ڈریگا یا نصیحت
پکڑیگا۔ اذھبا الی فرعون انہ طغیٰ فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشیٰ۔ خدا کو
نسیان بھی ہوتا ہے۔ فنسیھم اللہ۔ خدا ان کو بھول گیا۔ وقیل الیوم ننسٰکم کما نسیتم
لقاء یومکم ھذا۔ اور کہا گیا۔ کہ آج ہم تمکو اسی طرح بھول جائینگے۔ جس طرح تم آج کی ملاقات کو
بھولے ہوئے تھے۔ اور بھی اسی قسم کی آیات قرآن میں موجود ہیں۔ جن سے علامہ صاحب کے
مسلک کے موافق ذات واجب الوجود و علیم بالذات کی جہالت ثابت ہو سکتی ہے۔ مناسب ہے۔
کہ ان افادات پر بھی ہم ایک سرسری نظر ڈال جائیں۔ پہلی آیت جو جہالت خاتم النبیینؐ کے ثبوت
میں پیش کی ہے۔ قطع نظر اس کی تاویل و تفسیر سے منطوق آیہ و مفہوم تنزیلی دال ہے۔ حضرتؐ
کی کمال علمیت اور علم کلی پر۔ کیونکہ نفی کلی کا اثبات ضرور اثبات کلی ہوتا ہے۔ مطلق فرماتا ہے۔ کہ
اے پیغمبر جو کچھ کہ تو نہیں جانتا تھا۔ وہ سب ہم نے تجھ کو تعلیم دیدیا۔ آیت میں "ما" بمعنی موصولہ
ہے۔ جو مفید عموم و شمول ہے۔ "ما لم تکن تعلم" میں اس کی نفی۔ اور "علمک" اس پر فعل ہے اور اس کا
مثبت۔ پس مطلب صریح آیت یہ ہے۔ کہ جس علم کی بھی نفی کی جائے۔ وہ سب خدا نے اپنے پیغمبر کو

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

تعلیم دے دیا تھا۔ الا وہ جو صفات واجب الوجود سے مخصوص ہے۔ اس سے صریح حضرت کی اعلمیت کی اور کونسی دلیل ہو سکتی ہے۔ جو علامہ صاحب اس کو حضرت کی جہالت کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ اور یہ فرمانا دعوے بلا دلیل ہے۔ کہ یہ تعلیم عالم انوار نہیں ہے۔ یعنی عالم انوار میں نہیں پڑھایا گیا۔ بلکہ عالم اجسام میں تعلیم دی گئی۔ اور عالم انوار میں حضرت جاہل ہی تھے۔ بلکہ بعد بعثت بھی جاہل تھے۔ کیونکہ اس تعلیم "علمك ما لم تكن تعلم" کے بعد بھی خدا نے فرمایا ہے۔ "لا تقف ما ليس لك به علم"۔ آیت میں کونسا قرینہ ہے۔ جو اس امر پر دال ہے۔ کہ یہ تعلیم عالم انوار میں نہیں دی گئی۔ بلکہ عالم اجسام میں دی گئی۔ حالانکہ ہم اثبات تعلیم عالم انوار میں بہت سی احادیث پیش کر چکے ہیں۔ اور بلا مبالغہ ایک ہزار حدیث تعلیم عالم انوار کے متعلق کتب احادیث میں موجود ہیں۔ طرفہ یہ کہ جناب فاضلین مصنفین اظہار حق قائل ہیں۔ اور صاف لکھا ہے۔ کہ حضرت عالم انوار میں عالم تھے۔ اور سب کچھ جانتے تھے۔ مگر جناب علامہ صاحب عالم انوار میں بھی جاہل بتلاتے ہیں۔ اور "ما تقف ما ليس لك به علم" بھی کسی طرح حضرت کی جہالت کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ یہ ایک قانون کلی ہے جو پیغمبر کو بغرض تبلیغ تعلیم دیا گیا ہے۔ اور منتقل اس کا بطور "ایاك اعنی واسمعی یا جارة" ہے۔ اور خطاب عام کہ جس بات کا علم نہ ہو اس کو ترک کرو۔ لیکن اس سے یہ کسی طرح پیدا نہیں ہوتا۔ کہ اے پیغمبر تمہیں فلاں فلاں امر کا علم نہیں پس اس کی پیروی نہ کرو۔ یہ ایک مفہوم علیحدہ ہے۔ اس کے اثبات کے لئے دوسری دلیل کی ضرورت ہے۔ اس کا تفصیلی ثبوت چاہیئے۔ کہ بعد تعلیم قرآن (جس کی صفت "تبيانا لكل شيء" اور "لا رطب ولا يابس الا في كتاب مبين" ہے۔ اور جو تمام عالم کی ضروریات کو جامع ہے) بھی حضرت فلاں فلاں علم کے جاہل تھے۔ اور صاحب اظہار حق کا یہ کہنا کہ "جب خدا ہی نے بعض علوم اپنے پیغمبر کو نہیں دئے مثلاً علم شعر ہی نہیں دیا۔ تو ہمارا کیا قصور ہے۔" اور ثبوت میں آیۂ "ما علمناه الشعر" (ہم نے اس کو شعر نہیں سکھایا) پیش کرنا بناء فاسد علی الفاسد اور دلیل نادانی ہے۔ کیونکہ قطع نظر اس سے کہ پیغمبر کے بعض اشعار بھی موجود ہیں۔ اگر تعلیم سے مراد ایجاد والہام ہے کہ پیغمبر کو بذریعہ وحی تعلیم شعر نہیں دی۔ تو کیا دیگر تمام شعراء کو جن میں بیشمار کافر و مشرک ہیں خدا نے بذریعہ وحی شعر کہنا سکھایا ہے۔ اور کیا شعر کہنا یعنی کسی واقعہ یا کسی حالت کو نظم کرنا محتاج تعلیم خارجی ہے جو مشاہد و محسوس ہے۔ کہ شعر گوئی فطرت و طبیعت انسان میں داخل ہے۔ اور انشاء و نظم مثل اظہار نثر خاصہ انسان و مابہ الامتیاز ہے۔ ہرگز محتاج تعلیم خارجی نہیں۔ صرف موانع خارجیہ و عوائق و موجب عرضیہ بعض طبائع سے ظہور نظم کو مانع ہوتے ہیں۔ اور بوجہ مشق و ممارست بعض طبیعتیں شعر گوئی میں مشاق۔ جیسا کہ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

تمام قوتوں کا محل ہے۔ پس کیا پیغمبر ان فطریات و طبیعیات سے عاری و خالی تھے۔ جو محتاج تعلیم خاص ہوئے یا عوارض و عوارض عرضیہ خارجیہ مادیہ نے دماغ کو حدِ اعتدال سے خارج کر دیا۔ اور اس لئے وہ خود کلام مقفیٰ و موزوں مع القصد والارادۃ نہ فرما سکتے تھے۔ پس اگر ایسا ہے۔ تو مطلب آیت کا یہ ہوگا۔ کہ مثل دیگر بنی نوع انسان اے پیغمبرؐ تمہاری سرشت و طبیعت میں موزونیت نظم کی استعداد نہیں رکھی گئی جس کی لغویت ظاہر و باہر ہے۔ علاوہ ازیں جملہ ائمہ علیہم السلام سے اشعار مروی ہیں۔ خصوصاً جناب امیر المومنینؑ کے اشعار۔ پس ثابت ہوا کہ علم حضرات ائمہؑ ضرور رکھتے تھے۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ ایک علم پیغمبرؐ نہ رکھتا ہو۔ اور وصی پیغمبرؐ رکھتا ہو۔ حالانکہ پیغمبرؐ شہر علوم ہے۔ اور وصی پیغمبرؐ باب علوم۔ جو کچھ شہر میں ہے۔ وہی دروازے سے ظاہر ہوتا ہے۔ اگر یہ علم شہر علم میں نہ ہوتا۔ تو باب علم سے کبھی ظاہر نہ ہوتا۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ جو علم شہر علم نہ رکھتا ہو۔ باب علم میں موجود ہو۔ اظہار کرنا یا نہ کرنا یہ امر دیگر ہے۔ اور احادیث موجود ہیں۔ کہ شبہائے قدر میں جو علوم تفصیلیہ یا احکام اجرائیہ ولی زمانؑ پر نازل ہوتے ہیں۔ وہ بھی اول پیغمبرؐ پر نازل ہوتے ہیں۔ اور وہاں سے یکے بعد دیگرے ائمہ علیہم السلام کو پیش ہو کر ولی زمانؑ تک پہنچتے ہیں۔ نیز ہم یہ دریافت کرتے ہیں۔ کہ پیغمبرؐ کو جو خدا نے بقول مصنف اظہار حق علم شعر نہیں دیا۔ وہ علم سے خالی نہیں۔ یا وہ علم قبیح تھا۔ یا علم قبیح نہیں تھا۔ بلکہ مصلحتہً نہیں دیا۔ اگر علم قبیح تھا۔ تو علم قبیح باب علوم کو کیونکر عطا کیا گیا۔ اور اگر مصلحتہً نہیں دیا گیا۔ تو وہ مصلحت کیا ہو سکتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ اگر کوئی مصلحت فرض کی جا سکتی ہے۔ تو عدم اظہار شعر میں ہو سکتی ہے۔ اور عدم اظہار باوجود عطائے علم شعر بھی ممکن ہے۔ مگر یہ کہ پیغمبرؐ سے عصمت مطلقہ کا انکار کیا جائے۔ اور کہا جائے کہ خدا کو اعتماد نہ تھا۔ اور اسے خوف تھا۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ باوجود میرے منع کرنے کے پھر بھی پیغمبرؐ ظاہر کر دے۔ جیسا کہ قرأت و کتابت کے اظہار میں مؤلف اظہار حق نے لکھا ہے۔ کہ اگر خدا پہلے سے پیغمبرؐ کو لکھنا پڑھنا سکھا دیتا۔ تو ممکن تھا کہ پیغمبرؐ اس کو ظاہر کر دیتے۔ اور باوجود خدا کے منع کرنے اور مصلحت عدم اظہار کے کبھی وہ اس کو مخفی نہ رکھتے۔ کیونکہ ترک اولیٰ پیغمبرؐ سے ممکن ہے (اعاذنا اللہ من ذالک الا اعتقاد الفاسد الباطل)۔ نیز اگر شعر گوئی واقعی ایک عیب و نقص و شئے قبیح و مذموم ہے۔ تو پھر شعراء سے کیوں حضرتؐ مدائح سنتے اور انکو انعام دیتے تھے۔

حقیقت شعر

ان بیانات سے ظاہر ہوگا کہ جس شعر کی نفی خدا نے اپنے پیغمبرؐ سے کی ہے۔ وہ شعر بمعنی نظم نہیں ہے۔ اور آیت سے یہی مفہوم ہے۔ ملاحظہ ہو سورۃ ۳۶ آیہ ۶۹۔ آیت یہ ہے۔

وما علمناه الشعر وما ینبغی له ان ھو الا ذکر و قرآن مبین لینذر من کان حیا و یحق القول

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

علی الکفرین (سورہ یٰس)۔ ترجمہ "اور نہیں سکھایا ہم نے اس کو شعر۔ اور نہیں سزاوار تھا اس کے لئے۔ نہیں ہے وہ مگر ذکر و قرآن مبین۔ تاکہ ڈرائے پیغمبر اس سے ان لوگوں کو جو صدق ایمان رکھتے ہیں۔ اور ثابت کرے اپنی بات کافرین پر"۔ بلا کسی تفسیر و تاویل معمولی عقل کا انسان بھی صرف ترجمہ آیت سے سمجھ جائیگا۔ کہ یہاں تعلیم شعر یا نظم گوئی کا کوئی ذکر نہیں۔ بلکہ حقیقت قرآن کا ذکر ہے۔ کہ یہ کتاب ذکر از طرف خدا و قرآن مبین ہے نہ کہ شعر۔ کونسا عرب تھا۔ جو اس قرآن کو نظم کہتا تھا جس کی رد اس طرح کی ہے کہ یہ نظم نہیں ہے۔ بلکہ قرآن ہے! شعر کے معنی میں دوسری آیت کی تفسیر سے صاف ظاہر ہوگا۔ کہ یہاں شعر کے معنی ہرگز نظم کلام نہیں ہے۔ قولہ تعالیٰ "والشعراء یتبعھم الغاون الم تر انھم فی کل واد یھیمون وانھم یقولون ما لا یفعلون الا الذین امنوا وعملوا الصلحت الخ اور شعراء کا اتباع گمراہ لوگ کرتے ہیں۔ کیا اے پیغمبر تو نہیں دیکھتا۔ کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور وہ وہ کہتے ہیں۔ جو کرتے نہیں۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجالاتے ہیں الخ۔ ہم خود ان شعراء کی نسبت کچھ نہیں کہتے۔ باب علوم سے اس کی تفسیر عرض کرتے ہیں۔ کہ یہ شعراء کون ہیں؟ عن حماد بن عثمان عن ابی جعفر علیہ السلام قال ھل رایت شاعرا یتبعہ احد؟ انما ھم قوم تفقھوا لغیر الدین فضلوا واضلوا۔ یعنی کیا تو نے کبھی کسی شاعر کو دیکھا ہے۔ کہ اس کا کسی نے اتباع و پیروی کی ہو بلکہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ شعراء سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو بے دینی کے لئے فقیہ بن بیٹھے۔ پس گمراہ ہوئے اور لوگوں کو گمراہ کیا۔ عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال رایتم من الشعراء یتبع وانما عنی ھولاء الفقھاء الذین یشعرون قلوب الناس بالباطل فھم الشعراء الذین یتبعون۔ یعنی کیا تم نے کسی شاعر کو دیکھا ہے۔ کہ اس کا اتباع کیا گیا ہو سوائے اس کے نہیں ہے کہ مراد شعراء سے وہ فقہاء ہیں۔ جو لوگوں کے دلوں کو باطل سے خوش کرتے ہیں۔ پس وہی وہ شعراء ہیں۔ جن کا اتباع کیا جاتا ہے (تفسیر برہان)۔ ایضاً طبرسی۔ عن ابی عبداللہ ھم قوم تعلموا وتفقھوا بغیر علم فضلوا واضلوا۔ یعنی شعراء وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے کچھ پڑھا اور بلا علم صحیح تفقہ فی الدین کرنے لگے۔ اور فقیہ بن بیٹھے۔ پس گمراہ ہوئے اور لوگوں کو گمراہ کیا۔ ایضاً تفسیر علی بن ابراہیم قمی۔ قال نزلت فی الذین غیروا دین اللہ وخالفوا امر اللہ ھل رایت شاعرا قط یتبعہ احد انما عنی بذالک الذین وضعوا دینا بآرائھم فتبعھم علی ذالک الناس ویؤکد قولہ الم تر انھم فی کل واد یھیمون یعنی یناظرون بالاباطل ویجادلون بحجج المضلین وفی کل مذھب یذھبون۔ الخ۔ یعنی یہ آیت ان لوگوں کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

جنھوں نے دین خدا کو بدل دیا۔ اور امر خدا کی مخالفت کی۔ کیا تم نے کبھی کسی شاعر کو دیکھا ہے۔ کہ اس کا کسی نے اتباع و پیروی کی ہو۔ سوائے اس کے نہیں ہے کہ خدا نے ان سے وہ لوگ مراد لئے ہیں۔ جنھوں نے اپنی آراء ناقصہ سے دین وضع کیا۔ پس لوگوں نے اس بات میں ان کا اتباع کیا۔ اور اس مطلب کی تاکید کرتا ہے یہ فقرہ کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ یعنی بحث کرتے ہیں اباطیل کے ساتھ اور جھگڑتے ہیں گمراہ کنندگاں کی دلیلوں کے ساتھ۔ اور ہر طریقے میں گھومتے پھرتے ہیں۔ اور جو کہتے ہیں خود نہیں کرتے۔ لوگوں کو وعظ کرتے ہیں خود نصیحت نہیں پکڑتے۔ لوگوں کو منع کرتے ہیں خود باز نہیں آتے۔ امر بالمعروف کرتے ہیں مگر خود عمل نہیں کرتے۔ اور یہ وہ لوگ ہیں۔ جنھوں نے حق آل محمدؐ غصب کیا۔ اور انکی جگہ فتوے دینے بیٹھے نزاع +

اب تو کسی پر اس کو شبہ نہ رہا ہوگا۔ کہ شعراء سے نظم کنندہ اشعار مراد نہیں ہیں۔ بلکہ وہ جاہل و بیدین مراد ہیں۔ جو باوجود جاہل ہونے کے فقیہ و عالم و مفتی و مجتہدین بن بیٹھے ہیں۔ یا وہ لوگ جو محض اپنی رائے سے فتوے دیتے ہیں۔ اور دین ایجاد کرتے ہیں۔ لوگوں کو وعظ و پند کرتے ہیں۔ اور خود چوں بخلوت میروند الخ۔ شعر کے معنی بھی معلوم ہو گئے۔ کہ اپنی طبیعت سے بات ایجاد کرنے اور قیاسات شعریہ انشاء کرنے کو شعر کہا گیا۔ اور اسی کی آیہ شریفہ وما علمناہ الشعر میں پیغمبرؐ سے نفی کی گئی ہے۔ اور مطلب صریح آیت کا یہ ہے۔ کہ یہ کلام جو تلاوت فرماتا ہے۔ یہ تیری طبع زاد و خود ایجاد باتیں اور قیاسات شعریہ نہیں ہیں۔ جیسا کہ یہ مشرکین و مخالفین خیال کرتے ہیں۔ بلکہ یہ ذکر مطلق من جانب اللہ اور کتاب روشن لائق قرات ہے۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے لوگوں کو ڈرائے۔ اور یہ تنزیل الٰہی ہے۔ نہ ایجاد طبع۔ اس میں رد ہے ان مخالفین کی جو حضرتؐ کو شاعر و مجنون کہتے تھے۔ جیسا کہ قرآن میں چند جگہ مذکور ہے۔ وجہ یہ تھی۔ کہ جس وقت حالت وحی میں آپ پر حالت مثل اغماء و غشی طاری ہوتی تھی۔ جو دراصل استغراق فی الوحی کی حالت تھی۔ تو وہ اس کی حقیقت اور کیفیت سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے یہ حالت دیکھ کر اس کو جنون سے تعبیر کرتے تھے۔ اور حضرتؐ کو مجنون کہتے تھے۔ جیسا کہ اول بعثت ہی میں حضرتؐ کو اٹھا کر لے گئے ہیں۔ تو حضرت خدیجہؓ سے کہا۔ کہ تو نے کس مجنون سے عقد کیا ہے۔ اور آپ نے فرمایا کہ میں نے نبی مرسل سے شادی کی ہے۔ اور پھر حضرتؐ جو کلام فصیح و بلیغ سناتے۔ اور کلام خدا تلاوت فرماتے۔ تو اس کو سن کر کہتے۔ کہ اس جنون کی وجہ سے اپنی طبیعت سے ایجاد کر کے ایسی باتیں کہتا ہے۔ اور سب قیاسات شعریہ ہیں۔ جن سے طبیعت منقبض و منبسط ہوتی ہے نہ کلام الٰہی۔ خدا اس کی نفی فرماتا ہے۔ کہ ہم نے اپنے پیغمبرؐ کو یہ شعریت نہیں سکھائی۔ کہ وہ اپنی طرف سے ایجاد کر کے باتیں بنائے۔ اور دین اختراع کرے۔ بلکہ یہ تعلیم الٰہی ہے۔ "ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ"۔ پس آیت حضرتؐ کے کمال فضیلت پر دال ہے نہ نقص و جہل پر۔ فلم تقولون،

www.hubeali.com admin@hubeali.com
PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

مالا تعلمون۔ الم یوخذ علیکم میثاق الکتاب ان لا تقولوا علی اللہ الا الحق۔ جب نہ شعر کے معنی معلوم نہ شعرائے۔ اور نہ تفاسیر پر اطلاع۔ پھر خواہ مخواہ اپنی طرف سے فتوے دینا اور خدا پر الزام اور پیغمبرؐ پر عیب لگانا کمال جرأت اور انہی شعراء میں داخل ہونا ہے۔ اور معنی شعر یہی ہیں۔ دوسری آیت جو حضرتؐ کے معاذ اللہ کفار کی طرف مائل ہونے کے متعلق لکھی ہے۔ وہ بھی ہرگز محل اشکال و اشتباہ نہیں۔ کیونکہ علاوہ اس کے کہ وہ بھی بغرض تعلیم بطور "ایاک اعنی و اسمعی یا جارہ" ہے۔ بمثل "لئن اشرکت لیحبطن عملک" ظاہر آیہ نفی ہدایت ذاتی و بالذات پر دال ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ممکن من حیث ہو ممکن جس طرح علیم بالذات نہیں ہے اسی طرح مہتدی بالذات بھی نہیں ہے۔ کیونکہ ہدایت موقوف ہے علم پر۔ پس یہ صحیح ہے کہ خدا اگر ہدایت نہ دے۔ تو کوئی بھی ہدایت نہیں پا سکتا۔ نہ پیغمبر نہ غیر پیغمبر۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ بصراحت فرماتے ہیں "لئن لم یہدنی ربی لاکونن من القوم الظالمین" اگر مجھے میرا پروردگار ہدایت نہ کرتا۔ تو میں قوم ضالین میں سے ہو جاتا۔ "فان ہدی اللہ ہو الہدیٰ"۔ ہدایت ہدایت خدا ہے۔ پس اگر پیغمبرؐ کو اپنے فضل و کرم سے اس کمال عقل و روحانیت و نورانیت پر خدا پیدا نہ کرتا۔ اور معصوم مطلق نہ بناتا۔ تو بھی مثل دوسرے انسانوں کے جائز الخطاء ہو جاتا۔ اور اگر کوئی یہ خیال کرے۔ کہ معاذ اللہ پیغمبرؐ باوجود اس عقل کامل و روح اعظم قدس و عصمت مطلقہ مائل بکفر ہوا چاہتا تھا۔ تو یہ کفر صریح ہے۔ لاشک فیہ۔ علیٰ ہذا القیاس وہ آیات جو نفی علم ماکان و مایکون و علم غیب میں جناب علامہ نے تحریر فرمائی ہیں۔ اور صرف انہی آیات کے ظاہر یا بالفاظ علامہ عراقی قشر کو لیکر ان سے نیا افادہ کیا ہے۔ اور دیگر آیات کو بالکل ترک کر دیا ہے۔ ان سے بھی کسی طرح حضرتؐ کی جہالت بحمد اللہ ثابت نہیں۔ بلکہ نفی علم ذاتی ہے بغرض دفع شبہ الوہیت۔ و منہ آیات صریحۃ الدلالۃ قرآن میں موجود ہیں۔ کہ حضرتؐ علم غیب رکھتے تھے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے "وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء" (آل عمران ع ۱۸) اور نہیں ہے خدا کہ تمکو غیب پر مطلع کرے۔ لیکن اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس علم غیب کے لئے چن لیتا ہے۔ کیا پیغمبر خاتم النبیینؐ سے بھی کوئی افضل و اشرف و اقرب ہو سکتا ہے جس کو خدا علم غیب کے لئے چنیگا۔ اول رسول مجتبےٰ محمد مصطفےٰؐ ہیں۔ اول علم غیب ان کو عطا ہوا ہے۔ بعد ازاں کسی دوسرے کو ملاحظہ ہوں تفاسیر۔ ایضاً قولہ تعالیٰ "قل ان ادری اقریب ما توعدون ام یجعل لہ ربی امدا۔ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول" کہدے اے پیغمبرؐ کہ میں نہیں جانتا۔ کہ وہ وعدہ جو تم سے کیا جاتا ہے قریب ہے یا اس کی کوئی مدت میرا پروردگار مقرر کریگا۔ وہ عالم الغیب ہے نہیں مطلع کرتا اپنے غیب پر مگر اپنے رسول مرتضےٰ کو یا مرتضےٰ از رسول کو۔ پس یقیناً رسول مرتضےٰ عالم الغیب ہے۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

مگر مصدر آیہ حال ہے۔ کہ یہ علم علم ذاتی و بالذات نہیں ہے۔ بلکہ عالم الغیب بالذات صرف خدا کی ذات ہے اور بس۔ ہاں وہ اپنے رسول مرتضےٰ کو اپنے غیب پر مطلع کرتا ہے۔ بیشک اگر وہ اطلاع نہ دے۔ تو کوئی پیغمبر غیب کا حال نہیں جان سکتا۔ اگر الفاظ آیت میں "غیبہٖ" کے لفظ پر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ مطلق غیب تو اور بھی جانتے ہیں۔ رسول مرتضےٰ سے جو مخصوص ہے۔ وہ غیب ھُویتی ہے۔ جو ذات علام الغیوب سے متعلق و غیب الغیوب ہے یعنی عالم دو ہیں۔ ایک عالم محسوس و موجود و مشاہد۔ دوسرا عالم غیب جو عالم مشاہدہ نہیں ہے۔ اور ہم سے غائب ہے۔ لیکن بعض وہ وجود اس پر احاطہ رکھتے اور شہید عالم ہیں۔ ان کے لئے وہ بھی مشاہد و عالم شہود ہے۔ اور وہ اس کے عالم۔ اور ایک غیب غیب ذات خالق عالم ہے۔ اور وہی غیب الغیوب و غیب ھُویتی ہے پس غیب اوّل یعنی عالم غیب عام ہے۔ علاوہ پیغمبر خاتم النبیین ص اور بھی اس پر مطلع ہو سکتے ہیں۔ مگر غیب الغیوب و غیب ہویتی پر کوئی مطلع نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ تفضیل خاص پیغمبر خاتم النبیین ص ہی کے لئے ہے۔ کہ اس کو بعض غیب ہویتی پر مطلع کرتا ہے۔ اور اسرار خاصہ ذات واجب الوجود بتلاتا ہے۔ و ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ اور اگر "من رسول" میں "من" سے مراد "من بیانیہ" نہ لی جائے۔ اور "من رسول" سے مراد خود نفس رسول نہ ہو۔ بلکہ مرتضےٰ از طرف رسول و من جانب الرسول ہو۔ تو مطلب یہ ہوگا۔ کہ اس غیب ہویتی پر اس شخص کو مطلع کرتا ہے۔ جو مرتضےٰ من جانب رسول ہے۔ اور مرتضےٰ از جانب رسول نہیں ہے۔ مگر علیؑ مرتضےٰ اور نہ آیت الٰہی کا مؤید ہے۔ پس علیؑ مرتضےٰ عالم علم غیب ہویتی ہے۔ اور اسی طرح باقی ائمہ علیہم السلام۔ چنانچہ احادیث کثیرہ موجود ہیں کہ حضرات ائمہ علیہم السلام علم ماکان و مایکون کے عالم ہیں (ملاحظہ ہو مقدمہ کتاب و نیز خاتمہ) کیا یہ ممکن ہے۔ کہ اوصیائے پیغمبر ص عالم غیب من جانب خدا اور عالم علم ماکان و مایکون ہوں۔ اور خود پیغمبر ص اس سے جاہل رہیں۔ زیادتی فرع پر اصل قبیح ہے یقیناً پس لابد حضرت ص علم ماکان و مایکون رکھتے تھے۔ مگر چونکہ نبوت ناموس اعظم و حجاب کبریائی ہے کبھی ظاہر نہیں فرماتے تھے۔ احادیث میں اس کی تصریح موجود ہے۔ عن ابی جعفر علیہ السلام قال سُئل علیؑ عن علم النبی فقال علم النبی ص علم جمیع النبیین و علم ماکان و ماھو کائن الی قیام الساعۃ۔ یعنی حضرت علیؑ سے علم نبی کی بابت سوال کیا گیا۔ تو آپ ص نے فرمایا۔ کہ علم نبی جمیع انبیاء، مرسلین و غیر مرسلین کا علم ہے۔ یعنی جو کچھ ان سب کو دیا گیا ہے۔ وہ آنحضرت ص کو دیا گیا ہے۔ اور حضرت ص کو علم ماکان و مایکون بھی دیا ہے۔ جو کچھ واقع ہو چکا ہے۔ اور جو کچھ ہونے والا ہے۔ آپ سب کو جانتے ہیں +

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام و رب الکعبۃ و رب البیت ثلث مرات لو کنت بین موسیٰ و الخضر لاخبرتھما انی اعلم منھما و لانباتھما ما لیس فی ایدیھما لان موسیٰ و الخضر اعطیا علم ماکان و لم یعطیا علم ما ھو کائن و ان رسول اللہ اعطی علم ماکان و ما ھو کائن الی یوم

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

القیامة فورثناه من رسول اللہ وراثة۔ یعنی آپ نے تین بار پروردگار کعبہ و بیت الحرام کی قسم کھا کر فرمایا۔ کہ اگر میں موسےؑ اور خضرؑ کے درمیان ہوتا۔ تو ان کو خبر دیتا۔ کہ میں ان سے عالم تر ہوں۔ اور بتلاتا وہ باتیں جو انہیں معلوم نہیں تھیں کیونکہ موسےؑ اور خضرؑ کو صرف گذشتہ باتوں کا علم دیا گیا تھا۔ اور آئندہ ہونے والی باتوں کا علم نہ تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گذشتہ اور تمام آئندہ ہونے والی باتوں کا علم دیا گیا ہے۔ اور ہم کو وہ علم رسول اللہؐ سے وراثةً پہنچا ہے + بصائر الدرجات۔ اور بھی بہت سی روایات ہیں جو دال ہیں۔ کہ جو کچھ جملہ انبیاء کو دیا گیا ہے۔ وہ سب آنحضرتؐ کو دیا گیا ہے مع شے زائد۔ بلکہ جو کچھ جمیع ملائکہ و انبیاء کو دیا گیا ہے۔ وہ ان کے ذریعہ سے دیا گیا ہے۔ پس ان کے پاس وہ ہے۔ جو انبیاء وغیرہ کو دیا گیا۔ اور وہ ہے۔ جو کسی کو نہیں دیا۔ کیونکر ممکن ہے۔ کہ حضرتؐ علم ماکان و مایکون نہ رکھتے ہوں۔ اللہ جانتے ہوں کہ معاذ اللہ ان کا کیا حشر ہوگا۔ ایسے کلمات عدم معرفت پیغمبرؐ و عدم اطلاع بر احادیث و معانی آیات پر مبنی ہیں۔ جب دوسری آیات موجود ہیں۔ جو علم ماکان و مایکون پر دلالت کرتی ہیں۔ تو صرف بعض آیات کے تفسیر کو لیکر کیوں حضرتؐ کی جہالت ثابت کی جاتی ہے۔ اتکفرون ببعض الکتاب و تؤمنون ببعض۔ والقرآن یفسر بعضہ بعضاً۔ یہ ایک طریق استدلال اسکات خصم کے لئے جو آنحضرت نے استعمال کیا۔ فافہم۔

ان مضامین و افادات کے علاوہ جناب علامہ نے مارچ ۱۹۱۰ء کے اثنا عشری دہلی میں مضامین مفید لکھنی شروع کی تھیں۔ اس باب میں پہلا مضمون "جرم" کی سرخی سے شائع ہوا تھا۔ وھو ھذا:۔

جرم۔ جرم کا ترجمہ فارسی میں گناہ کا ہے۔

چھوٹا گناہ (صغیرہ) اور بڑا گناہ (کبیرہ)۔ یہ چھوٹائی اور بڑائی کچھ پیمائش کی نظر سے نہیں ہے۔ یعنی مساحت میں طول و عرض و عمق کا چھوٹا بڑا ہونا گناہ کا اس کا خیال نہیں۔ اور شمار و کثرت و قلت۔ مراد یہ ہے۔ کہ مقدار متصل یا مقدار متصل کا لحاظ کرکے چھوٹائی بڑائی میں قلت اور کثرت کا لحاظ کیا جائے۔ بلکہ بلحاظ کثرت نتائج بد اور مضر یا اخلاقی دنیوی اور بنظر سزائے اخروی جو بمقتضائے عدالت کے ہوگی۔ ہم گناہ کو چھوٹا اور بڑا کہتے ہیں۔ جو لوگ حشر و نشر کے قائل ہیں۔ وہ تو دونو باتوں کا لحاظ کرتے ہیں۔ یعنی نتائج بد اور مضر ہائے اخلاقی جو ضیعائیں ہوں اور سزائے اخروی۔ منکرین معاد نیز دہریہ (نیچرل)۔ وہ فقط نتائج بد اور مضر ہائے دنیوی کی نظر سے گناہ یا جرم کو چھوٹا اور بڑا کہتے ہیں۔ یہ بھی خیال رہے۔ کہ گناہ کا کبیرہ اور صغیرہ ہونا کبھی بلکہ ہمیشہ بہ نسبت مجرم گنہگار کے بھی ہوتا ہے۔ مثلاً ایک مہذب ذی علم فہمیدہ نجیب الطرفین پابند وضع اور اخلاق حسنہ وہ مرتکب کسی جرم صغیر کا ہو۔ اس کی شان اور وضع فہم اور علم کی نظر سے بڑا جرم وہی چھوٹا گناہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً ترکی ٹوپی تند مشرب کے سر پر ایسی بری معلوم نہ ہوگی۔ جیسے کسی پابند وضع صالح اور نیک رفتار کے سر پر بلکہ بعض

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

اچھے کام جو عوام الناس کرتے ہیں۔ اگرچہ خواص ان کو کریں بمنزلہ گناہ اور بدکرداری کے شمار کئے جائینگے۔ چنانچہ حکیم روحانی صلعم نے فرمایا ہے۔ حسنات الابرار سیئات المقربین۔ ابرار کے نیک اعمال مقربین کے بداعمال اور گناہوں میں داخل ہیں۔ کس اعلےٰ درجہ کی اخلاقی ہدایت ہمارے نبی صلعم نے اس حدیث میں فرمائی ہے +

مثال۔ بلاتشبیہ ایک ادنےٰ درجہ کا منصف یا آنریری مجسٹریٹ درجہ سوم کسی مقدمہ کا غلط فیصلہ کرے اس کی لیاقت علمی (قانونی) کی نظر سے وہ فیصلہ ایسا بُرا نہ سمجھا جائیگا۔ جیسا کہ کوئی جج ہائیکورٹ ایسا غلط فیصلہ کرے۔ ایک درمیانی آدمی سخاوت اور بخل کا اگر کسی کو دو روپیہ خیرات میں دے۔ نہایت درجہ کا سخی ہے حاتم طائی سے۔ یہ مقدار بخل پر محمول ہوگی۔ پس ادنےٰ درجہ کا آدمی اس کا وہ فعل حسنات میں داخل ہے۔ اور جوّاد کریم کی بہ نسبت وہی فعل بد سے کہلائیگا۔ اس سے بڑھکر بعض مصالح انتظامیہ (جن سے نظام عالم کی درستی ہے) کبھی اس کے مقتضی ہوتے ہیں۔ کہ جو امور ذلت اور رسوائی کے ہیں۔ ان کو بڑا معزز آدمی اختیار کرے۔ کہ اس کی عزت دارین اسی میں ہے۔ چنانچہ انبیاء اور اوصیاء انبیاء کا گرفتار مصائب ہونا اسی نظر سے حکیم برحق نے پسند فرمایا ہے۔ اور معرکہ کربلا سے اس کی پوری نظیر ملتی ہے۔ نواسہ کی تو یہ نظیر اور نانا کا اُمّی ہونا۔ جس کی حکمت کو خدا نے قرآن میں صاف طور سے فرما دیا ہے۔ وما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون۔ اگر تم اے محمدؐ قبل اس تعلیم کے جو بعد بعثت ہوئی لکھے پڑھے ہوتے۔ مبطلین نبوت کو تمہاری نبوت میں شک پیدا ہوتا +

اس سے صاف ظاہر ہوا کہ اُمّی ہونا جو عام طور سے بُرا ہے۔ ہمارے نبی کے واسطے اعلےٰ درجہ کی خوبی تھا +

ہفوات انبیاء { قرآن مجید میں جو بعض انبیاء کے چند واقعات موہم خطاکاری نعوذ باللہ منہ مذکور ہیں۔ چونکہ عام طور پر گناہ کے معنی یہی مانے ہوئے ہیں۔ کہ جرم اور گناہ وہ فعل ہے جو مستوجب سزا ہوتا ہے۔ اور عصمت انبیاء کے خلاف ہے۔ لہٰذا نبی سے گناہ کا صادر ہونا مطلقاً ناروا ہے۔ اور منافی انکی عصمت کے ہے۔ ہم کو اس کی کیا خبر ہے۔ کہ جرم یا گناہ وہی فعل ہے جو شریعت کی نظر سے مستلزم سزا یا عقوبت کے ہو۔ بلکہ انبیاء علیہم السلام حامل دو شریعتوں کے ہیں۔ شریعت ظاہری جس میں امت اور نبی دونوں کو اسکی پابندی ضروری ہے۔ دوسری شریعت خاص جو محض انبیاء اور اوصیاء انبیاء سے مخصوص ہے۔ اس کی سزا اور جزا شریعت ظاہری سے تعلق نہیں رکھتی +

مثال۔ ہماری نماز جس میں ہم کو کیسے کیسے وسوسۂ شیطانی ہوتے ہیں۔ اور تشکیکات کے احکام

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

شریعت نے مقرر فرمائے ہیں۔ اگر ویسی نماز خدانہ کردہ ہمارے نبی پڑھتے۔ بمنزلہ ترک نماز کے تھی یہی مطلب تھا اس حدیث کا حسنات الابرار سیئات المقربین۔ نیک بندگان الٰہی کے اعمال نیک مقربین کی نسبت بمنزلہ بد اعمال کے ہیں۔ لہٰذا بعض حالات انبیا جن کو لوگ معصیت خیال کرتے ہیں۔ وہ گناہان شریعت ظاہری میں داخل نہیں ہیں جو خلاف عصمت ہوں۔ حضرت آدمؑ کا گیہوں کھانا ایسا گناہ نہ تھا۔ اس لئے کہ گیہوں کا کھانا بنظر شریعت ظاہری حرام نہیں ہے۔ بلکہ بنظر اس تقرب کے جو آپ کو خدا سے حاصل تھا گناہ میں داخل تھا۔ چنانچہ شیطان نے یہی تو کہا۔ کہ خدا نے اسی وجہ سے آپ کو منع کیا ہے۔ کہ تم بمنزلہ فرشتگان مقرب اور ہمیشہ بہشت کے رہنے والوں میں نہ ہو جاؤ۔ وقاسمھما انی لکما لمن الناصحین قسم کھا کر کہنے لگا۔ کہ میں تمکو خاص نصیحت کرتا ہوں۔ حضرت کو شوق تقرب الٰہی اور دوام خلود بہشت۔ اور اس پر طرہ یہ کہ شیطان قسم کھا کر کہہ رہا ہے۔ اور خدا کی جھوٹی قسم کھانے کو کبھی حضرت نے نہ سنا تھا۔ پس اسی شوق تقرب میں آپ گئے۔ معصیت الٰہی منظور نہ تھی۔ اور تنبیہ اور تادیب اس لئے ہوئی۔ کہ ایسا عالم اور کامل العقل مقرب بارگاہ الٰہی یہ نہ سمجھے کہ خدا کی مصلحت اس نہی تنزیہی میں کیا ہے۔ ظلم کی نسبت آپ کی طرف اس نظر سے ہوئی۔ کہ اپنے حق میں کمی کرنے والے تھے۔ کسی کا حق چھین کر ظالم نہ تھے۔ یا ترک اولےٰ سے مراد علماء کی یہی ہے دیکھو حضرت موسٰے پر جملہ دودھ پلانے والی عورت کا دودھ حرام ہوا تھا۔ حالانکہ حلال اور حرام کا حکم شریعت ظاہری میں عاقل بالغ مکلف پر ہے۔ حرام ہونے سے کیا مطلب ہے۔ بہر حال کچھ امور تو انبیاءؑ کے از قسم زلات وہی ہیں۔ جو اُن کی شان تقرب کی نظر سے ہیں۔ اور کچھ امور ایسے ہیں جن کی نسبت جناب امیر علیہ السلام نے بموجب حدیث طبرسی یہ فرمایا ہے۔ چونکہ انبیاء اور اولیاء الٰہی سے ایسے ایسے معجزات اور کرامات صادر ہوتے تھے۔ جو قوت بشری سے باہر ہیں۔ لہٰذا ان کی بشریت ثابت کرنے کی غرض سے چند امور کا اُن سے صدور تجویز کیا گیا۔ تاکہ لوگ اُن کو خدا نہ سمجھیں۔ دیکھو حضرت عیسٰےؑ کو آخر نصاریٰ نے خدا کا فرزند کہہ دیا۔ اور خدا فرماتا ہے۔ کانا یاکلان الطعام۔ دونوں عیسٰےؑ اور مریمؑ غذا کھاتے تھے۔ اس کا فضلہ بول و براز ان سے خارج ہوتا تھا۔ اور خدا کبھی ایسا نہیں ہے۔ کہ محتاج غذا اور محل فضلات متعفنہ ہو ✦

اب جن تمام الفاظ ضلالت اور غوایت اور ظلم اور سہو اور نسیان عصیان وغیرہ وغیرہ انبیاءؑ کی نسبت قرآن مجید میں وارد ہیں۔ وہ سب بنظر اسی شریعت مخصوصہ کے ہیں۔ جو انہی کی ذات سے مخصوص ہے۔ اور ان کا گناہ اور ذنب اور جرم ہونا ایسا نہیں ہے۔ جیسے کہ ہم کو (جو محکوم شریعت ظاہری کے ہیں) ہوتا ہے۔ ہمارے نبیؐ اور ائمہؑ جو محض بیگناہ (معصوم) ہو کر استغفار اور انابت کرتے تھے۔ اور صحیفہ کاملہ سجادیہ جن دعاؤں پر شامل ہے۔ وہ اپنے مدارج خاص کی نظر سے جو گناہ کے اقسام ہیں۔ ان سے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

طلب مغفرت کرتے تھے۔ اور خدا نے ہمارے نبیؐ کی نسبت فرمایا ہے۔ کہ تمہارے ذنوب گذشتہ اور آئندہ ہم نے بخشے۔ یہ وہی گناہ شریعت مخصوصہ کے ہیں۔ یہ گناہ نہیں ہیں۔ جو غیر معصوم سے مستوجب سزائے اخروی ہوتے ہیں۔ کسی آریہ اور پادری اور نیچری بابی کو یہ خیال نہ ہو۔ کہ قرآن سے تو انبیاءؑ کی خطاکاری ثابت ہوتی ہے۔ اور تم ان کو معصوم کہکر خلاف قرآن عقیدہ رکھتے ہو۔ اس لئے کہ ہم لوگ انبیاءؑ کو معصوم ان گناہوں سے مانتے ہیں۔ جو شریعت ظاہری سے مستلزم سزا ہیں۔ اور جن کی سزا اور تفصیل جرائم اور شناخت صغیرہ اور کبیرہ ہونے کی ہم کو بتلائی گئی ہے۔ یہ ہے وہ گناہ مخصوص مقربین نہ ان کی تفصیل بیان کرنے کی ہمارے واسطے ضرورت تھی۔ اور نہ ان کی سزا اور نہ ان کا چھوٹا یا بڑا ہونا ہم کو بتلایا گیا۔ اس لئے کہ نہ ہم اُن کے فعل اور ترک پر محکوم ہیں۔ اور نہ ہماری عقل ان کی کنہ اور لم کو سمجھ سکتی ہے۔ کیا اچھی بات شاعر نے کہی ہے۔ ع

جن کے رتبے ہیں سوا اُن کو سوا مشکل ہے

آج تو ہم نے تنزیہ الانبیاءؑ کا مسئلہ بطور عموم کے شروع کیا ہے۔ انشاء اللہ خاص خاص ہفوات کو بھی جستہ جستہ لکھیں گے +

غلام حسنین

اس مضمون[1] کی سرخی جرم (گناہ) ہے۔ ثابت یہ کیا ہے۔ کہ انبیاء و ائمہ علیہم السلام سے بھی جرم یعنی گناہ صادر ہوتے ہیں۔ مگر وہ ان کی اپنی شریعت کے گناہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کی ایک شریعت عام ہے۔ دوسری خاص۔ پس اپنی شریعت خاصہ کے گناہ ان سے بھی سرزد ہوتے ہیں۔ جیسے کوئی ثقہ آدمی کسی رند کی ٹوپی اوڑھ لے۔ انہی گناہوں کی وجہ سے وہ استغفار کیا کرتے ہیں۔ اور اسی قسم کے گناہوں سے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام توبہ و استغفار فرماتے تھے۔ جن سے ان کا صحیفہ پُر ہے۔ وغیرہ وغیرہ +

خلاصہ یہی ہے۔ کہ وہ بھی گناہ کرتے ہیں۔ مگر ہمارے اور قسم کے گناہ ہوتے ہیں۔ اور ان کے اور طرح کے۔ حیف صد حیف کبھی وہ زمانہ تھا۔ کہ تخطیۃ الانبیاءؑ کی رد میں علماء شیعہ تنزیہ الانبیاءؑ لکھتے تھے۔ آج تخطیۃ الانبیاءؑ اور ہفوات[1] انبیاءؑ لکھی جا رہی ہیں۔ اور انبیاءؑ و ائمہؑ میں طرح طرح کے نقص و عیب ثابت کئے جاتے ہیں۔ ہم یہاں زلل۔ عثرۃ۔ ذنب۔ سیئہ۔ خطیئہ۔ کبیرہ۔ فاحشہ اور جرم کے

---

[1] ۲۲ رجب ۱۹۲۶ء کے اثنا عشری میں جناب علامہ صاحب نے ایک مضمون تنزیہ الانبیاءؑ کی سرخی سے لکھا ہے۔ اس میں بھی ہفوات انبیاءؑ معاذاللہ ان کی اپنی شریعت کے گناہوں کا ذکر کیا ہے۔ گو وہ تمام باتیں نہیں ہیں۔ جو جرم والے مضمون میں لکھی تھیں۔ لیکن مثال ملنوا ایک ہی ہے۔ قیاس کن ز گلستان من بہار مرا +

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

معانی پر مفصل بحث نہیں کر سکتے۔ تاکہ ناظرین پر منکشف ہو۔ کہ جرم جس کی نسبت حضرت علامہ نے انبیاءؑ اور اوصیاءؑ کی طرف دی ہے۔ قرآن میں حقیقۃً و بالذات کافرین مشرکین اور دشمنان انبیاءؑ ہی پر بولا جاتا ہے۔ "و انا من المجرمین منتقمون" جرم مقام انتقام ہے۔ اور یہ کہ "ذنب" جس کی نسبت قرآن میں پیغمبرؐ کی طرف آئی ہے۔ اُس کے معنی ہرگز گناہ۔ خطا۔ بدی۔ بدکاری وغیرہ نہیں ہیں۔ بلکہ معنی "ذنب" پس افتادگی ہے۔ بوجہ نہ مہیا ہونے اسباب و آلات کے بعض اوقات۔ اور اس پس افتادگی کو خدا نے بعد فتح مکہ اسباب ہدایت مہیا و آسان کر کے برابر کر دیا۔ اور اپنے پیغمبرؐ پر انعام و اکرام فرمایا۔ ہم صرف بعض علماء کے قول سے ثابت کرتے ہیں کہ انبیاءؑ کا استغفار بوجہ گناہ نہ ہوتا تھا۔ "بل ھم یستغفرون کل یوم سبعین مرۃً من غیر ذنب"۔ جیسا کہ علامہ مجلسیؒ اس اشکال کو رفع کرتے ہوئے کہ جب ائمہ علیہم السلام روز ولادت بلکہ قبل سے عالم ہوتے ہیں تو پھر ہر روز اور ہر ساعت اور شبہائے قدر میں کیا تعلیم ہوتا اور کیا بڑھتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔ کہ ائمہ علیہم السلام بعد ولادت میں جو علم حاصل کرتے ہیں۔ اسی پر موقوف اسی مرتبے میں محصور نہیں رہتے۔ بلکہ انکو بسبب مزید قرب و طاعات زوائد علوم و حکم و ترقیات معرفتی حاصل ہوتی رہتی ہیں۔ اور کیونکر انہیں یہ باتیں حاصل نہ ہوتی رہیں۔ درآنحالیکہ جملہ مخلوقات باوجود نقص قابلیت و استعداد کے ترقی کرتی ہیں۔ وہ اس کے زیادہ سزاوار و مستحق ہیں۔ کہ بسبب ظہور کمالات حقیقیہ ان کے درجات علم و حکمت و معرفت بڑھتے جائیں۔ کیونکہ علوم و معارف کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے۔ شاید یہی وجہ ان کے استغفار اور توبہ کی ہو کہ بلا کسی گناہ و تقصیر کے دن میں ستر مرتبہ استغفار کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ کیونکہ جس وقت درجات عرفان میں کسی درجہ رفیعہ پر فائز ہوتے ہیں۔ اس حالت کو جس میں یہ درجہ کم تھا نقصان خیال کرتے ہیں۔ پس اس سے استغفار کرتے ہیں۔ گویا ان کا استغفار کرنا ان کے کمالِ معرفت و قرب منزلت کی دلیل ہے۔ نہ کہ ان کے گنہگار ہونے کی۔ جیسا کہ علامہ کنتوری کا خیال ہے۔ "لاریب ھم یستغفرون کل یوم سبعین مرۃ من غیر ذنب"۔ تعجب یہ ہے۔ کہ ائمہؑ اور انبیاءؑ سب کی توہین کی جاتی ہے۔ انکو گنہگار لکھ کر اخبارات میں شائع کیا جاتا ہے۔ اور جو اس کو رد کرے۔ اس پر کچھ لکھے۔ تو اس کو خارج از دین و دشمن علماء کہا جاتا ہے۔ گویا دین کا تعلق ائمہؑ سے کچھ نہیں۔ ان کو جو دل چاہے کہا جائے۔ مگر علماء کو اور وہ بھی ایسے علماء کو کچھ نہ کہا جائے۔ ان کے ان خیالات کی روش کی جائے۔ اور گویا اہل ایمان سے روح ایمان کو سلب کیا جاتا ہے۔ کہ وہ ائمہؑ کی توہین سنیں اور کچھ نہ کہیں۔ کہو تسامحین ہے۔ جو اس ذلت اور بے غیرتی کو گوارا کر لیگا۔ اور انبیاءؑ و ائمہؑ خصوصاً حضرت امام زین العابدینؑ کو گنہگار اور ان کے صحیفہ کو دفتر یا فہرست تقصیرات سمجھیگا۔ حالانکہ اگر انسان ذرا نور ایمان دل میں رکھتا ہو۔ تو یقین کر لیگا۔ کہ ایک ایک دعا نہیں بلکہ ایک ایک فقرہ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

صحیفۂ سجادیہ کا دفتر معرفتِ الٰہی ہے۔ اور اگر کلام معصومؑ سے مانوس اور کچھ معرفت امامؑ رکھتا ہے۔ تو بلا اشکال سمجھ جائیگا۔ کہ یہ سب علاوہ وجہ مذکور ہم گنہگاروں کی تعلیم کے لئے تھا۔ نہ اپنی عفوِ تقصیرات کے واسطے۔ حق یہ ہے۔ کہ حضرتؑ نے حق عبادت و معرفت و شان معبود و عبودیت کو ایسا ظاہر فرمایا ہے۔ کہ اس سے بہتر ممکن نہیں۔ ہزار صحف انبیاءؑ ایک طرف اور ایک صحیفۂ سجادیہ ایک طرف۔

مناسب ہے۔ کہ یہاں مومنین کے نور ایمان بڑھانے کی غرض سے وجہ استغفار انبیاءؑ و ائمہؑ میں صاحب کشف الغمہ کی بہترین تحقیق درج کردیں۔ جو انھوں نے امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی دعاءِ سجدہ ربّ عصیتك بلسانی ولو شئت وعزتك لأخرستنی الخ کی تفسیر با تشریح میں کی ہے۔ ماحصل تقریر یہ ہے۔ انبیاءؑ اور ائمہؑ کے اوقات ذکرِ خدا میں مشغول اور ان کے دل اس سے پُر رہتے ہیں۔ اور انکی خاطر شریف ہمیشہ ملاءِ اعلیٰ سے متعلق رہتی ہے۔ اور وہ ہمیشہ مراقبہ میں ہوتے ہیں جیسا کہ حضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ خدا کی اس طرح عبادت کر۔ گویا تو اسی کو دیکھ رہا ہے۔ اور اگر تو اسے نہیں دیکھتا۔ تو وہ تو تجھے دیکھتا ہے۔ پس وہ ہمیشہ اُس کی طرف متوجہ اور اسی کی طرف مائل رہتے ہیں۔ پس جس وقت وہ اس مرتبۂ عالیہ اور درجۂ رفیعہ سے متنزل ہو کر کھانے پینے اور مجامعت حلال وغیرہ وغیرہ مباحات میں مشغول ہوتے ہیں۔ تو وہ اس حالت کو بلحاظ اس توجہ تام و اقبال محض کے ذنب و خطیئہ شمار کرتے ہیں۔ اور اس سے استغفار کرتے ہیں جس طرح کہ تم دیکھتے ہو۔ کہ دنیا کے لوگوں میں سے کوئی غلام جب اپنے آقا و مالک کے سامنے بیٹھ کر کھائے پئے اور صحبت کرے۔ تو لوگ اس کو ملامت کرینگے۔ اور اس کو تقصیر وار ٹھیرائینگے۔ اگرچہ سارے کام یہ اس نے مباح کئے ہیں پس سید السادات و مالک الملوک و احکم الحاکمین کے سامنے یہ باتیں ان خاصانِ خدا کے نزدیک کیوں کر تقصیر شمار نہ ہونگی۔ اور اسی کی طرف حضرتؐ نے اپنے اس قول میں اشارہ کیا ہے۔ کہ خدا میرے قلب کا معائنہ کرتا ہے۔ یا میرے قلب میں رہتا ہے۔ اور میں دن میں ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ اور قول حضرت حسنات الابرار سیئات المقربین اسی کی مزید توضیح کرتا ہے۔ پس خلاصہ یہ ہے۔ کہ امام علیہ السلام بعض وقت ضروریات جسمانی میں مشغول و مصروف ہونے کو معصیت شمار کرتے تھے۔ اور اس سے استغفار فرماتے تھے۔ نہ یہ کہ وہ معاذ اللہ۔ واقعی عاصی۔ خاطی۔ مذنب۔ مجرم۔ مقصر ہوتے تھے یا کسی امر خدا

فصل

علماءِ کرام لکھنؤ کثر ہم اللہ

بجناب علامہ کے مضامین و افادات غریبہ بہت کچھ ہیں۔ اس مختصر میں ان کی تفصیل کی گنجائش نہیں اہل نظر

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

کے اندیاد بصیرت کے لئے یہی کافی ہے جو لکھا گیا۔ اب بعض علماء کرام لکھنؤ کثر ہم اللہ ومتع اللہ المسلمین بطول بقائہم کی بعض تحریرات درج کرتے ہیں۔ جو بہت مفید ثابت ہونگی۔ جس وقت یہ بحث ہورہی تھی۔ اور جناب مولانا مولوی سید محسن علی صاحب زید مجدہ نے اکثر علماء اعلام لکھنؤ کو خطوط لکھے تھے۔ چند ماہ کے بعد اوائل جون ۱۹۰۹ء میں جناب فخر المحققین مولانا السید ظہور حسین صاحب مدظلہ العالی کا ایک صحیفہ موصول ہوا:۔

صحیفہ جناب مولانا مولوی سید ظہور حسین صاحب مدظلہ العالی۔

اے صفوۃ الاماجد حارث الشرف والمحامد محسود النظائر والاشباہ المولی محمد محسن علی شاہ زادہ اللہ وجاہۃ ودام لفضلہ مجدہ وجاہہ۔ بعد اتحاف تحیہ وتسلیم محفوف تبجیل وتعظیم ملاحظہ فرمائیں۔ تحریر دلپذیر کی زیارت ہوئی۔ آپکی فرمائش کے موافق پرچہ شیعہ وناظم الہند واخبار اثنا عشری کی عبارات کو بامعان نظر مطالعہ کیا۔ پرچہ شیعہ میں جو جواب مرقوم ہوا ہے اُس میں کوئی امر ایسا مذکور نہیں ہے۔ جو عقائد فرقہ حقہ یا ضروریات طائفہ محقہ کے مخالف ہو۔ اس لئے کہ حضرت رسالت مآب ص کے لئے ملکہ قرأت وکتابت کا نزول قرآن کے قبل یا بعد ہونا یا نہ ہونا کوئی ایسا امر نہیں ہے۔ جس میں احد الثقلین پر اعتقاد کرنا لازم ہو۔ البتہ آپ کا کسی کمال کو کسی بشر سے حاصل کرنا آپکی جلالت قدر کے حتماً منافی ہے۔ اس لئے کہ حضرت ص کے جملہ علوم وکمالات کا مبدء فیاض کی طرف سے حاصل ہونا منجملہ ضروریات ہے۔ اور خصوص حضرت ص کے لئے۔ بلکہ قرأت وکتابت کے حاصل ہونے نہ ہونے میں حضرات معصومین ع کے اخبار اور علماء اعلام کے اقوال مختلف معلوم ہوتے ہیں پس بعض اخبار سے حضرت ص کے لئے ملکہ مذکورہ کا مطلقاً حاصل ہونا مستفاد ہوتا ہے۔ اور بعض روایات و اقوال سے مطلقاً حاصل نہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اور بعض وجوہ واقوال سے قبل بعثت حاصل نہ ہونا اور بعد بعثت حاصل ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور بعد بعثت حاصل ہونے کی صورت میں جمہور علماء فریقین کی عبارات وتصریحات سے اس مطلب کا راجح یا قطعی ہونا مستفاد ہوتا ہے۔ اور بعض علماء علے الخصوص جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ علیہ الرحمہ کی عبارت سے اس مطلب کی محض تجویز ہی ثابت ہوتی ہے۔ اور ظواہر بعض اخبار سے ملکہ قرأت کا حاصل ہونا اور ملکہ کتابت کا حاصل نہ ہونا بھی مستفاد ہوتا ہے۔ لیکن مجموع اخبار واقوال پر نظر کرنے سے دو امر قطعی معلوم ہوتے ہیں۔ اوّل حضرت ص کا قبل بعثت قرأت وکتابت نہ کرنا اور اسکو کسی بشر سے حاصل نہ کرنا بلکہ اس امر کے ضروری دین و مذہب ہونیکا دعوےٰ بدون دقت صحیح ہے۔ اور ظاہراً علماء اسلام میں سے کسی شخص نے اس کے خلاف کا دعوےٰ نہیں کیا ہے۔ دوم ملکہ قرأت وکتابت کا بعد بعثت حاصل ہونا اس مطلب کے ادلّہ وشواہد پر نظر کرنے کے بعد اس کے قطعی ہونیکا دعوےٰ ہو سکتا ہے۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

بلکہ بعض عبارات سے اُس کے مجمع علیہ ہونیکا استفادہ بھی ممکن ہے۔ اور اس مطلب میں بعض حضرات کا مخالفت کرنا کسی طرح قادح نہیں ہوسکتا۔ اسی لئے جناب مولانا مولوی سید ناصر حسین صاحب قبلہ دامت برکاتہم نے اپنے جواب میں اس مطلب کی بطور جزم وقطع تصریح فرمائی ہے۔ کہ ملکہ قرأت وکتابت حضرت ص کے لئے بعد بعثت من اللہ عطا ہُوا۔ باقی رہا یہ امر کہ حضرت ص کے لئے ملکہ قرأت وکتابت قبل نبوت حاصل تھا یا نہ تھا۔ پس اس امر کا جناب ممدوح کے جواب میں تذکرہ نہیں ہے بلکہ وہ مسکوت عنہ ہے۔ پس ممکن ہے۔ کہ حاصل نہ ہو۔ جیسا کہ جناب سید مرتضےٰ اور علامہ طبرسی اور محقق ثانی اور ابن فارس اور علامہ سیوطی اور فاضل نودی وغیرہ کی تقریرات اور اعلام الوریٰ اور مناقب اور خصائص کبریٰ کی بعض روایات اور خصوص حدیث منقول بین الفریقین نحن امۃ امیۃ لا نقرء ولا نکتب سے مستفاد ہوتا ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ حاصل ہو جس کی بصائر الدرجات اور علل الشرائع اور خصائص کبریٰ کی بعض روایات اور شیخ الطائفہ اور علامہ طبرسی اور علامہ حلی اور ابن فہد اور شارح مفاتیح اور فاضل ہندی اور علامہ مجلسی اور فاضل کرمانی اور رافعی وغیرہم کی بعض عبارات وغیرہا سے تائید ہوسکتی ہے۔ بہرحال بچہ شیعہ میں حضرت ص کے ملکہ قرأت وکتابت کے متعلق وہی امر مذکور ہے جس کے جمہور علماء فریقین کے نزدیک قدر متیقن ہونے کا دعوے ہوسکتا ہے۔ اور جس مطلب میں علماء فریقین کے اقوال بظاہر عبارات مختلف تھے۔ اُن کا تذکرہ نہیں ہے۔ لہٰذا ملکہ قرأت وکتابت کا حضرت ص کے لئے قبل نبوت حاصل ہونا یا نہ ہونا داخل اعتقادیات نہیں ہے۔ اسی لئے بعض علماء نے کتابت کی حضرت ص سے مطلقاً نفی فرمائی ہے۔ لہٰذا اس مطلب کے ضروریات دین و مذہب میں داخل ہونیکا اعتقاد کرنا بہرحال درست نہ ہوگا۔ اور ملکہ قرأت وکتابت کا جناب امیر المومنین علیہ السلام کیلئے منجانب اللہ حاصل ہونا اگرچہ آپ کی جلالت قدر کے مناسب ہے۔ لکن بصورتیکہ جناب رسول خدا ص کے لئے ملکہ قرأت وکتابت کا قبل بعثت حاصل ہونا تسلیم کر لیا جائے۔ تو جناب امیر المومنین ع کا ملکہ مذکورہ کو خود حضرت رسول خدا ص سے حاصل کر لینا بھی ممکن بلکہ راجح ہوگا۔ اس تقدیر پر جناب امیر ع کے ملکہ قرأت وکتابت کے اکتسابی ہونے کا جیسا کہ جناب مولانا مولوی سید ناصر حسین صاحب قبلہ دامت برکاتہم کی تحریر دلپذیر میں مذکور ہے صحیح و درست ہوگا۔ اور اس کے غیر اکتسابی ہونے پر اتفاق علماء کا دعوے بالکل بے محل ہوگا۔ اذلم یدل علے ذالک بخصوصہ دلیل فضلاً عن اتفاق العلماء علی ذالک۔ البتہ کتب احادیث وتواریخ میں اس مطلب کی تصریح نہیں دیکھی گئی۔ کہ حضرت کو یہ ملکہ بعنوان اوّل حاصل ہُوا۔ یا بعنوان دوم۔ تاکہ احد الشقین پر

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

قطع حاصل ہو۔ بہر تقدیر خواہ حضرتؐ کو یہ ملکہ منجانب اللہ حاصل ہوا ہو۔ یا بواسطۂ اکتساب۔ ان دونوں امروں میں سے کسی ایک کی بناء پر بھی کسی قاعدۂ دینیہ کی مخالفت نہیں لازم آتی۔ اور چونکہ اس ملکہ کے ثابت ہونے نہ ہونے سے علماء اعلام کی کوئی غرض متعلق نہ تھی۔ اس لئے اس باب میں سکوت فرمایا۔ لہٰذا نظر بعمومات فضائل اس مطلب کے داخل ضروریات ہونے کا دعوے درست نہیں ہو سکتا۔ میری رائے ناقص میں جناب ممدوح کی نسبت کسی امر ثابت سے انکار کرنے کا خیال ایسا رکیک ہے جس کی رکاکت کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ درحقیقت اُن کے خاندان عالیشان اور بخصوص اُن کے وجود مسعود سے حضرات معصومین کے فضائل ومناقب کا جو نشر ہوا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ لہٰذا کسی امر اعتقادی کے انکار کا اُن کی طرف منسوب کرنا محض بے معنی ہوگا ✣

اگر آپ عبارت پرچہ شیعہ کے متعلق خود جناب مولوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم سے بذریعہ خط وکتابت استفسار کر لیتے۔ تو پھر کسی قسم کے طول کی نوبت نہ آتی۔ اور پہلی ہی تحریر میں آپ کے لئے جواب تسلی بخش حاصل ہو جاتا۔ اب بھی اس باب میں خود جناب ممدوح سے بیان کشبہات کے بعد جواب کا حاصل کر لینا قرین صواب ہے۔ اور اس باب میں طول دینا مناسب نہیں ہے۔ آپ کی تحریر دلپذیر کے جواب میں بوجہ عدیم الفرصتی وکثرت اشغال تاخیر واقع ہوئی۔ انشاء اللہ معاف فرمائینگے۔ اسی طرح آپ کی تحریر دلپذیر کے جملہ سوالات کے تفصیلی جواب سے بوجہ مذکور قاصر رہا۔ لیکن اُن جملہ سوالات کا جواب اُس رسالۂ مختصرہ سے مستفاد ہو سکتا ہے۔ جس کو احقر العباد نے اس باب میں فی الجملہ تفصیل کے ساتھ لکھ لیا ہے۔ جس کی نقل عند الضرورت آپ کی خدمت میں بھی پہنچ سکتی ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ✣ ظہور حسین عفی عنہ بقلم خود

اس تحریر سے یہ تو ظاہر ہی ہے۔ کہ جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ جناب مفتی صاحب ظلہ العالی کی تائید میں لکھا گیا ہے۔ اور یہ امر کوئی قابل قدح وذم نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ان کا حق تھا۔ آخر لکھنؤ میں رہتے ہیں۔ اگرچہ اصلاً سادات باہرہ سے ہیں۔ آپس کے ہزار قسم کے تعلقات وروابط معرا سم ہیں۔ وہ کس طرح چھوڑے جا سکتے ہیں۔ البتہ اس تحریر کے دو فقرے خصوصیت کے ساتھ قابل غور ہیں۔ کہ وہ ہماری سمجھ سے باہر ہیں۔ اور شاید کوئی عالم بھی سوائے موصوف کے نہیں سمجھ سکتا۔ ایک یہ کہ" اسی واسطے جناب مفتی صاحب نے بطور جزم وقطع تصریح فرمائی ہے۔ کہ ملکۂ قرأت وکتابت حضرتؐ کے لئے بعد بعثت من اللہ عطا ہوا۔ باقی رہا یہ امر کہ حضرتؐ کے لئے ملکۂ قرأت وکتابت قبل نبوت تھا یا نہ تھا۔ پس اس امر کا جناب ممدوح کے جواب میں تذکرہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ مسکوت عنہ ہے" یہ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ کہ جب اس کا جزم و یقین حاصل ہے۔ اور قطعی طور پر معلوم و ثابت ہے۔ کہ یہ ملکہ بعد بعثت من اللہ عطا ہوا۔ تو پھر قبل بعثت کا حال مسکوت عنہ کس طرح رہا۔ جب اس کا یقین حاصل ہے۔ کہ بعد بعثت یہ ملکہ عطا ہوا ہے۔ تو اس کا بھی یقین ہے۔ کہ قبل بعثت نہ تھا۔ کیونکہ اگر یہ احتمال ہے۔ کہ قبل بعثت بھی موجود ہو۔ تو بعد بعثت عطا ہونا اور اس کا جزم و قطع بے معنی وارد۔ ہاں اگر یہ کہا جائے۔ کہ یہ یقینی ہے۔ کہ بعد بعثت یہ ملکہ حضرتؐ میں موجود تھا۔ اور قبل بعثت مسکوت عنہ ہے۔ ممکن ہے کہ موجود ہو اور ممکن ہے کہ نہ ہو تو عبارت صحیح ہو سکتی تھی۔ جیسا کہ اہل علم اور اہل زبان پر پوشیدہ نہیں ہے۔ یا یہ کہ اس آیۂ متشابہ کی کوئی اور تاویل ہو۔ "ولا یعلم تاویلہ الا اللہ" خدا جانتا ہو۔ کہ اس لعبد بعثت قطعی طور پر عطا ہونے کے کیا معنی ہیں بشرطیکہ اس کو معقول و منطقی فرض کیا جائے۔ ورنہ خیر۔ پھر اسی میں نبوت و بعثت کو ایک قرار دیا گیا ہے۔ وہ بھی محل نظر ہے۔ دوسرا فقرہ یہ ہے۔ کہ "دوسرے یہ کہ جناب رسول خداؐ کے لئے ملکۂ قرأت و کتابت قبل بعثت حاصل ہونا تسلیم کر لیا جائے۔ تو جناب امیر المومنینؑ کا ملکۂ مذکورہ کو خود حضرت رسول خداؐ سے حاصل کر لینا بھی ممکن بلکہ راجح ہو گا۔ اس تقدیر پر جناب امیرؑ کے ملکۂ قرأت و کتابت کے اکتسابی ہونے کا راجح ہونا جیسا کہ جناب مولانا مولوی سید ناصر حسین صاحب دامت برکاتہم کی تحریر دلپذیر میں مذکور ہے صحیح و درست ہو گا۔" جناب مفتی صاحب مدظلہ العالی جزم و قطع سے لکھتے ہیں۔ کہ رسول خداؐ کو یہ ملکہ بعد بعثت عطا ہوا۔ اور اسی واسطے انہوں نے لکھا ہے۔ کہ اظہر یہی ہے۔ کہ جناب امیرؑ کو یہ ملکہ اکتساباً عن غیر اللہ و الرسول حاصل ہوا۔ آپ فرماتے ہیں جناب امیرؑ کا رسول خداؐ سے اکتساب کر لینا ممکن ہے۔ عجیب استدلال ہے۔ اگر وہ یہ فرماتے۔ کہ یہ ملکہ جناب امیرؑ کو من اللہ یا من الرسولؐ حاصل ہوا۔ اور اس کو دیگر علوم جناب امیرؑ سے مستثنےٰ نہ فرماتے۔ تو پھر بحث ہی کیا تھی۔ اس میں کسی کو اعتراض ہی نہیں۔ کہ جناب امیرؑ کو جملہ علوم من اللہ و من الرسولؐ حاصل ہوئے۔ اور انہی میں علم قرأت و کتابت بھی داخل ہے۔ اور استاد کا نام بھی کتب احادیث و تفاسیر میں موجود ہے۔ کہ وہ خالق کتابت و قرأت احکم الحاکمین ہے۔ اور بیشک خواہ یہ ملکہ حضرت امیرؑ کو منجانب اللہ حاصل ہوا ہو یا بواسطہ اکتساب۔ ان دونوں امروں میں سے کسی ایک کی بناء پر بھی کسی قاعدہ دینیہ کی مخالفت لازم نہیں آتی۔ صرف چند احادیث صحیحہ کی تکذیب ہوتی ہے۔ اور امامؑ کی منقصت و لیس ہے اور اس کا کوئی حرج نہیں۔ بہرحال اس تحریر دلپذیر سے ایک امر مثل روز روشن آشکارا ہو گیا ہے۔ کہ اس اعتقاد میں کہ ملکۂ قرأت و کتابت پیغمبرؐ کو قبل بعثت بھی حاصل تھا۔ ہم منفرد نہیں ہیں۔ بلکہ بتصدیق جناب مولانا اور جیت سے علماء مثل صاحب بصائر الدرجات و صاحب علل الشرائع و خصائص کبرے و شیخ الطائفہ و علامہ طبرسی و علامہ حلی و ابن فہد و شارح مفاتیح و فاضل ہندی۔ علامہ مجلسیؒ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

فاضل کرمانی اور رافضی وغیرہ اس کے مؤید ہیں۔ اور جناب فاضلین کا یہ دعوے بالکل غلط ہے۔ کہ تمام علماء کا اتفاق ہے۔ کہ حضرتؐ قبل بعثت ملکۂ قرأت وکتابت نہیں رکھتے تھے +

صحائف جناب مولانا سید نجم العلماء مولوی سید نجم الحسن صاحب دام ظلہ العالی۔

اس باب میں جناب موصوف کے ہمیں تین خط دستیاب ہوئے ہیں۔ ایک خط فارسی ۴ شعبان ۱۳۲۸ھ کا ایک صاحب کے نام ہے جس کے آخری فقرات یہ ہیں۔

شنیدہ ام۔ کہ اہل لاہور بسبب بعض مسائل از کانفرنس ہم مخالفت برپا کردہ اند۔ این حضرات را از کجا ثابت کہ درین باب کسے را اختلافے نیست۔ بہر حال کانفرنس را ازین خیالات علیحدہ باید کرد۔ و درین باب ہم ہمت جناب عالی انشاء اللہ کافی خواہد بود۔ والسلام۔ حررہ سید نجم الحسن از لکھنؤ +

اس صحیفے سے ہمیں صرف اتنا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس مسئلہ میں خود بعض علماء لکھنؤ کو جناب مولانا سید ناصر حسین صاحب سے اختلاف ہے۔ اور سب متفق نہیں ہیں۔ اور اس خیال کی تائید جناب کے تیسرے خط سے ہوتی +

دوسرا صحیفہ ایک اور ہے۔ جو ۲ ستمبر ۱۹۱۰ء کو لاہور میں وصول ہوا ہے۔ اور جناب سید شریف حسین صاحب کے کسی خط کا جواب معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ "عالم مجدد۔ تحیہ سلام باکرام۔ نوازش نامہ وصول ہوا۔ مجھے نہایت حیرت ہے۔ کہ ایک مسئلی اختلاف پر اس قدر طول کیوں ہوا ہے۔ اگر یہ خیال ہوتا کہ اس اختلاف سے یہ نتائج پیدا ہونگے۔ تو ضرور اس زمانے میں فکر کی جاتی۔ میں جو عبارت بطور رسالہ لکھونگا۔ وہ آئندہ حضرات ملاحظہ فرمائینگے۔ اس وقت مجملاً کسی قدر ظاہر کرتا ہوں۔ کہ جناب رسالتمآبؐ کے علوم وہبیہ کی وسعت کا اندازہ کسی کے امکان میں نہیں ہے۔ قرأت وکتابت کا کیا ذکر ہے۔ ان جناب کو خداوند عالم نے علم ما کان و ما یکون عطا فرمایا تھا۔ اور وہ جناب اپنی خداداد نورانیت سے ضرور قادر تھے۔ اس پر اور اس سے مافوق پر۔ اور اس میں کون شک کر سکتا ہے۔ کہ جناب امیرؑ کا علم خدا و رسولؐ ہی کا عطیہ ہے۔ اور یہ احتمال یا توہم کہ حضرتؑ نے کسی معمولی آدمی سے سوا اپنے خدا و رسول علم حاصل کیا۔ اسائت ادب ہے۔ لیکن میں آپ کو یہ بھی اطمینان دلاتا ہوں۔ کہ مجیب کی عبارت ان اعتراضات سے خالی ہے جو کئے جاتے ہیں۔ ان کا خیال علم امیر المومنینؑ میں یہی ہے جو مذکور ہوا۔ البتہ اس قدر احتمال کیا ہے۔ کہ حضرت ابو طالبؑ سے جو نجباء انبیاء تھے ممکن ہے معمولی طور پر لکھنا پڑھنا کچھ سیکھا ہو۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ اور جناب رسالتمآبؐ کی نسبت بھی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

بحیثیت نبوت و امامت قرأت و کتابت کی نسبت تسلیم کرتے ہیں کسی جزوی بات پر اختلاف قابل تطویل نہیں یہ تحریر میری محرمانہ ہے نہ بغرض اعلان۔ اور اگر آپ اس سے زیادہ اطمینان چاہینگے۔ تو مجھے مطلع کریں۔ اصل جواب کے علاوہ جو تحریریں شائع ہوں اس کے ذمہ دار خود صاحبان مضامین ہیں۔ صدر نشین کے باب میں اس وقت مصلحت یہی تھی۔ کہ کوئی دوسرا صدر نشین ہو۔ والسلام۔ نجم الحسن عفی عنہ ✦

ہر تحریر کے حصۂ اوّل سے ہمیں حرف بحرف اتفاق ہے۔ البتہ آخری تحریر چونکہ صحیفہ اوّل کے خلاف اور صحیفہ سوم کے منافی ہے۔ اس لئے ہم اس کو تقیہ پر محمول کرتے ہیں۔ اور علت حضرات جانتے ہی ہیں۔ اور خود اعلان عدم اعلان سے بھی ظاہر ہے ✦

تیسرا خط بطور فتوے۔ اس میں دو سوال ہیں۔ سوال اوّل کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نسوان کو تعلیم کتابت دلانا جائز ہے یا نہیں؟ اور تلاوت سورۂ یوسفؑ مع تفہیم معنی و عدم تفہیم معنی کیا حکم رکھتا ہے۔ بینوا و توجروا ✦

جواب باسمہ سبحانہ بعض روایات میں ممانعت فرمائی ہے۔ کہ عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ لیکن اگر کسی مورد خاص میں مفاسد سے اطمینان ہو جائے۔ تو تعلیم دینا ناجائز نہ ہوگا۔ اور حتماً امکن اجتناب اولےٰ ہے۔ اور سورۂ یوسفؑ کی تعلیم سے بھی عورتوں کو منع فرمایا ہے۔ اگرچہ تعلق اس ممانعت کا ان عورتوں سے جو مطلب سمجھ سکیں واضح ہے۔ لیکن حکم میں قید نہیں ہے۔ واللہ العالم ✦ (نشان مہر شریف)

سوال دوم کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جس کا جہل بسبب اختلاف موجب الم نفسانی ہے۔ کہ علم قرأت و کتابت چہاردہ معصوم علیہم السلام کو حاصل تھا یا نہیں؟ بنا بر شق ثانی اس کی قباحت کیونکر مدفوع ہوگی؟ بنا بر شق اوّل کب سے حاصل ہوا؟ اور یہ علم کسبی ہے یا وہبی؟ بنا بر شق اوّل اسماء اساتذہ بھی ارشاد ہوں۔ اور اپنے اُستاد سے کیونکر افضل ہونگے؟ اور بنا بر شق ثانی بعض معصومین علیہم السلام کا زمانہ صغر سنی میں اُستاد کے پاس جانا جیسا کہ کتب معتبرہ میں منقول ہے کیا نسبت رکھتا ہے؟ اور معنی وہبی اور کسبی کے بھی ارشاد فرمائیے۔ بینوا و توجروا ✦

جواب باسمہ سبحانہ جناب رسالت مآبؐ اور ائمۂ طاہرین علیہم السلام کے علم کی حقیقت اور اس کی تفاصیل عقول و افہام بشریہ سے اسی طرح خارج ہیں جس طرح حقیقت و تفاصیل علوم الٰہیہ تک عقول ناقصہ انسانیہ کی رسائی ناممکن ہے۔ اور قرأت و کتابت کا علم ان حضرات کے علوم و کمالات نامتناہیہ کے مقابل میں بہت کم حقیقت چیز ہے۔ اور کیونکر ممکن ہے۔ کہ جو حضرات خزانہ علم خدا اور محال مشیۃ اللہ اور افضل الخلق فی جمیع

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

الفضائل والکمالات اور عالم انوار سے مہبط فیوض نامتناہیہ الٰہیہ ہوں۔ اور ان کے مراتب عالیہ کی معرفت میں ملائکہ مقربین معترف العجز وقصور ہوں۔ ان کا مرتبۂ نبوت یا امامت علم قرأت وکتابت سے عاری ہو۔ بعض احادیث میں تو جناب رسالت مآبؐ کی شان میں یہ وارد ہو گیا ہے۔ کہ وہ حضرتؐ بہتّر زبانوں میں قرأت وکتابت کر سکتے تھے۔ اور میرے عقیدے میں محمدؐ وآل محمدؐ علیہم السلام کے علوم وکمالات کے مقابلہ میں یہ بھی بہت کم ہے اور حدیث مذکور میں اگرچہ تصریح قبل بعثت کی بخصوصہ مذکور نہیں ہے۔ مگر ہمارے لئے ایسے موارد میں اعتقاد اجمالی کافی ہے۔ اور یہ بات بالکل بے اصل ہے۔ کہ حضرات معصومینؑ نے غیر خدا ورسولؐ کسی سے تعلیم پائی۔ اس لئے کہ جناب رسالت مآبؐ کا علم وہبی ومن اللہ اور حضرات معصومین علیہم السلام کے علوم من اللہ ومن الرسولؐ تھے۔ والعلم عند اللہ المتعال وہو اعلم بحقیقۃ الحال۔ (مہر شریف)

اس فتوے میں جناب مولانا موصوف نے جو کچھ فرمایا ہے۔ اس سے کسی مومن متدین کو انکار نہیں ہو سکتا یہی ایمان ہے۔ اور ہمیں اس کے ایک ایک حرف سے اتفاق ہے۔ اور یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ کہ جناب رسالت مآبؐ تمام علوم ضروریہ من اللہ جانتے ہیں۔ اور ان کے لئے قبل بعثت وبعد بعثت وعالم انوار وعالم ارواح سب مساوی ہے۔ اور ائمہ علیہم السلام کے علوم بھی سب وہبی ہیں۔ خواہ بلاواسطہ ہوں یا بواسطہ رسولؐ سب من اللہ ہیں۔ اور کسی سے کچھ نہیں سیکھا نہ حضرت ابوطالبؑ سے نہ اور کسی سے۔ ایسا احتمال یا وہم سوء ادب اور عدم معرفت امامت کی دلیل ہے۔ ہماری کتاب گویا جناب مولانا کے فتوے کی تفسیر یا شرح ہے۔ اور جو کچھ جناب نے فرمایا ہے ہم نے اس کو بدلائل عقلیہ ونقلیہ ثابت کر دیا ہے۔ اور ہمارا وہی عقیدہ ہے۔ جو جناب مولانا کا۔ اور جو جناب نے دوسرے صحیفے میں آخر میں لکھا ہے حسب مصلحت وقت وبطور تقیہ ہے نہ بطور اعتقاد۔ اعتقاد یہ ہے جو بصورت فتوے جناب نے ظاہر فرمایا۔ پس اگر کوئی صاحب ہم پر طعن وتشنیع کریں یا اعتراض وایراد وارد کریں یا تکفیر فرمائیں۔ تو گویا وہ جناب مولانا جیسے علماء کرام کی تکفیر فرمائیں گے اور آیات واحادیث کی تکذیب۔ کیونکہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے۔ اور جناب مولانا صاحب نے فرمایا ہے۔ وہ حرف بحرف نصوص آیات واحادیث متواترہ ومستفیضہ صحیحہ سے مدلل ومبرہن ہے۔ اور اس کے دیکھنے کے بعد کسی مومن کو شبہ باقی نہیں رہ سکتا۔ اور ہماری صداقت وحقیت کا انکار نہیں کر سکتا۔ اور یہ کہ حضرات مؤیدین نے محض عداوت یا مصلحت سے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ہمیں بدنام کیا ہے۔ ان کی تمام تحریرات باطل وغلط ہیں۔ جو اس فتوے صریح کے منافی ہیں۔ لا یحلوا ولا یُصلّٰی ٭

اگرچہ اب کسی بحث کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ جو کچھ لکھا جا چکا ہے۔ بہت کافی ہے لیکن چونکہ ہم نے بحث اُمّی اور تفسیر آیۂ ماکنت تدری الخ اکتساب علوم ائمہؑ اور اسکی حقیقت کو پوری تفصیل سے نہیں لکھا۔ اِس لئے خاتمۂ کتاب میں ان کی تفصیل ضروری ہے ٭

خاتمۂ کتاب

آیۂ ماکنت تدری کی تفسیر اور کتاب وایمان کے معنی

ہمارے ناظرین حضرات مخاصمین کے اقوال کو مطالعہ کرنے سے ضرور اس امر کو سمجھ چکے ہونگے کہ حضرات نے اپنے بیانات میں صرف "ماکنت تدری ما الکتاب ولا الایمان" کا ذکر کیا ہے۔ اور اِس پر بہت کچھ بحث کی گئی ہے۔ بیسیوں تاویلیں کی گئی ہیں۔ مگر ہمارے اکثر ناظرین کو یہ معلوم نہ ہوگا۔ کہ یہ بحث لاتقربوا الصلوٰۃ الخ والی استدلال سے بھی کہیں بڑھی ہوئی ہے۔ کیونکہ پوری آیت نہیں ہے۔ بلکہ بیچ میں سے آیت کا جز لیکر اوّل وآخر کو ترک کرکے اپنے مطلب کے اثبات میں کوشش کی گئی ہے۔ اِس لئے ہم آیت کے صدر وساقہ بلکہ ایک آیت اُوپر سے نقل کرتے ہیں۔ تاکہ ناظرین پر حقیقتِ امر خود منکشف ہوجائے۔ کہ آیا یہ آیت محل اشکال ہے؟ اور اس سے ایمان پیغمبرؐ پر دھبہ آسکتا ہے یا نہیں؟ یا اس سے استدلال نفی علم پیغمبرؐ میں تائید ہو سکتی ہے؟ قال اللہ تعالیٰ۔ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ٥ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ٥ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ٥ (سورۂ شوریٰ) ترجمۂ آیہ کسی بشر کے لئے سزاوار نہیں ہے۔ کہ خدا اس سے کلام کرے مگر بذریعہ بطور وحی۔ یا پس پردہ سے۔ یا کوئی قاصد بھیجے۔ اور وہ قاصد اذنِ خدا سے موافق مشیتِ خدا اس کو وحی کرے۔ بتحقیق کہ وہ علی حکیم ہے۔ اور اِسی طرح سے (اے پیغمبرؐ) ہم نے تجھ کو اپنے امر سے ایک روح وحی کی ہے۔ تو نہیں

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

جانتا تھا کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا۔ لیکن ہم نے اِس (روح) کو نور قرار دیا ہے۔ اِس کے ذریعہ سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں۔ اور تحقیق کہ تو ہی ہدایت کرتا ہے صراطِ مستقیم کی طرف۔ اُس خدا کی طرف جو مالکِ ملک زمین و آسمان ہے۔ اور اُسی کی طرف تمام اُمور کی بازگشت ہے"۔

یہ آیات مذکورہ کا لفظی ترجمہ ہے جس کو معمولی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔ اور کوئی شبہ یا اشکال اِن آیات سے نہیں پیدا ہوتا۔ اور نہ ہمارے علماء کرام متقدمین و متاخرین نے اِس آیت میں کبھی شبہ کیا ہے۔ جیسا کہ علماء اعلام عراق و عرب کے فتاوٰے سے بھی یہی ظاہر ہے۔ اور جناب علامہ کنتوری کے خیال سے آیت کو مس بھی نہیں۔ البتہ بعض وہ لوگ جو تا زمانہ بعثت حضرتؐ کو (معاذ اللہ) کافر و مشرک جانتے ہیں۔ انہوں نے اس سے تمسک کیا ہے۔ جو محض جہالت و نادانی پر مبنی ہے۔ نہ کہ فی نفسہٖ آیت محلِ شبہ ہے۔ اور کوئی تعلق اس آیت کا زمانۂ بعثت و نزول جبرئیلؑ امبدء بعثت سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ آیات بجمال وضاحت بلا تفسیر و تاویل حقیقتِ وحی۔ اقسامِ وحی۔ حقیقتِ روحِ اعظم نبوی و حقیقتِ ختمِ نبوت کو بیان کرتی ہیں۔ اوّل تکلّم الٰہی کی تقسیم کی گئی ہے۔ کہ تکلم خدا وحی کلامی تین قسم پر ہے۔ اور انہی تین طریق سے خدا کسی بشر سے کلام کرتا ہے۔ یا بطور وحی مطلق کہ وحی بلا واسطہ ہے۔ اور یہ اعلیٰ درجۂ وحی ہے۔ اور اس کے بھی انحاء مختلفہ ہیں۔ اوحی الی عبدہ ما اوحی "وحی" ہے۔ اور تعلیم قرآن و کتاب پیغمبرؐ کو اس وحی سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ خود آیت سے ظاہر ہے۔ یہاں فرشتے کا کوئی تعلق نہیں۔ یا بطور تکلم من وراء حجاب کہ ایک آواز کہیں سے پیدا ہوتی ہے۔ کلام کرنے والا معلوم نہیں ہوتا۔ سننے والا کلام کو سنتا ہے۔ جیسا کہ جناب موسٰےؑ سے کوہ طور پر تکلم کیا گیا۔ کہ ایک آواز آتی تھی۔ اور ہر طرف سے آتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ شبِ معراج پس پردہ جو مشابہ آوازِ حضرتؑ مظہر العجائب آواز آئی۔ اور کلام ہوا جس کو شاعر نے

"آتی تھی یہ آواز کہ گویا تم تھے"

میں ظاہر کیا ہے۔ وہ بھی یہی قسم وحی اور تکلم من وراء حجاب تھا۔ حضرت موسےٰؑ سے جب کلام ہوا ہے۔ اکثر یہی قسم کلام تھی۔ کوہ طور پر تشریف لے جاتے تھے۔ اور احکام سن آتے تھے۔ کبھی جبرئیلؑ کسی حکم کو لیکر نہیں آئے۔ اسی واسطے خصوصیت کے ساتھ "وکلم اللہ موسیٰ تکلیما" کا بجا قرآن میں آیا ہے۔ اور کہیں جبرئیلؑ کا احکام لیکر آنا ثابت نہیں۔ آپ کا نام خصوصیت سے کلیم اللہ پکارا جاتا ہے۔ تیسری قسم تکلم الٰہی کی یہ ہے۔ کہ کسی قاصد فرشتے کو اپنے بندے کے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

پاس بھیجتا ہے۔ اور وہ فرشتہ حکم خدا پہنچاتا ہے۔ تکلم قسم دوم میں کلام واسطہ ہے۔ کہ من وراء
حجاب ہے۔ قسم سوم میں دو واسطے ہیں۔ ایک فرشتہ دوسرا کلام۔ پس گویا یہ سب سے پست تر
درجہ وحی کا ہے۔ جو لوگ پیغمبر خاتم النبیینؐ کے لیے یہی درجہ اختیار کرتے ہیں۔ کہ ان کو جو
کچھ پہنچا ہے یا جو کچھ تعلیم دیا گیا ہے۔ وہ بذریعہ جبرئیلؑ ہی ہے۔ وہ حضرتؐ کو پست ترین
درجہ نبوت عطا کرتے ہیں۔ در آنحالیکہ مقام آنحضرتؐ مقام جبرئیلؑ سے کہیں اعلیٰ ہے۔
وہ جنابؐ وہاں تک پہنچے۔ جہاں جبرئیلؑ کے پر جلتے ہیں۔ اور بلا واسطہ غیر۔ آنحضرتؐ کو مبدء
فیاض سے وہ اسرار عطا ہوئے۔ جس کی جبرئیلؑ کو خبر تک بھی نہ تھی "فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ"
منجملہ ان اسرار کے اسرار ولایت ائمہ علیہم السلام تا زمانہ ظہور خاتم الاولیاء والاوصیاء عجل اللہ فرجہ
ہیں۔ ملاحظہ ہوں تفاسیر در آیۂ مذکورہ (خصوصاً تفسیر برہان)۔ در آنحالیکہ جبرئیلؑ کا آنا بھی صرف
وقت بعثت سے نہیں ہے۔ بلکہ احادیث و روایات و فرمائشات جناب ابو طالبؑ شاہد ہیں
کہ جبرئیلؑ ہمیشہ بچپن میں حاضر خدمت ہوا کرتے تھے۔ نہ صرف جبرئیلؑ بلکہ دیگر ملائکہ مقربین
بھی۔ اور کس طرح نہ آتے۔ وہ خادم ہیں۔ اور خدام کا کام حاضر خدمت رہنا ہے +

بعد بیان مراتب وحی کلامی و تکلم الٰہی حقیقت نبوت خاتم النبیینؐ کو بیان کیا گیا ہے۔ کہ
اسی طرح اے پیغمبرؐ تجھ کو ہم نے ایک روح اپنے امر سے عطا کی ہے۔ تو نہیں جانتا۔ کہ کتاب و
ایمان کیا ہے۔ لیکن ہم نے اس کو نور بنا کر تمہیں عطا کیا۔ تو سب کچھ جان گیا۔ اور اس نور ہی کے ذریعہ
سے ہادی مطلق بن گیا۔ یہ روح وہی روح مطلق کلی ہے جس کا ان آیات میں ذکر ہے "یسئلونک
عن الروح ینزل الملٰئکۃ بالروح علیٰ من یشاء من عبادہ۔ رفیع الدرجات ذو
العرش یلقی الروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ۔ تنزل الملٰئکۃ والروح فیھا باذن
ربھم من کل امر" یہ روح اعظم وہی روح اعظم و نور اولیٰ ہے جس کی نسبت پیغمبرؐ نے فرمایا ہے۔
اوّل ما خلق اللہ روحی یا اوّل ما خلق اللہ نوری۔ اور جس کی تفصیل یہ ہے۔ عن ابو حمزہ
ثمالی عن ابی جعفر علیہ السلام قال ان اللہ سبحانہ تفرد فی وحدانیتہ ثم تکلم بکلمۃ فصارت
نورا ثم تکلم بکلمۃ فصارت روحا واسکنھا فی ذالک النور واسکنہ فی ابداننا فنحن روح اللہ
وکلمتہ احتجب بنا عن خلقہ" یعنی خداوند عالم اپنی وحدانیت میں منفرد و متفرد ہے۔ پھر اس نے
ایک کلمہ بولا (قال کن)۔ تو وہ ایک نور بن گیا (فیکون)۔ اس نور سے محمدؐ و علیؑ و عترت طاہرہ علیہم
السلام کو خلق کیا۔ (یہ مادۂ نورانیہ جسمانیہ نبویہ ہے) پھر ایک کلمہ بولا۔ وہ روح ہو گیا۔ اس روح کو اس

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

نور میں قرار دیا۔ اور اس کو ہمارے ابدان میں پس ہم ہی روح اللہ وکلمۃ اللہ ہیں۔ اور ہم ہی سے خدا مخلوق سے محجوب ہے۔ یعنی حجاب اللہ ہم ہی ہیں۔ و معنی حجاب اللہ صحیح ہے۔ وایضاً عن الباقر علیہ السلام یا جابر کان اللہ ولا شی غیرہ لا معلوم ولا مجہول فاول ما ابتدء من خلق خلقہ ان خلق محمداً وخلقنا اھل البیت معہ من نورہ وعظمتہ فاوقفنا اظلۃ خضراء بین یدیہ حیث لا سماء ولا ارض ولا مکان ولا لیل ولا نھار ولا شمس ولا قمر یفصل نورنا من نور ربنا کشعاع الشمس من الشمس نسبح اللہ تعالیٰ ونقدسہ ونحمدہ ونعبدہ الخ۔ یعنی اے جابر اللہ تھا اور کوئی شے اس کے سوا موجود نہ تھی۔ نہ معلوم اور نہ مجہول۔ پس اول جو خلقت کی ابتداء کی۔ تو محمدؐ اور ہم اہلبیت نبوت کو اپنے نور وعظمت سے خلق کیا۔ اور ہم کو بطور سایۂ سبز سامنے کھڑا کیا۔ جبکہ نہ زمین تھی۔ نہ آسمان تھا۔ نہ مکان تھا۔ نہ رات تھی۔ نہ دن تھا۔ نہ چاند تھا اور نہ سورج۔ ہمارا نور خدا سے اس طرح جدا ہوتا تھا جس طرح آفتاب سے شعاع آفتاب۔ ہم خدا کی تسبیح وتقدیس وتحمید بجالاتے تھے اور اس کی عبادت کرتے تھے۔۔۔۔۔۔۔ اور فرمایا خداوند عالم نے اے محمدؐ مجھے اپنے عزت وجلال اور اپنی علوشان کی قسم ہے۔ اگر تو اور علیؑ اور تمہاری عترت ہادی مہدی نہ ہوتی۔ تو میں نہ جنت پیدا کرتا نہ دوزخ۔ اور نہ زمین نہ آسمان۔ نہ اور کوئی مخلوق۔ جو کوئی میری عبادت کرے۔ اے محمدؐ تو ہی میرا خلیل وحبیب وصفی اور برگزیدہ ومختار ہے۔ اور تمام مخلوق سے محبوب تر۔ اور تو ہی میرا پہلا مخلوق ہے۔ اور بہتر تیرے بعد صدیق اکبر علیؑ امیر المومنین۔۔۔۔۔۔ تمہاری ہی وجہ سے اور تمہارے ہی لئے میں نے خلق کیا ہے جو کچھ خلق کیا ہے۔ تم ہی میرے اور میری مخلوق کے درمیان برگزیدہ خلق ومختار ہو۔ میں نے تمہیں اپنے نور عظمت سے خلق کیا ہے۔ اور تمہیں کو اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان حجاب قرار دیا ہے۔ پس ہر ایک شے ہلاک ہونیوالی ہے۔ مگر میری وجہ۔ اور تم ہی وجہ اللہ ہو جو کبھی فنا وہلاک ونیست ونابود نہ ہوگی۔۔۔۔۔۔۔ یہاں تک کہ حضرتؑ نے فرمایا۔ ہم ہی اوّل مخلوق خدا ہیں۔ اور وہ ہم ہی ہیں جس نے سب سے پہلے خدا کی عبادت اور تسبیح کی ہے۔ اور ہم ہی سبب خلق مخلوقات اور ہم ہی سبب تسبیح وعبادت ملائکہ وغیرہم ہیں۔ ہم ہی سے خدا پہچانا گیا ہے۔ اور ہم ہی سے اس کی توحید ظاہر ہوئی ہے۔ اور ہم ہی سے اس کی عبادت کی گئی ہے۔ اور ہم ہی سے خدا نے اکرام کیا ہے جس کا کہ اکرام کیا۔ اور ہم ہی سے ثواب وعقاب پہنچا ہے۔ وانا نحن الصافون وانا لنحن المسبحون الخ۔ حدیث طولانی ہے بعض مقامات نقل کئے گئے۔

یہ نور محمدی اوّل مخلوق ہے۔ اور اوّل مخلوق چاہیئے کہ ہر اعتبار سے کامل واکمل ہو۔ پس اوّل مخلوق اگر

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

مادہ ہو۔ تو وہ محتاج صورت ہے اور ناقص۔ اگر صورت ہو تو وجود اس کا بلا مادہ ممکن نہیں۔ اور وہ محتاج مادہ ہے اور اس لئے ناقص۔ اور اگر جسم ہو۔ تو محتاج اجزا ہے اور ناقص۔ اگر اپنے فعل میں محتاج مادہ ہو۔ تو بھی ناقص۔ اور جو شے نہ مادی ہو اور نہ کسی حال میں محتاج مادہ۔ وہ عقل مجرد ہے۔ پس یہ روح جس کو نور مطلق کہا ہے عقل مجرد ہے۔ اسی واسطے ایک حدیث میں حضرتؐ نے یہ بھی فرمایا ہے "اول ما خلق اللہ العقل"۔ یہ عقل اول و عقل کل وہی روح اعظم اقدس ہے۔ جس کو نور کہا گیا ہے۔ ذکر جبرئیلؑ تعریف نور الظاھر بذاتہ والمظھر لغیرہ ہے۔ یعنی خود روشن ہو۔ اور دوسرے کو روشن و ظاہر کر دے۔ جس طرح اگر مکان میں شمع نہ ہو۔ تاریک ہوتا ہے۔ اور کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی اور ظاہر نہیں ہوتی۔ جب شمع روشن ہوتی ہے۔ تو خود شمع بھی دکھائی دیتی ہے۔ اور تمام چیزیں دکھائی دینے لگتی ہیں۔ پس یہ نور اولی مبدء و مرکز جمیع موجودات ہے۔ کیونکہ وجود ہر موجود قائم ہے نور الٰہی سے "اللہ نور السموات والارض" الخ۔ وجود نور ہے اور ظلمت عدم۔ لیکن اس نور الٰہی کے لئے کسی محل و مورد اور واسطہ کی ضرورت ہے۔ یا بلفظ دیگر اس قوت نورانیہ برقیہ کے لئے ایک مرکز و خزانہ کی احتیاج ہے۔ اور خزانہ نور الٰہی نہیں ہو سکتا مگر اول مخلوق و مصنوع۔ کیونکہ اس سے قوی تر و نورانی تر کوئی وجود نہیں ہو سکتا۔ پس مرکز نور و خزانہ انوار الٰہی وجود محمدیؐ ہے۔ اسی واسطے فرمایا ہے "قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین" تمہارے پاس خدا کی طرف سے ایک نور مجسم اور کتاب نورانی آئی ہے۔ لہٰذا ہر موجود کو فیض نور وجود اسی مرکز اور اسی خزانہ سے پہنچا ہے۔ پس ہر موجود جو وجود ظہور میں آیا ہے۔ نور محمدیؐ سے ظہور میں آیا ہے۔ اور ان کے نور سے خلق ہوا ہے۔ خواہ ملک مقرب ہو یا نبی مرسل۔ چنانچہ ظاہر ہے۔ کہ جہاں ارواح انبیاءؑ کا ذکر ہے۔ روح جزئی ہے "اذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین" "وکلمتہ القاھا الی مریم وروح منہ" روح آدمؑ و روح عیسوؑی روح اعظم کلی کی شعاعیں ہیں۔ اور جو کچھ ان میں ہے اُسی کی طرف سے اور اُسی سے ہے۔ یہی نور آدمؑ کی پشت و پیشانی میں مسجود ملائکہ تھا۔ ؎

سجدے نبی آدم کے نہ آدمؑ کے لئے تھے + سر ان کی سلامی کو فرشتوں کے جھکے تھے

پس یہ روح اُمّ الارواح و نور الانوار ہے۔ آدمؑ ابو البشر ہیں۔ یعنی صورت بشریہ ظاہریہ جسمانیہ نوع بشر ان سے پیدا ہوئی ہے۔ یہ اُمّی ہیں کہ انکی روح اُمّ الارواح و نور الانوار ہے یعنی مادہ جمیع موجودات۔ بہت اچھا جو لکھا ہے "ام الامکان بقابلیتہ و ابو الاکوان بفاعلیتہ"۔ یعنی بلحاظ قابلیت مادہ جمیع موجودات و ام الامکان ہیں۔ اور بلحاظ اس کے کہ یہ عمال الٰہی و دست قدرت ہیں۔ ابو الاکوان ہیں۔ جو کچھ صفحات

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

عالم پر ظاہر و منقوش ہوا ہے۔ اسی دست قدرت سے ہوا ہے۔ مادہ قابلہ بھی اسی سے اور تاثیر فاعلی بھی اسی سے پس وہ قلم قدرت الٰہی بھی ہے۔ اور لوح اولی بھی۔ اور یہی مطلب ہے حدیث شریف اول ما خلق اللہ القلم و اول ما خلق اللہ اللوح کا۔ وہ امی یعنی ام الارواح ہے۔ اور بجز و نوری محمد ابو تراب ہے یعنی پدر آدم۔ "ان مثل عیسی کمثل آدم خلقہ من تراب" آدم تراب ہیں اور علی ابوتراب۔ پدر آدم و نعم ما قال ؎

وانی وان کنت ابن آدم صورۃ * فلی فیہ معنی شاھد بابوتی

یعنی میں اگرچہ ظاہر پسر آدم ہوں۔ لیکن معناً و باطناً آدم میں ایک شاہد بیّن موجود ہے۔ جو دلالت کرتا ہے کہ میں پدر آدم ہوں۔ "وخمرت طینۃ آدم بیدی اربعین سنۃ" آدم کی مٹی کو چالیس سال میں نے اپنے ہاتھ سے خمیر کیا ہے ٭

حسی مثال۔ قاعدہ ہے۔ کہ جب کسی مقام پر برقی روشنی پہنچائی ہوتی ہے۔ تو اول اس کے لئے ایک خزانہ بنایا جاتا ہے۔ جہاں جمع ہوتی ہے۔ اور پھر وہاں سے حسب ضرورت و قابلیت و استعداد تقسیم ہوتی ہے۔ جب روشنی گل ہوتی ہے۔ خزانہ کی طرف رجوع کرتی ہے۔ یا جب کوئی تار خراب ہو جاتا ہے۔ تو برق مرکز کی طرف لوٹ آتی ہے۔ اور مرکز اس کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اسی طرح سے اس نور محمدی کو خدا نے اول خلق فرما کر مرکز دائرہ منقلب عالم امکان و خزانہ انوار بنایا ہے۔ یہاں سے ہر ایک کو فیض نور پہنچتا ہے۔ اور اسی کی طرف ہر ایک نور کا اول رجوع ہوگا۔ اس لئے کہ وہی نور وجہ اللہ ہے۔ جس کو فنا نہیں۔ قالوا علیہم السلام نحن وجہ اللہ الذی یؤتی منہ و یتوجہ الیہ او یتوجہ الیہ الاولیاء" ہم ہی وہ وجہ اللہ ہیں جس کے وسیلہ سے خدا تک پہنچا جاتا ہے۔ یا جس کے ذریعہ سے خدا کی طرف توجہ کی جاتی ہے۔ یا جس کی طرف تمام اولیاء اللہ توجہ و رجوع کرتے ہیں۔ یوم ندعوا کل اناس بامامھم۔ اور تمام موجودات اسی کی طرف رجوع لاتی ہیں "فایاب الخلق الیھم وحسابھم علیھم" اس وجہ اللہ کا تعلق اللہ سے ایسا ہے۔ جیسا کہ شعاع آفتاب کا آفتاب سے۔ کہ شعاع غیر آفتاب ہے۔ مگر آفتاب سے جدا نہیں۔ کیونکہ وہ عالم امر سے ہے۔ اور امر اگرچہ غیر مامور و غیر ذات آمر ہے لیکن آمر سے جدا نہیں اس کے ساتھ ہے۔ لہٰذا اس کو ذات آمر سے جدائی نہیں۔ کل شیء ھالک الا وجھہ۔ اور تعلق آمر امر و نہی میں ایسا ہے۔ جس طرح کہ ہماری روح عقلانی کو اپنے اعضاء و جوارح سے۔ کہ جس وقت روح انسان ارادہ کرتی ہے۔ کہ دیکھے فوراً آنکھ دیکھنے لگتی ہے یعنی اس کا ارادہ اور آنکھ کا دیکھنا ساتھ ہی واقع ہوتا ہے۔ جس وقت وہ ارادہ کرتی ہے۔ کہ کان سنے۔ فوراً سننے لگ جاتے ہیں۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

جس وقت ارادہ کرتی ہے۔ کہ ہاتھ حرکت کرے۔ کام کرے۔ فوراً کرنے لگتا ہے۔ جس وقت ارادہ کرتی ہے۔ کہ زبان بولے۔ فوراً بولنے لگ جاتی ہے۔ تخلف ممکن نہیں۔ اسی طرح یہ روح اعظم وجہ اللہ و لسان اللہ ہے جس وقت ارادہ باری کلام سے متعلق ہوا۔ یہاں زبان پر جاری ہوا۔ "ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ"۔ اپنے میل طبع و خواہش نفس سے پیغمبرؐ کچھ نہیں بولتا۔ اور یہی مطلب ہے "اضع کلامی فی فمہ" (میں اپنا کلام اُس کے منہ میں رکھ دونگا)۔ وہ عین اللہ ہے۔ کہ خدا کی طرف سے دیکھتی ہے۔ "قل اعملوا فسیری اللہ عملکم و رسولہ" الخ۔ عمل کرو۔ بتحقیق کہ خدا اور اس کا رسولؐ تمہارے ہر ایک عمل کو دیکھتے ہیں۔ وہ ید اللہ ہے "ان الذین یبایعونک یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم"۔ بتحقیق کہ جب یہ لوگ اے پیغمبرؐ تجھ سے بیعت کرتے ہیں۔ تو در اصل خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہے۔ وہ محال مشیت اللہ ہیں "ما یشاء ون الا ان یشاء اللہ" اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو اس کی اطاعت عین اطاعت خدا "من یطع الرسول فقد اطاع اللہ" نہ ہوتی۔ اور خدا اس کے فعل کو اپنا فعل قرار نہ دیتا۔ "ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ"۔ نہیں پھینکا تو نے جبکہ پھینکا۔ لیکن اللہ نے پھینکا ہے۔ اور چونکہ یہی روح بطور تشعشع (نہ بطور انتقال) ائمہ علیہم السلام سے متعلق ہوتی ہے۔ اس لئے وہ سب کے سب وجہ اللہ۔ ید اللہ۔ عین اللہ۔ لسان اللہ۔ روح اللہ۔ کلمۃ اللہ۔ نفس رسولؐ و نفس واحدہ ہیں۔ اور اسی واسطے فرمایا ہے "اولنا محمد و اوسطنا محمد و اخرنا محمد و کلنا محمد"۔ جابر بن یزید جعفی نے ایک حدیث طویل کے ذیل میں جناب امام علی ابن الحسینؑ سے روایت کیا ہے۔ "لا تعجبوا من قدرۃ اللہ انا محمد و محمد انا و قال محمد علیہ السلام یا قوم لا تعجبوا من امر اللہ انا علیؑ و علیؑ انا و کلنا واحد من نور واحد و روحنا من امر اللہ"۔ قدرت خدا سے تعجب نہ کرو۔ میں محمد (الباقرؑ) ہوں اور محمد میں ہوں۔ اور فرمایا جناب محمد الباقرؑ نے۔ لوگو خدا کے امر سے تعجب نہ کرو۔ میں علیؑ ہوں اور علیؑ میں ہوں۔ اور ہم سب ایک ہی ہیں۔ اور ایک ہی نور سے ہیں۔ اور ہماری روح امر خدا (عالم امر) سے ہے۔ "اولنا محمد و اوسطنا محمد و آخرنا محمد و کلنا محمد" الخ (ہفتم بحار)

غرض یہی روح اوّل مخلوق۔ عقل اوّل۔ عقل کل۔ قلم قدرت۔ لوح امکان۔ ام الارواح اور نور الانوار ہے۔ اور مسلم و محقق ہے۔ کہ علم نور ہے۔ جیسا کہ جناب سر اللہ علیہ السلام نے فرمایا۔ "العلم نور یقذفہ فی قلب من یشاء"۔ علم نور ہے جس کے قلب میں اللہ چاہتا ہے ڈال دیتا ہے۔ (قیل "فان العلم نور من الٰہ۔ و نور اللہ لا یعطی لعاصی"۔ پس یہ روح چونکہ نور ہے۔ لہٰذا نفس علم ہے۔ جیسا کہ ہم مقدمۂ کتاب میں بھی ثابت کر چکے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اس نور کی شعاع کے جسد آدمؑ میں

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

داخل ہوتے ہی وہ عالم ہو گئے۔ اور معلم ملائکہ بن گئے۔ اور ان پر حجت قرار پائے۔ پس ان کا علم بذریعہ علم یہی روح نورانی ہے نہ آلات خارجیہ اکتسابیہ۔ اور اس مضمون پر بہت سی احادیث شاہد ہیں۔ چند یہاں پر ذکر کی جاتی ہیں۔ چنانچہ بصائر الدرجات میں عبداللہ بن طلحہ سے مروی ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں نے جناب امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا۔ کہ جو علم ہم سے آپ بیان فرماتے ہیں۔ آیا وہ صحف سے ہے۔ جو آپ کے پاس ہیں۔ یا بذریعہ روایات ہے۔ جو ایک کو دوسرے سے پہنچی ہیں۔ یا آپ کے علم کا کچھ اور حال ہے۔ فرمایا۔ ہمارے علم کا معاملہ اس سے اجل و اعظم ہے۔ جو تو خیال کرتا ہے۔ کیا تو قرآن نہیں پڑھتا ہے؟ عرض کیا۔ کیوں نہیں۔ فرمایا۔ کیا تو نے نہیں پڑھا وکذالک اوحینا الیک روحاً من امرنا ما کنت تدری ما الکتٰب و لا الایمان الحدیث۔ مطلب حضرتؑ کا صریح ہے۔ کہ علم امامؑ کو اسی روح سے پہنچا ہے۔ جس کو خدا نے یہ روح دیدی۔ عالم ہو گیا۔ یہ روح حقیقت نورانیہ علمیہ ہے۔ اسی کتاب میں ابراہیم بن عمر سے مروی ہے۔ کہ اس نے صادقؑ سے دریافت کیا۔ کہ مجھے اپنے علم کی خبر دیجئے۔ آیا آپ اس کو لوگوں کے منہوں سے لیتے ہیں۔ یا آپ کے پاس لکھا ہوا ہے اور رسول اللہؐ سے پہنچا ہے۔ فرمایا معاملہ اس سے اعظم و اجل ہے۔ کیا تو نے خدا کا قول نہیں سنا۔ کہ وہ فرماتا ہے وکذالک اوحینا الیک روحاً من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان۔ کہا۔ کیوں نہیں۔ میں نے یہ آیت پڑھی ہے۔ فرمایا "فلما اعطاہ اللہ تلک الروح علم بھا وکذالک اذا انتھت الی عبدٍ علم بھا العلم والفھم یعوض نفسہ" یعنی جس وقت اللہ نے اپنے پیغمبرؐ کو یہ روح عطا کر دی۔ تو اس کے ذریعہ سے وہ عالم ہو گئے۔ اور اسی طرح جب یہ روح کسی عبد کی طرف منتہی ہوتی ہے۔ تو اس کو علم و فہم حاصل ہو جاتا ہے۔ اس سے خود اپنی طرف اشارہ فرمایا یعنی اس روح سے مجھے علم حاصل ہوا ہے۔ یہ روح نفس علم و حقیقت علمیہ ہے۔ یہی

یہ روح کب عطا ہوئی

احادیث نیز دلائل مذکورہ مقدمہ دال ہیں۔ کہ اس روح کے عطا کو روز بعثت سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ اور کوئی معمولی عقل کا انسان بھی اس کو باور نہیں کر سکتا۔ کہ پیغمبرؐ کو یہ روح چالیس سال کی عمر میں عطا ہوئی تھی۔ لیکن ممکن ہے۔ کہ بعض حضرات کی تسلی و اطمینان نہ ہوا ہو۔ اس لئے چند روایات اور نقل کر دیں۔ جن سے عطاء روح اعظم کا وقت بالصراحت معلوم ہو جائے۔ اسی عبداللہ بن طلحہ والی حدیث کا آخر یہ ہے۔ بعد ذکر یہ فرمایا۔ تم اس کی نسبت کیا رائے رکھتے ہو۔ کہ پیغمبرؐ کسی حال میں کتاب و ایمان نہیں جانتا تھا؟

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

اس نے کہا۔ ہم تو اس طرح اس کو پڑھتے ہیں۔ فرمایا: "نعم قد کان فی حال لا یدری ما الکتب ولا الایمان حتی بعث اللہ تلک الروح فعلمہ بھا العلم والفہم وکذالک تجری تلک الروح اذا بعثھا اللہ الی عبد علمہ بھا العلم والفہم"۔ یعنی ہاں ایک حال میں ایسا تھا کہ خدا نے اس روح کو بھیجدیا۔ پس اس کے ذریعہ سے علم وفہم عطا کر دیا۔ اور اسی طرح سے یہ روح جاری رہتی ہے۔ جب اللہ اس کو کسی بندے کی طرف بھیج دیتا ہے۔ تو اس کو علم وفہم سکھا دیتا ہے۔ ابوحمزہ سے مروی ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں نے صادقؑ سے علم کی بابت دریافت کیا۔ کہ آپ لوگوں سے سیکھتے ہیں یا کتابوں سے پڑھتے ہیں۔ فرمایا۔ معاملہ اس سے کہیں اعظم واجل ہے۔ کیا تو نے قول خدا "وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب" نہیں سنا۔ عرض کیا۔ کیوں نہیں فرمایا۔ تمہارے اصحاب اس کی بابت کیا کہتے ہیں۔ کیا ان کی رائے میں پیغمبرؐ کسی حال میں کتاب وایمان کو نہ جانتا تھا۔ اس نے عرض کیا۔ میں آپ پر فدا ہوں۔ میں نہیں جانتا۔ کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ فرمایا۔ کیوں نہیں۔ "قد کان فی حال لا یدری ما الکتاب ولا الایمان حتی بعث اللہ تلک الروح التی یعطیھا اللہ من یشاء فاذا اعطاہ اللہ عبدا علمہ بھا العلم والفہم"۔ (اصول کافی وغیرہ) اس سے ظاہر ہے۔ کہ جس وقت یہ روح نہ تھی پیغمبرؐ میں علم وفہم کچھ نہ تھا۔ پس اگر یہ کہا جائے۔ کہ یہ بعثت سے متعلق ہے اور تابعثت پیغمبرؐ علم وفہم کچھ نہ رکھتے تھے محض جاہل ونا سمجھ تھے۔ اور نبی نہ تھے۔ کیونکہ یہی روح نبی ہے۔ تو کوئی مومن متدین قبول نہ کریگا۔ لہذا اس کا تعلق بعثت سے ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ اس عطا کا تعلق اس حال سے ہے۔ جس میں اس روح کو مادۂ نورانیہ نبویہ سے وقت خلقت نور عالم انوار میں تعلق دیا گیا تھا۔ کیونکہ روح ونور محمدی اول مخلوق ہیں۔ اور ایک کو دوسرے پر تقدم محض تقدم ذاتی ہے نہ تقدم زمانی۔ اور یہ وہ حال تھا جبکہ نہ زمین تھی نہ آسمان تھا۔ اور نہ اور کوئی مخلوق۔ اور یہ وہی حال تھا جس کا ذکر اس حدیث نور میں ہے۔ جس میں اس نور وروح کی خلقت کا بیان ہے۔ کہ خدا نے اس نور کو خلق کیا۔ اور روح کو بنایا۔ اور روح کو اس نور میں جگہ دی۔ یہ روح ہر حال میں جہاں کہیں بھی ہو عالم بلکہ نفس علم ہے۔ اور یہی روح ملاک ختم نبوت ہے نہ جسم۔ اور یہی خزانہ علم ہے۔ کلام امامؑ میں "فی وقت" یا "فی زمان" یا "فی مکان" نہیں بلکہ "فی حالۃ" بھی نہیں ہے۔ بلکہ حضرتؑ نے "فی حال" فرمایا ہے۔ اور حال کوئی شے موجود نہیں ہے۔ بلکہ امتداد موہومی ہے۔ جس طرح نہایت باریک ریشم کا تار نہایت تیزی سے آنکھ کے سامنے سے گزر جائے۔ پس یہ حال جس میں پیغمبرؐ نہ کتاب جانتا تھا اور نہ ایمان۔ جو اس روح میں ودیعت تھے۔ وہ حال ہے جس میں اول خلقت میں نور وروح کو خلق کر کے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ایک کو دوسرے سے خصوصیت کے ساتھ متعلق و منسوب نہ کیا گیا تھا۔ اور جہاں زمان۔ وقت اور آن کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس وقت نہ زمان تھا۔ نہ مکان۔ نہ وقت اور نہ آن۔ جو ظرف زمان ہے۔ اسی واسطے امام نے لفظ حال فرمایا۔ بنابریں کسی وقت اور کسی زمانے میں نفی کتاب و ایمان پیغمبرؐ کے لئے ثابت نہیں۔ اور نفی فی الحال بھی بلحاظ صورت مجموعی نور مادی و روح علمی ہے۔ روح علم و معرفت پر مخلوق و مفطور نہیں عین علم ہے۔ اس سے اگر نفی متعلق ہو گی۔ تو بلحاظ اس کی ذات امکانی کے ہو گی۔ کہ ممکن من حیث ہو ممکن محتاج ہے اپنے وجود میں علت کا۔ اور جب وجود نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ نہ علم نہ معرفت۔ نہ کتاب نہ ایمان۔ جب خالق نے خلق کیا۔ تب علم آیا۔ پس بغیر اعطأ و تعلیم النبیؐ روح بھی کچھ نہیں جانتی۔ کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا۔ کیونکہ موجود ہی نہ تھی۔ اور عدم ظلمت ہے نہ نور۔ فافہم فانہ دقیق ٭

یہ رُوح ہرگز جبرئیلؑ یا اور کوئی فرشتہ نہیں ہے

ابوبصیر سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے حضرت صادقؑ سے دریافت کیا۔ کہ "ینزل الملٰئکۃ بالروح علی من یشاء من عبادہٖ" سے کیا مراد ہے۔ فرمایا۔ ملائکہ سے مراد جبرئیلؑ ہے جو انبیاؑ پر نازل ہوتا ہے۔ اور روح ان کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور اوصیاؑ کے ساتھ ہے۔ ان سے جدا نہیں ہوتی۔ ان کو موفق رکھتی ہے۔ اور ان کی مُسدّد ہوتی ہے۔ سعد اسکاف سے مروی ہے۔ کہ ایک شخص حضرت امیرالمومنینؑ کے پاس آیا۔ اور اس روح کی بابت سوال کیا۔ کہ کیا یہ جبرئیلؑ نہیں ہے؟ قال علیہ السلام جبرئیلؑ من الملٰئکۃ والروح غیر جبرئیلؑ۔ یعنی جبرئیلؑ تو فرشتہ ہے۔ مگر روح ہے وہ غیر جبرئیل ہے۔ اور چند مرتبہ آپ نے ایسا ہی فرمایا۔ اس شخص نے کہا۔ کہ آپ نے بہت بڑی بات کہی۔ میں تو گمان نہیں کرتا۔ کہ کوئی روح کو غیر جبرئیل سمجھتا ہو۔ قالؑ انک ضال تروی عن اھل الضلال یقول اللہ تبارک و تعالیٰ لنبیہ اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ فسبحانہ و تعالیٰ عما یشرکون ینزل الملٰئکۃ بالروح والروح غیر الملائکۃ۔ یعنی فرمایا۔ تو گمراہ ہے۔ اور اہل ضلالت کی روایات بیان کرتا ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ کہ امر خدا آگیا۔ جلدی نہ کرو۔ وہ پاک و بزرگ ہے اس سے جو شریک گردانتے ہیں۔ نازل کرتا ہے ملائکہ کو ساتھ روح کے۔ پس روح اور چیز ہے اور ملائکہ جبرئیلؑ وغیرہ اور۔ روح جبرئیل نہیں ہو سکتا۔ یہ روایت ہم پہلے بھی نقل کر چکے ہیں۔ بغرض تذکیر و تذکار یہاں نقل کی گئی۔ وقس علی ذٰلک ٭

بصائر الدرجات اور کافی میں ہے۔ کہ جناب صادقؑ سے اور حضرت باقرؑ سے منقول

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ہے۔ کہ آپ نے آیۂ وکذٰلک اوحینا کی تفسیر میں اس روح کی بابت فرمایا "خلق من خلق اللہ اعظم من جبرئیل ومیکائیل کان مع رسول اللہ یخبرہ ویسددہ وھو مع الائمۃ من بعدہ" یعنی وہ ایک مخلوق ہے مخلوقات الٰہی سے جو اعظم ہے جبرئیلؑ ومیکائیلؑ سے۔ اور رسول اللہؐ کے ساتھ تھی ان کو خبر دیتی تھی اور مؤید کرتی تھی۔ اور وہی ائمہ علیہم السّلام کے ساتھ ہے۔ نیز حضرت صادق علیہ السلام سے اس طرح بھی منقول ہے۔ کہ اسی روح اعظم کے باب میں فرمایا "خلق اعظم من جبرئیل ومیکائیل کان مع رسول اللہ وھو مع الائمۃ وھو من الملکوت" یعنی یہ ایک مخلوق ہے۔ جو جبرئیلؑ ومیکائیلؑ جیسے مقرب فرشتوں سے اعظم ہے۔ وہ رسول خداؐ کے ساتھ تھی۔ اور وہی ائمہؑ کے ساتھ ہے۔ اور وہ ملکوت سے ہے۔ جیساکہ ابوبصیر سے بصائر میں مروی ہے۔ اور کافی میں بھی یہی مضمون ہے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے "خلق اعظم من جبرئیلؑ ومیکائیلؑ لم یکن مع احد ممن مضیٰ غیر محمد وھو مع الائمۃ" یعنی یہ روح جو غیر جبرئیلؑ ومیکائیلؑ ودیگر ملائکہ ہے اور ملکوت سے یعنی اصل قدرت و باطن اشیاء ہے مخصوص ہے محمدؐ وآل محمدؐ سے۔ اور کسی پیغمبر کو نہیں دی گئی۔ وھو من الملکوت دلیل ہے۔ کہ مبدء و مرکز ملکوت اشیاء یعنی مابہ الوجود یہی ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے "وبیدہ ملکوت کل شئی" اسی کے ہاتھ میں ہے ملکوت جمیع اشیاء۔ اور یداللہ اوّل دست محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ کہ "یداللہ فوق ایدیھم" سے ثابت ہے۔ پس مرکز جمیع ملکوت یعنی باطن اشیاء جو اصل نور ہے۔ یہی روح ہے جو ملکوت سے نہ ملک +

یہ روح ہر اعتبار سے کامل ہے۔

حدیث میں ہے۔ فمن خصہ اللہ تعالیٰ بھذا الروح فھو کامل غیر ناقص یفعل مایشاء باذن اللہ الخ۔ یعنی جس کو اللہ نے اس روح سے مخصوص کر دیا۔ پس وہ کامل ہے۔ اور کوئی نقص اس میں نہیں۔ جو کچھ وہ چاہتا ہے۔ باذن خدا کرتا ہے (بحار جلد ہفتم) +

ان تفاصیل کے بعد معنی آیہ مذکورہ "ماکنت تدری ما الکتٰب ولا الایمان" میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ سکتا۔ کہ اس کو زمانہ بعثت اور عمر چہل سالگی سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ جبرئیلؑ کے آنے سے اس کو کوئی ربط ہے۔ بلکہ یہ نفی صاف وصریح طور سے عالم انوار اور اوّل خلقت کے اس حال سے متعلق ہے۔ جس میں روح اعظم نبوتی کا تعلق نور جسمانی محمدی سے نہیں تھا۔ اور یہ کوئی وقت وزمانہ نہیں ہے۔ بلکہ اطلاق وقت وزماں ممکن نہیں محض تقدم وتاخر ذاتی مراد ہے۔ اور اسی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

واسطے امام علیہ السلام نے حال سے تعبیر کیا ہے۔ نہ وقت و زمان سے۔ موجود ہونا ملا ہونوز سے روح کو تعلق دینا سب ساتھ واقع ہوئے ہیں۔ اور اس صورت مجموعی روح و مادۂ نورانی محمدیؐ کو کسی وقت متصف بجہل نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اور نفی بھی جو باعتبار مادۂ نورانیہ ہے۔ بلحاظ تفصیل کتاب و معارفِ ایمان ہے۔ ورنہ نور مادی بھی اپنے مرتبے میں عالم ہے حسب استعداد مادی لیکن تفاصیل کلیہ مطلقہ روح میں ودیعت کی گئی ہیں۔ جو عقل مجرد و نور صرف ہے۔ اور صفات محمدیؐ ہر وقت اور ہر لحاظ سے نقص جہل سے بری ہے۔ اور اس روح اعظم و عقل کل و کامل مطلق و مبدء انوار و ملکوت اشیاء اور امام الارواح کا اس عالم جسمانی میں آکر جاہل ہو جانا مہملات سے ہے۔ اگر ایسا ہو۔ تو ہم میں اور اس میں کچھ فرق نہ ہوگا۔ کیونکہ کل کے کل حسب استعداد وجود عالم ارواح میں عالم ہیں۔ یہاں ظلمات مادیہ طبعیہ میں آکر جہالت ہم پر عارض ہوتی ہے۔ چنانچہ اسی کی طرف اشارہ ہے "لقد علمتم النشأة الاولی فلولا تذکرون" البتہ تم نشاۂ اولے کے عالم ہو۔ کیوں نہیں اس کو یاد کرتے؟ اور اس وجہ سے پیغمبرؐ اس فراموش شدہ کو یاد دلاتا ہے "انما انت مذکر لست علیہم بمصیطر" سوائے اس کے نہیں ہے کہ تو یاد دلانے والا ہے ان پر داروغہ نہیں ہے۔ پس مطلق روح جو دلائل الوہیت و ربوبیت سے ہے۔ خود اپنے مقام میں عالم ہے۔ جہالت یہاں آکر عارضی ہوتی ہے۔ جس وقت غور کریگی۔ کشف تام حاصل ہوگا۔ اور پھر سب چیزیں اس پر منکشف ہو جائینگی۔ "فبصرك اليوم حديد"۔ اگر ایسی ہی جہالت روح اعظم قدسی نبویؐ پر عارض ہو جاتی ہے۔ تو ہماری اور ان کی روحانیت میں کچھ فرق نہ ہو۔ حالانکہ احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے۔ کہ "ارواح شیعتنا خلقت من فاضل طینتنا" ہمارے شیعوں کی ارواح ہماری بچی ہوئی طینت سے خلق کی گئی ہیں۔ لہٰذا ان کا مادہ نورانیہ ہماری ارواح سے بھی لطیف تر ہے۔ کیونکر ممکن ہے۔ کہ روح اعظم نبویؐ اس سے متعلق ہو کر جاہل ہو جائے۔ اور تاریکی چھا جائے۔ بلکہ روشن تر ہوگی۔ کیونکہ قاعدہ ہے۔ جس وقت نور کا تشعشع شئے نورانی پر ہوتا ہے۔ تو نورانیت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ پھر اس سے جو شعاعیں نکلتی ہیں۔ وہ کئی درجے روشن تر و سفید تر ہوتی ہیں۔ جیسا کہ گلوب شیشہ اور شمع میں مشاہدہ ہے۔ کہ شمع پر گلوب شیشہ چڑھا دینے سے روشنی آٹھ درجہ سفید تر ہو جاتی ہے۔ اسی کو بطور مثال خدا نے فرمایا ہے "مثل نورہ کمشکوٰة فیہا مصباح المصباح فی زجاجة الزجاجة کانها کوکب دری یوقد من شجرة مبارکة زیتونة لا شرقیة ولا غربیة یکاد زیتها یضیء ولو لم تمسسه نار نور علی نور یهدی الله لنوره من یشاء ویضرب الله الامثال للناس والله بکل شیء علیم" یعنے نور شجرۂ طیبہ حنیفیہ ابراہیمیؑ سے ظاہر ہو کر

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

جب یہاں آیا ہے۔ نور مجسم ہزار دفعہ نور علی نور ہو کر آیا ہے۔ قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین و قد جاءکم برھان من ربکم و انزلنا الیکم نورا مبینا۔ وہ نور مطلق اور اس کا نفس وجود برہان توحید ہے۔ ہر صفت اس کی دال ہے کمال صفات باری پر۔ کیونکہ مظہر کامل و مثل اعلائے الٰہی ہے۔ و للہ المثل الاعلیٰ۔ بنا بریں پیغمبر بالفرض بغیر پیغمبر کو اپنے اوپر قیاس کرنا عدم معرفت نبوت و امامت کی دلیل ہے۔ بیشک اس میں قوائے طبعیہ حیوانیہ ضرور ہیں۔ لیکن وہ تمام تحت نورانیت روح اعظم ہیں نہ کہ مستقل و منفرد۔ جن کا اثر ہو۔ اور وہ جاہل بنا دیں۔ جس طرح کوئی انسان باوجود تمام قوائے حیوانیہ کے موجود ہونے کے فرس یا غنم یا بقر نہیں کہلا سکتا۔ اسی طرح کوئی پیغمبر مثل زید، عمرو، بکر نہیں ہو سکتا۔ انسان سے ضرور افعال حیوانیہ صادر ہونگے۔ لیکن نہ مثل گائے، گھوڑے، گدھے کے۔ پیغمبر سے ضرور افعال طبعیہ، حیوانیہ و نفسانیہ صادر ہونگے اور ہوتے ہیں۔ لیکن نہ مثل دیگر عوام الناس۔ نورانیت جسم پیغمبر تو محض اتصال بلکہ نسبت کی وجہ سے آپ کی نعلین اور لباس میں وہ نورانیت پیدا کر دیتی ہے کہ اس مقام نور الانوار سدرۃ المنتہیٰ سے گزر جاتی ہیں۔ جہاں جبرئیل جیسا فرشتہ نہیں جا سکتا۔ اور اگر جائے۔ تو جل کر خاک ہو جائے۔ اس نور مطلق میں کیونکر ممکن ہے۔ کہ قوائے طبعیہ جسمانیہ وغیرہ اتنے مؤثر ہوں کہ خزانہ علم الٰہی کو جاہل بنا دیں۔ اور محتاج تعلیم جبرئیل کر دیں۔ اتصاف ذات پیغمبر نقص و جہالت سے قطعاً محال ہے۔ بلکہ وہ صفت نبوت و مابہ النبوت یعنی علم سے ہمیشہ سے متصف ہے۔ اور حدیث مشہور اقبال و ادبار عقل کو اس سے کچھ تعلق نہیں۔ اور ہرگز حکم ادبار کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ علم سے خالی ہو کر جہل بن جائے۔ اور اگر مراد عقل سے عقل کل یعنی روح اعظم نبوتی لی جائے۔ تو اس کو جہل سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ مطلب اس ادبار سے وہی توجہ طرف تکمیل عوالم علوی و سفلی ہے۔ اور اس سے مراد نزول باطنی معنوی ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث نور سے ظاہر ہے۔ کہ فرمایا۔ پھر خدا نے ہم کو زمین کی طرف نازل کیا اور ہم نے تسبیح کی۔ تو سارے اہل الارض نے تسبیح کی۔ یقیناً یہ نزول نزول ظاہری نہیں ہے۔ بلکہ نزول اور توجہ باطنی مراد ہے۔ اور اس کو سلب علم و جہالت سے کچھ تعلق نہیں۔ روح اعظم کو نفس علم و خزانہ اسرار اکامل و اکمل خلق کر کے پھر علم کا سلب کر لینا اور اس عالم میں جاہل و محتاج تعلیم جبرئیل بنا کر بھیجنا بالکل غیر معقول ہے۔ کیا قصور اس روح پاک سے ہوا تھا۔ جو خدا نے عتاباً اپنی نعمت کمال علم کو سلب کر لیا۔ یا نہیں۔ بلکہ مصلحتاً بعض یا کل علوم سلب کر لئے۔ اور وہ مصلحت یہ تھی۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ باوجود نہی کے ان علوم و اسرار کو کھول دے۔ اور راز افشا کر دے۔ اگر ایسا ہے۔ تو خدا کو اپنے پیغمبر پر اعتماد و وثوق نہیں۔ اور وہ معصوم مطلق نہیں ہے۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ورنہ ناممکن ہے۔ کہ معصوم مطلق کو خدا کسی علم کے ظاہر کرنے سے مصلحۃً منع کر دے۔ اور وہ پھر ظاہر کر دے۔ نیز اگر مخلوق اوّل وعقل کل حامل وحافظ اسرار الٰہی نہ ہوگا۔ تو پھر کونسا وجود حافظ اسرار اور اسم الحفیظ کا مظہر ہوگا۔ اس لئے سلب علم کا خیال باطل محض ہے۔ اور جہالت پیغمبر کسی لحاظ سے ثابت نہیں۔

معنیٔ کتاب وایمان

آیہ شریفہ "ماکنت تدری ما الکتاب ولا الایمان" میں الکتاب پر "ال" یا عہد کا ہے یا جنس کا۔ اگر عہد کا ہے۔ تو کتاب سے مراد معہود معین ہے۔ اور وہ وہی کتاب لاریب فیہ ہے۔ جو بحکم آیہ شریفہ "تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل الکتٰب لاریب فیہ" حقیقت قرآن ہے۔ اور قرآن تبیاناً لکل شیٔ ہے۔ اور ضروریات مایحتاج جمیع عوالم یا ماسوائے اللہ کو حاوی وجامع۔ کیونکہ اسی قرآن سے پیغمبر جمیع عوالم پر نذیر یعنی معلّم ہے پس اگر یہ قرآن تمام عوالم کے علوم وضروریات ومایحتاج کو شامل نہ ہو۔ تو مایہ الانذار نہیں ہو سکتا۔ اور اگر "ال" جنس ہے۔ تو مراد جنس کتاب ہے۔ جو شامل ہے کتاب تکوین وکتاب تدبیر اور کتاب تدوین اور تمام عالم کو کہ وہ من حیث المجموع کتاب وجودی ہے "قال الذین اوتوا العلم والایمان لقد لبثتم فی کتاب اللہ الی یوم البعث" پس تمام عالم خدا کی کتاب ہے۔ اور موجودات خطوط و حروف ونقوش۔ اور اگر "ال" کو بطور شعور لیا جائے۔ تب بھی جملہ کتب سابقہ وکتاب تدوین و تکوین وتدبیر مراد ہونگی۔ اور ایمان سے بلحاظ اطلاق لفظ حقیقتِ ایمان وجملہ معارفِ ایمانی مراد ہے۔ لہٰذا آیت میں نفی عام ہے۔ مثلاً جنس کتاب وحقیقت ایمان کی طرف۔ اس لئے اثبات روح اعظم کے لئے بھی جنس کتاب اور حقیقت کلیہ ایمان ہی کا ہوگا۔ یعنی یہ روح دارائے جنس کتاب اور حقیقت ایمان ہے۔ اور یہ بطور تعلیم خارجی نہیں ہے۔ کہ بعد خلق روح کو یہ تعلیم دی گئی ہے۔ بلکہ جس طرح کتاب ہر پیغمبر یعنی اس کا علم ضروری بجعل الٰہی اُس کے وجود میں ہوتا ہے۔ چنانچہ مقدمے میں گذرا۔ اسی طرح بجعل الٰہی یہ کتاب اس روح میں موجود ودیعت ہے۔ بنا بریں معنی آیت کے یہ ہوئے۔ کہ جب ہم نے یہ روح خلق کر کے مسمّیٰ بہ محمدؐ نہ کی تھی۔ اور نور محمدیؐ سے متعلق نہ کیا تھا۔ یا اس کو خلق ہی نہ کیا تھا۔ نہ کتاب جانتا تھا نہ ایمان۔ کیونکہ وجود ہی کتاب و ایمان کا نہ تھا۔ اے پیغمبرؐ تجھے ہم نے خزانۂ علم ومعرفت بنایا۔ اور تجھ سے نور وجود و نورِ علم کا ظہور عالم امکان میں ہوا۔ تو ہی اصل علم وایمان ہے۔ لیکن بالذات کچھ نہیں۔ بلکہ ہماری عطا اور ہمارا فیضان ہے۔ وھذا ھو الحق لا یشک فیہ الا من کان فی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

قلبہ زیغ ومن یضلل اللہ فمالہ من ھاد۔

آیۂ ماکنت تتلوا الآیہ اور ملکۂ قرأت و کتابت۔ اس بحث میں ہمارے مخاطبین کے پاس سب سے زیادہ قوی دلیل یہی آیت ہے۔ اور ہم اس کے متعلق کافی بحث کر چکے ہیں کہ اس سے کسی طرح نفی ملکۂ قرأت وکتابت ثابت نہیں۔ یہاں اس سے اوّل وآخر کی آیات نقل کر کے ہم کچھ مزید توضیح کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ یہ بھی معلوم ہو جائے۔ کہ اس آیت کو درا صل اس بحث سے تعلق ہی نہیں۔ قولہ تعالےٰ "وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝" (عنکبوت ع ۵)۔ ترجمہ۔ اور اسی طرح سے ہم نے (اے پیغمبر) تیری طرف کتاب نازل کی ہے۔ پس جن کو ہم نے کتاب دیدی ہے۔ وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور ان میں سے بھی بعض وہ ہیں جو اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور انکار نہیں کرتے ہماری آیات کا مگر کافر ہی۔ اور تو (اے پیغمبرؐ) نہیں پڑھتا تھا اس سے پہلے کسی کتاب سے۔ اور نہیں لکھتا ہے تو اس کو اپنے ہاتھ سے۔ (اگر ایسا ہوتا۔ تو) اس وقت مبطلین اسلام شک کرتے۔ بلکہ یہ آیاتِ بیّنات ہیں ان لوگوں کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا ہے۔ اور نہیں انکار کرتے ہماری آیات کا مگر ظالمین"۔ ان آیات کے ظاہری مفہوم سے ثابت ہے۔ کہ یہاں پیغمبرؐ کے علم قرأت وکتابت اور اس کے ملکہ سے کچھ بحث نہیں۔ اور نہ یہاں یہ بیان مقصود ہے۔ کہ پیغمبرؐ قبل بعثت ملکۂ قرأت وکتابت رکھتا تھا یا نہیں۔ اور نہ یہ کہ اس نے کبھی کچھ لکھا پڑھا ہے یا نہیں۔ بلکہ حقیقت کتاب و قرآن بیان ہو رہی ہے۔ کہ اے پیغمبرؐ تجھ سے پہلے بھی ہم نے کتب نازل کی ہیں۔ اور اسی طرح سے تجھ پر کتاب نازل کی ہے۔ اور جن کو علم کتاب دیا گیا ہے۔ وہ سب اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اس امت مبعوث الیہم میں سے بھی بعض اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور نہ تو اس سے پہلے کسی کتاب سے یا کسی کتاب کو پڑھتا تھا۔ اور نہ اس کو تو اپنے ہاتھ سے لکھتا ہے۔ کہ کتب دیکھ دیکھ کر جمع کر لیں اور لوگوں کے خیال سے لئے ہوں۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو ضرور مخالفین کو شک کا موقع مل جاتا۔ لیکن ایسا نہیں۔ کہ تو نے دوسری کتب سے لکھ پڑھ کر اس کو جمع کر لیا ہو۔ بلکہ یہ تو آیاتِ بیّنات ہیں ان لوگوں کے سینوں میں جنکو علم دیدیا گیا ہے۔ اور ہماری آیات کا انکار کافر و ظالم (گنہگار) ہی کرتے ہیں۔ یہ تو ان کے سینوں میں بطور آیاتِ بیّنات دیا گیا۔ جو "اوتوا العلم" کے مصداق ہیں۔ اگر پیغمبرؐ نے کتب سے جمع کیا ہوتا اور لکھا ہوتا۔ تو

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

اوتوالعلم کے سینوں میں پہلے سے کہاں سے موجود ہوتا۔ اور وہ کیونکر اس کو جانتے اور یقین کرتے۔ ہم ثابت کرچکے ہیں۔ اور یہ آئندہ بھی بتلا دینگے۔ کہ "اوتوالعلم" کون ہیں۔ مگر یہ مسلّم ہے۔ کہ زمانہ بعثت پیغمبرؐ میں کچھ لوگ ایسے تھے جو "اوتوالعلم" کا مصداق تھے۔ اور لوگ انہیں پہچانتے تھے۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کو علم من جانب اللہ عطا کیا گیا ہے۔ قولہ تعالےٰ۔ ومنھم من یستمع الیک فاذا خرجوا من عندک قالوا للذین اوتوا العلم ماذا قال آنفا (انعام)۔ پس اس آیت میں نہ نفی ملکۂ قرأت کا ذکر ہے اور نہ ملکۂ کتابت کا۔ بلکہ صرف قرآن کی حقیقت کو بیان کیا ہے۔ کہ وہ دوسری کتب کی نقل ہے۔ یا دوسروں سے سُنے ہوئے خیالات کا مجموعہ ہے۔ یا نہیں۔ بلکہ نزول قلبی ہے۔ اور قبل سے ان کے سینوں میں موجود ہے۔ جو اہل علم ہیں۔ اور یہ در اصل جواب ہے ان لوگوں کا اور رد ہے۔ جو کہتے تھے۔ کہ لوگ پیغمبرؐ کو پڑھاتے اور لکھواتے ہیں۔ وہی یہ لکھ دیتے ہیں۔ اور یہ آیت عطف ہے اس آیت پر۔ کما فی تفسیر القمی و برھان۔ قولہ تعالیٰ۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ِۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ فَقَدْ جَاۗءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (فرقان)۔ اور کہا کافروں نے۔ کہ جھوٹ ہے جو اس (پیغمبرؐ) نے گھڑا ہے۔ اس پر دوسروں نے اس کی اعانت کی ہے۔ پس بتحقیق کہ انہوں نے ایسا کہنے سے ظلم کیا۔ اور جھوٹ بہتان باندھا۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ پہلوں ہی کے قصے کہانیاں ہیں۔ جن کو اس نے جمع کر لیا ہے۔ اور وہ صبح و شام اس کو لکھوائی جاتی ہیں۔ پس جواب اس کا یہ دیا گیا ہے۔ کہ یہ تو جب ہوتا۔ کہ جب پہلے سے کوئی پڑھتا یا اس کو لکھتا ہو۔ اور ایسا نہیں ہے۔ اور اس میں نفی تعلیم عادی و رواجی ہے۔ کیونکہ عام فطرت یہی ہے۔ کہ بچہ اوّل کسی سے لکھتا پڑھتا ہے جب خود اس قابل ہوتا ہے۔ پس ملزوم بول کر لازم مراد لیا گیا ہے۔ اور مطلب یہ ہے۔ کہ پیغمبرؐ نے کسی سے تعلیم نہیں پائی۔ اگر کسی سے تعلیم پاتا۔ تو ایسا ہوتا۔ اور یہ شبہ کیا جاتا۔ اور اس قسم کے محاورات قرآن میں موجود ہیں۔ "وکان یاکلان الطعام"۔ اور وہ دونو (عیسٰےؑ و مریمؑ) کھانا کھاتے تھے۔ اور مطلب یہ ہے۔ کہ ان سے تو بول و براز صادر ہوتا تھا۔ کیونکہ اکل طعام کو یہ لازم ہے۔ اور بول و براز کرنے والے کو کون خدا کہ سکتا ہے۔ جیسا کہ بعض مفسّرین نے لکھا ہے۔ پس اس میں نفی تعلیم عن الغیر ہے۔ چنانچہ حدیث رضاؑ سے ظاہر ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ "ومن آیاتہ انہ کان یتیما فقیرا راعیا اجیرا لم یتعلم کتابا ولم یختلف الی معلم ثم جاء بالقرآن الذی فیہ قصص الانبیاء واخبارھم حرفا حرفا واخبار من مضی ومن بقی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

الیٰ یوم القیامہ" (الصافی) - یعنی اُس کی آیات میں سے یہ ہے - کہ پیغمبرؐ یتیم - فقیر اور اجیر تھا - نہ اس نے کوئی کتاب پڑھی تھی - نہ کسی اُستاد کے پاس آتا جاتا تھا - پھر باوجود اس کے کہ کسی سے تعلیم نہیں پائی - وہ قرآن لایا جس میں جملہ قصص انبیائے سابقین حرف بحرف اور اخبار و احادیث موجود ہیں - اور گزشتہ کی باتیں اور آئندہ جو قیامت تک ہونے والا ہے - پس یہ تعلیم تعلیم ربانی ہے نہ تعلیم اکتسابی - بلا صحبت و تعلیم غیرے یہ بات ممکن ہی نہیں - اور نہیں ہے یہ مگر معجزۂ روشن - کہ بلا کسی سے تعلیم پائے ایسا کلام لایا جس سے فصحائے عالم عاجز ہیں" - "وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ" - اس آیۂ فرقان کی تفسیر میں صاحب تفسیر برہان و صافی لکھتے ہیں " - اما انہ علیہ قوم آخرون الخ قالو وھذا الذی یقرء رسول اللہ و یخبرنا بہ انما یتعلمہ من الیھود و یکتبہ من علماء النصاریٰ و یکتب عن رجل یقال لہ ابن قبیطہ ینقلہ عنہ بالغداۃ والعشی فحکیٰ سبحانہ و تعالیٰ قولھم ورد علیھم" - یعنی انھوں نے کہا - کہ یہ جو کچھ رسولؐ پڑھتا ہے اور ہمکو خبر دیتا ہے - اس کو یہود سے پڑھتا اور سیکھتا ہے - اور علماء نصاریٰ سے لکھتا ہے - اور لکھتا ہے اس کو ابن قبیطہ سے - پس خدا نے ان کے قول کو نقل کر کے اس کو رد کیا ہے - کہ اس نے کسی سے تعلیم نہیں پائی - اور کسی سے اس نے نہیں سیکھا - اس امر کو کہ آیا وہ ملکہ لکھنے پڑھنے کا رکھتا تھا یا نہیں رکھتا تھا - اور اس کو خدا اگر یہ علم بھی مثل دیگر علوم دیدیتا - تو لوگ شک کرتے - اس سے کچھ بھی تعلق نہیں - اس سے مس بھی نہیں کیا - اپنا مدعا ثابت کرنے کے لئے زبردستی کھینچ تان کر یہ مطلب گھڑا جاتا ہے - کہ اگر ہم اس کو علم قرأت و کتابت دیدیتے - تو لوگ شک کرتے - مگر یہ خیال نہیں کرتے - کہ جب دارائے جمیع علوم و فنون و مرتبۂ ختم نبوت و اسرار خاصہ الٰہی کے کسی علم کو بھی وہ نہ معلوم کر سکے - تو اگر اسی طرح اس ذات پاک میں وہ علم بھی ہو - تو کیونکر مخالفین کو معلوم ہو جاتا - کہ اس میں فلاں علم موجود ہے - جب کہ کبھی اس نے اس کا اظہار قولی و فعلی نہ کیا ہو - اِلّا یہ کہ کہا جائے کہ اگر یہ علم حضرتؐ کو پہلے سے ہوتا - تو وہ ظاہر کر دیتے - اور راز کھل جاتا - اور لوگ شک کرتے - اور مصلحت خدا باطل ہوتی - اور ایسا کرنا پیغمبرؐ سے ممکن تھا کیونکہ ترک اولیٰ ممکن ہے - جیسا کہ صاحب "اظہار حق" نے کہا ہے - لیکن اس میں علاوہ اس امر کے کہ اس صورت میں دوسرے علوم پر بھی یہی شبہ ہو سکتا ہے - وہ کیوں پیغمبرؐ کو دیئے گئے - یا ان سب کا انکار کرنا پڑیگا اور صاف طور سے پھر وہی کہنا پڑیگا - کہ پیغمبرؐ چالیس سال تک معاذ اللہ بالکل جاہل تھے - اور علم و معرفت ایمان و نبوت سے عاری) یہ صریح انکار عصمت خاتم النبیینؐ ہے - اور عصمت چونکہ لازمۂ نبوت ہے -

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

اِس لئے انکارِ نبوت ہے۔ جب پیغمبرؐ ایسا ہے۔ کہ باوجود خدا کے منع کرنے اور اظہار میں مصلحت نہ ہونے اور نبوت کے مشکوک ہو جانے کے بھی اس کو ظاہر کر دے۔ کب رسالت کے قابل ہو سکتا ہے۔ اور خدا کیونکر ایسے نبی پر اعتماد کر سکتا ہے۔ ترکِ اولےٰ سے اس کو تعلق نہیں۔ اور ترکِ اولےٰ کے یہ معنی نہیں ہیں۔ افسوس ہے۔ کہ ترکِ اولےٰ کو بھی نہیں جانتے۔ اور صاف عصمتِ پیغمبرؐ کا انکار کرتے ہیں۔ اور فخریہ کتاب میں چھاپتے ہیں۔ الم یوخذ علیھم میثاق الکتٰب ان لا یقولوا علی اللہ الا الحق۔ خدا ایک امر کے اظہار سے منع کرے مصلحت اُس کے اخفا میں ہو۔ اور اظہار سے نبوت میں شک کا موقع مخالفین کو ملتا ہو۔ اور پیغمبرؐ اس کو ظاہر کر دے۔ یہ ترکِ اولےٰ ہے۔ یا اکبر کبائر۔ ترکِ اولےٰ اُس صورت میں ہوتا ہے۔ کہ حجتِ شرعی عمومی اس کے ترک پر قائم ہو جائے۔ مثلاً شیطان بصورتِ غیر متمثل ہو کر آئے۔ اسم حضرتِ حق کی قسم کھا کر رفعِ نہی کا یقین دلائے۔ اور قسم بھی عابرِ آخرت میں کھائے۔ اور آثارِ کذب اس پر ظاہر نہ ہوں۔ اور اس وقت وہ اس امر کو ترک کرے۔ جو اس کو بلحاظ شانِ نبوت اولےٰ و انسب ہے۔ یعنی یہ کہ چونکہ وہ نبی ہے۔ خود خدا سے دریافت کر سکتا ہے۔ کہ آیا نہی مرتفع ہوئی ہے یا نہیں۔ اور یہ یاد نہ رکھے۔ کہ یہ قسم کھانے والا دشمن ہے۔ اس کو ترکِ اولےٰ کہا جائیگا۔ "ولقد عھدنا الی ادمؑ من قبل فنسی ولم نجد لہ عزماً" نہ کہ صریح مخالفت نہی کو۔ اور وہ بھی دیدہ و دانستہ۔ یہ تو صاف انکارِ عصمت ہے۔ اعاذنا اللہ من ذالک۔ افسوس ہے۔ کہ ان مفتریات پر فخر کیا جاتا ہے۔ اور ان کے چھاپنے سے شرم نہیں کی جاتی۔ "ما اصبرھم علی............"

بہرحال آیت نفی ملکہ پر ہرگز دال نہیں۔ اور ملکۂ قرأت و کتابت ہونے سے ہرگز کسی قسم کا شک و ریب نہیں ہو سکتا۔ نہ اب نہ قیامت تک۔ جبکہ یہ ثابت ہو گیا ہے۔ کہ پیغمبرؐ نے کسی سے کچھ لکھا پڑھا نہیں۔ اور نہ کوئی عالم آئندہ و گذشتہ کی باتوں کی خبر دے سکتا اور پیغمبرؐ کو جتلا سکتا تھا۔ اس لئے ضرور تعلیمِ ربانی ہی تھی۔ ہاں شک ہو سکتا ہے تو اسی صورت میں کہ اگر کسی سے لکھتے پڑھتے تعلیم پاتے یا قرأت و کتابت قبل نبوت ظاہر فرماتے۔ پس حضرتؐ ضرور یہ ملکہ رکھتے تھے۔ مگر ظاہر نہیں فرماتے تھے۔ اور عدمِ اظہار پر مامور تھے جس طرح پر کہ اور اسرارِ نبوت چالیس سال تک ظاہر نہیں فرمائے۔ اِس امر کے ثابت کر دینے کے بعد کہ حضرتؐ خزانہ علومِ الٰہی ہیں۔ اور جملہ علوم و فنون اسی شہر میں تھے۔ اور تمام علوم بابِ علوم ہی سے ظاہر ہوئے۔ اور ہر ایک کو پہنچتے ہیں۔ خواہ انبیاءؑ ہوں یا اوصیائؑ۔ اِس امر کے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں کہ حضرتؐ کیا کیا

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

علوم رکھتے تھے۔ بہت کچھ رکھتے تھے۔ اور ورائے علوم کثیرہ تھے۔ لیکن ہم بطور تنزل ان لوگوں کی خاطر جو اس کو نہیں سمجھ سکتے یا اتنا ظرف نہیں رکھتے۔ یہ عرض کرتے ہیں۔ کہ احادیث صحیحہ میں آ چکا ہے۔ اور نقل بھی کیے جا چکے ہیں (دیکھو مقدمۂ کتاب)۔ کہ جملہ علوم و فنون جو ملائکہ و انبیاء و اوصیائے سابقین علیہم السلام کو پہنچے تھے۔ وہ سب مع شے زائد اول سے آنحضرتؐ اور ان کے اوصیاءؑ کو دئے جاتے ہیں۔ عن علی ابن نعمان۔ عن الباقرؑ۔ یمصون الثمار و یدعون النہر العظیم فقیل له ما النہر العظیم قال رسول الله والعلم الذی اعطاه الله وان الله جمع لمحمد سنن النبیین من آدم وهلم جرا الی محمد قیل له وما تلك السنن قال علم النبیین باسره وان رسول الله صیر ذلك كله عند امیر المومنینؑ۔ یعنی حضرت باقرؑ نے فرمایا۔ کہ پھلوں کو چوستے ہیں۔ اور نہر عظیم کو ترک کرتے ہیں۔ دریافت کیا گیا۔ کہ نہر عظیم کیا ہے۔ فرمایا۔ رسول اللہؐ۔ اور وہ علم جو خدا نے ان کو دیا ہے۔ اور حضرتؐ کے لئے سنن جمیع انبیاءؑ جمع کی ہیں۔ تمام انبیاءؑ کا کل کا کل علم حضرتؐ کو دیا گیا ہے۔ اور حضرتؐ نے وہ امیر المومنینؑ کو پہنچا دیا ہے۔ جو کچھ تمام انبیاءؑ میں تھا۔ وہ من حیث المجموع سب حضرتؐ میں تھا۔ اور جو کچھ حضرتؐ میں تھا وہ سب میں نہ تھا۔ کیونکہ علاوہ اس کے بہت کچھ رکھتے تھے۔ اور یہ مسلّم ہے۔ کہ علوم انبیاءؑ میں علم قرأت و کتابت جس پر نظام عالم کا دارومدار ہے۔ اور اول التعلیم ہے ضرور داخل ہے۔ بلکہ تصریحات موجود ہیں۔ کہ حضرت آدمؑ تمام زبانوں میں لکھ پڑھ سکتے تھے۔ پس جب سے یہ تمام علوم آنحضرتؐ کو پہنچے۔ جب ہی سے علم قرأت و کتابت بھی پہنچا۔ نہ روز بعثت سے۔ بلکہ اس سے قبل بلکہ قبل ولادت اور اس لئے حضرتؐ روز ولادت ہی سے نہیں بلکہ پہلے سے ستر نہیں بلکہ ستر ہزار زبانوں میں لکھ پڑھ سکتے تھے۔ اور ملکۂ قرأت و کتابت رکھتے تھے۔ تمام علوم میں سے اس کو مستثنیٰ کرنے کے لئے دلیل خارجی کی ضرورت ہوگی۔ اور دلیل کوئی نہیں۔ اور جو بزعم خود پیش کی گئی ہیں باطل محض ہیں ورنہ تو کہنا پڑیگا۔ کہ کوئی علم بھی نہ تھا۔ اور یہ بھی باطل ہے۔ پس ہمارا مدعا ثابت ہے۔ کہ حضورؐ تمام زبانوں میں لکھ پڑھ سکتے تھے۔ اور قبل بعثت ملکۂ قرأت و کتابت رکھتے تھے۔ و هو المطلوب +

اُمّی کے معنی جاہل نہیں۔

اہل بصیرت اور کتب سابقہ و کلام مجید و احادیث معادن علوم کے عارف اور ان کا تتبع کرنے والے جانتے ہیں۔ کہ منجملہ دیگر القاب خاصہ مختصہ محمدی ایک لقب اُمّی ہے۔ امم سابقہ میں بھی ذکر و بشارات میں خصوصیت کے ساتھ نبی امی کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ اور جس طرح پہلے سے آپ امی لقب ہیں۔ قیامت تک اسی لقب سے ملقب ہیں۔ پہلے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

بھی نبی امی تھے۔ اب بھی نبی امی ہیں۔ کما قال عز من قائلہ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

(اعراف ع ۱۸) ان آیات سے ظاہر ہے۔ کہ نبی امی خاص طور سے پیغمبر خاتم النبیینؐ کا لقب ہے۔ اور توریت و انجیل میں بھی اسی لقب سے ملقب ہیں۔ پس یہ خیال تو بالکل غلط ہے۔ کہ قبل بعثت حضرتؐ امی کہلاتے تھے اور اب نہیں کہلاتے۔ اور یہ لقب شریف صرف چالیس سال تک کے لئے مخصوص تھا۔ اور اگر اب کہا جائیگا۔ تو باعتبار مجاز ماکان کے ہوگا۔ یا اور کسی تاویل سے۔ جیسا کہ علامہ کنتوری صاحب کا خیال ہے۔ بلکہ یہ لقب ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہیگا۔ اور جس طرح اور جس معنی میں حضرتؐ قبل بعثت بلکہ قبل ولادت بلکہ قبل خلقت آدمؑ امی تھے اسی طرح اب امی ہیں +

اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ کیا واقعی امی کے معنی جاہل ہیں۔ جیسا کہ علامہ صاحب نے فرمایا ہے۔ اور قرآن سے استشہاد بھی لاتے ہیں۔ یا اور کچھ معنی ہیں۔ ہم بھی اول اس فیصلے کے لئے قرآن ہی پیش کرتے ہیں۔ جناب علامہ صاحب کا خیال یہ ہے۔ کہ جس معنی میں کفار و مشرکین کو امی خدا نے کہا ہے۔ اسی معنی میں معاذاللہ پیغمبر خاتم النبیینؐ بھی امی ہیں یعنی جاہل مطلق۔ اور سند اس کا ان کے نزدیک آیۂ بعث فی الامیین رسولاً منھم الخ (خدا نے امیین میں انہی میں سے رسول بھیجا) ہے۔ لہذا وہ بھی امیین جیسا ہے۔ لہذا اول یہ معلوم کرنا بھی ضرور ہوا۔ کہ کافرین و مشرکین کو کن معنی میں خدا نے امی کہا ہے۔ اور وہ کون ہیں۔ کلام حمید مجید میں ذرا توجہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ امی مقابل اہل کتاب استعمال ہوا ہے۔ قولہ تعالےٰ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُلْ لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوْا (آل عمران ع ۲) یعنی نہیں اختلاف پڑا اہل کتاب میں مگر بعد اس کے کہ ان کو علم حاصل ہوگیا تھا بسبب بغاوت فی مابین۔ اور جو آیات الٰہی کا انکار کریگا۔ تو اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ پس اگر اے پیغمبر تجھ سے بحث و محاجہ کریں۔ تو کہو۔ میں نے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

اپنی وجہ خدا کی طرف متوجہ کر دی ہے۔ اور جس نے کہ میرا اتباع کیا ہے۔ وہ بھی مسلم للہ ہے۔ اور کہو ان لوگوں
سے جن کو کتاب دی گئی تھی اور اُمّیین سے۔ کیا تم اسلام لاتے ہو پس اگر وہ اسلام لے آئے۔ تو ہدایت
پا گئے۔" پس امیین مقابل اُوتوا الکتاب (یعنی اہل الکتاب یہود و نصاریٰ) ہیں۔ یعنی وہ جن کو کتاب نہیں
دی گئی ہے۔ چنانچہ تفسیر مجمع البیان میں ہے۔ "ولا امیین لا کتاب لھم" امیین وہ لوگ ہیں۔ جن پر
کوئی کتاب نہیں آئی۔ کوئی پیغمبر ان پر کتاب لیکر مبعوث نہیں ہوا۔ علی ابن ابراہیم القمی فرماتے ہیں۔ قال
الصادق علیہ السلام "کانوا یکتبون ولکن لم یکن عندھم کتاب من عند اللہ ولا بعث
الیھم رسولاً فنسبھم الی الامیۃ" یعنی وہ لکھتے تھے۔ جاہل نہ تھے۔ لیکن ان پر خدا کی طرف سے
کوئی کتاب نہیں آئی تھی۔ اور خدا نے ان میں کوئی رسول نہیں بھیجا تھا۔ پس اس لئے ان کو امیت کی طرف
منسوب کیا۔ یہی ابن عباس رض سے مروی ہے۔ "ھم مشرکوا عرب الذین لا کتاب لھم" یعنی
امیین مشرکین عرب ہیں جن کے پاس کوئی کتاب خدا نہیں آئی تھی۔" اس سے زیادہ تصریح کیا ہوگی۔ کہ
خدا نے صاف فرمایا ہے۔ "ومنھم امیون لا یعلمون الکتاب" "اور بعض ان میں سے امی ہیں نہیں
جانتے کتاب کو۔ کہ کتاب کیا ہے" تواریخ و کتب سیر شاہد ہیں کہ تمام عرب جاہل محض نہ تھے۔ بہت
سے لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اپنے معاملات قبالہ جات و معاہدات لکھتے تھے۔ قصائد لکھتے تھے۔
پس نہ بدلالت قرآن و نہ بشہادت تواریخ تمام مشرکین عرب اُمّی بمعنی جاہل محض تھے اور خدا نے ان کو
ان معنی میں ہرگز امی نہیں کہا۔ اور جو آیت جناب علامہ نے اس کے ثبوت میں پیش کی ہے۔ وہ یہ ہے۔
قولہ تعالیٰ۔ وَمِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْہُ بِقِنْطَارٍ یُّؤَدِّہٖٓ اِلَیْکَ وَمِنْھُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْہُ
بِدِیْنَارٍ لَّا یُؤَدِّہٖٓ اِلَیْکَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَیْہِ قَآئِمًا ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا لَیْسَ عَلَیْنَا فِی الْاُمِّیّٖنَ
سَبِیْلٌ وَیَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ (آل عمران)۔ اور بعض اہل کتاب ایسے ہیں کہ
اگر ان کے پاس بوریاں امانت رکھ دے۔ تو وہ واپس دینگے۔ اور بعض ایسے ہیں کہ ایک دینار امانت
رکھ دے۔ تو واپس نہ دینگے۔ جب تک تو سخت مطالبہ نہ کرے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم
پر امیین کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور خدا پر جھوٹ بولتے ہیں۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ صاحب تفسیر
نعمانی "لیس علینا فی الامیین سبیل" کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔" ای لیس علینا فی شان من
... لیسوا من اھل الکتاب ولم یکونوا علی دیننا" یعنی وہ (اہل کتاب) کہتے ہیں۔ کہ ہمارے
نزدیک وہ کسی شان میں نہیں ہیں۔ جو اہل الکتاب نہیں ہیں۔ اور ہمارے دین پر نہیں ہیں۔ اس سے
بھی صاف ظاہر ہے۔ کہ امیین مقابل اہل کتاب ہی بولا گیا ہے۔ یہود و نصاریٰ اہل الکتاب کہلاتے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ہیں۔ اور مشرکین امیین۔ اصل یہ ہے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ سے دو سلسلے جاری ہوئے۔ ایک بنی اسحاق جو بنی اسرائیل کہلاتے اور حضرت یعقوبؑ کی طرف منسوب ہیں۔ ان میں تا حضرت عیسٰیؑ بہت سے پیغمبر ہوئے۔ اور دوسرا سلسلہ بنی اسمٰعیل کا ہے۔ ان میں بعد حضرت اسمٰعیلؑ تا حضرت خاتمؐ کوئی پیغمبر نہیں آیا۔ اور کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ اور انبیائے بنی اسرائیل صرف بنی اسرائیل پر پیغمبر تھے "الی بنی اسرائیل رسولاً" سے ظاہر ہے۔ تعظیم و احترام حضرت خاتم النبیینؐ کی وجہ سے انبیاء بنی اسرائیل بنی اسمٰعیل پر مبعوث نہیں کئے گئے۔ بنا بریں یہود و نصاریٰ اُمت حضرت موسٰیؑ و عیسٰیؑ اہل الکتاب کہلاتے تھے۔ اور باقی عرب یعنی اسمٰعیل اُمیین کہلاتے تھے کہ ان میں کوئی پیغمبر و کتاب نازل نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے "وما اٰتینٰھم من کتب یدرسونھا وما ارسلنا الیھم قبلک من نذیر" (سورۂ سباء) "اور ہم نے ان کو کتابیں نہیں دیں جن کو وہ پڑھا کرتے اور ان میں اے پیغمبر تجھ سے پہلے کوئی نذیر نہیں بھیجا۔" اور پھر فرماتا ہے "ومنھم امیون لا یعلمون الکتاب الا امانی وان ھم الا یظنون فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون" (البقرع ۶۳-) "اور بعض ان میں سے اُمی ہیں۔ جو نہیں جانتے ہیں کتاب کو مگر آرزوئیں۔ جو کچھ خواہش طبع ہوتی ہے۔ وہ کہ دیتے ہیں۔ اور نہیں ہیں وہ مگر گمان کرنے والے پس ویل ہے ان لوگوں کے واسطے جو کتاب کو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کے پاس سے ہے۔ تاکہ اس سے کچھ مال حاصل کریں پس ویل ہے ان کے لئے اس چیز سے جو انہوں نے لکھا۔ اور ویل ہے اس شئے سے جو وہ کماتے ہیں۔"

اس آیت سے بھی ثابت ہے۔ کہ اُمی کے معنی جاہل ناخواندہ محض جس کو لکھنا پڑھنا کچھ نہ آتا ہو نہیں ہیں۔ اور اس لئے جناب علامہ کا استدلال اور قرآنی استشہاد کہ پیغمبرؐ چونکہ امیین یعنی جہال عرب سے تھا اس لئے وہ بھی مثل ان کے اُمی یعنی جاہل محض تھا بالکل باطل ہے۔ کیونکہ وہ عرب بھی بایں معنی اُمی نہیں ہیں۔ تاکہ پیغمبر ان میں سے اُمی جاہل ہو۔ بلکہ امیین مشرکین عرب ہیں بمقابل اہل الکتاب۔ اور چونکہ پیغمبرؐ جناب علامہ کے نزدیک انہی کی ایک فرد ہے۔ لہٰذا ان کے استدلال سے مراد اُمی پیغمبرؐ مثل مشرکین عرب مشرک اور گمراہ ہوا۔ کیونکہ ان کی صفت ضالین بھی ہے۔ پس اگر منہم سے یہ استدلال صحیح ہے۔ تو پیغمبرؐ کو معاذ اللہ مشرک وضال و مُضل بھی کہا جائے۔ ورنہ اعتراف کرنا چاہئے۔ کہ یہ استدلال باطل ہے۔ الغرض قرآن میں ہرگز اُمی کے معنی جاہل نہیں ہیں۔ وھو المدعیٰ +

اُمی کے معانی معصوم کی زبانی } ابن بابویہ جعفر بن محمد صوفی سے روایت کرتے ہیں۔ قال قلت

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

نہیں ہیں۔ بلکہ بایں معنی اُمّی ہیں۔ کہ ان پر کوئی رسول مبعوث نہیں ہوا تھا۔ دوم پیغمبرؐ کو قرآن میں اُمّی بمعنی جاہل ہرگز نہیں کہا گیا۔ سوم اُمّی کی یہ تفسیر کہ حضرتؐ ملکۂ قرأت وکتابت نہ رکھتے تھے اہل بیت علیہم السلام کا مذہب نہیں ہے۔ چہارم ایسا عقیدہ رکھنے والا بقول امام ملعون ہے۔ پنجم ان لوگوں کے مزعومات کا مدرک ومنشاء جو نبیؐ کو اُمّی بمعنی جاہل کہتے ہیں قرآن نہیں ہے۔ بلکہ محض قیاسات ہیں۔ ششم نبی عربیؐ کو بوجہ نبیٔ مکّی ہونے کے اُمّی کہا گیا ہے۔ پس اُمّی کے ایسے معنی جو مخالف تفسیر امامؑ ہوں۔ قطعاً باطل ہیں۔ کیونکہ اصل قرآن کے جاننے والے یہی ہیں۔ چنانچہ آیات کثیرہ سے ثابت ہے۔ اور خود حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ قرآن میں تمام گزشتہ وآئندہ کی باتیں ہیں۔ اور اس میں کچھ لوگوں کے نام تھے۔ سو نکال ڈالے گئے۔ اور قرآن کی یہ شان ہے۔ کہ ایک نام یا ایک لفظ بیشمار معانی و وجوہات رکھتا ہے۔ اور اس کو صرف اوصیائے پیغمبرؐ ہی جانتے ہیں۔ پس جو تفسیر اس کے خلاف ہوگی۔ وہ باطل ہے۔ اور جو روایات ان روایات اور ان آیات کے خلاف ہوں۔ وہ مطروح یا مردود ہوں گی یا کسی محمل مثل تقیہ وغیرہ پر مبنی۔ اور ان روایات میں جو تفسیر ہے۔ وہ مطابق آیات ہے۔ اور مخالف آیات نہیں ہے۔ اور قول معصومؑ کے مقابل کسی عالم یا کسی اہل لغت کا قول مسموع نہیں ہو سکتا۔ ہاں جو شخص زجاج وکلبی وغیرہ کے قول کو قول خدا ورسولؐ وامامؑ پر ترجیح دیتا ہے۔ اس کو اختیار ہے۔ وہ نبی کو اُمّی بمعنی جاہل کہے۔ ونحن بریئون مما......+

تفسیر اُمّی میں دیگر مختارات علماء

بصائر الدرجات جزو خامس باب رابع۔ باب فی ان رسول اللہ کان یقرء ویکتب بکل لسان"۔ باب اس امر کے بیان میں کہ رسول اللہؐ ہر ایک زبان میں لکھتے پڑھتے تھے۔ قال حدثنا احمد بن محمد عن ابی عبد اللہ البرقی عن جعفر بن محمد الصیرفی قال سئلت ابا جعفر محمد بن علیؑ الرضاؑ وقلت له یابن رسول اللہ لم سمی النبی الامی الحدیث۔ یعنی بسلسلہ رواۃ مذکورہ جعفر بن محمد صیرفی سے روایت ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کہ نبیؐ کو اُمّی کیوں کہتے ہیں۔ الحدیث المذکور دوسری روایت عبد اللہ بن محمد بن الحسن بن موسیٰ الخشاب عن علی بن اسباط وغیرہ سے مروی ہے۔ جیسا کہ پہلے نقل ہوئی۔ تیسری روایت الحسن بن علی عن احمد بن ھلال عن خلف بن حماد عن عبد الرحمٰن ابن حجاج قال قال ابو عبد اللہ ان النبی صلی اللہ علیه واله وسلم کان یقرء ویکتب ویقرء مالم یکتب"۔ یعنی رسول اللہؐ پڑھتے تھے لکھتے تھے۔ اور پڑھتے تھے جو نہیں لکھتے تھے۔ علل الشرائع۔ صاحب علل نے بھی باقل ایسی روایت جعفر بن محمد صیرفی کو اختیار کیا

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

نہیں ہیں۔ بلکہ بایں معنی اُمّی ہیں۔ کہ ان پر کوئی رسول مبعوث نہیں ہوا تھا۔ دوم پیغمبرؐ کو قرآن میں اُمّی بمعنی جاہل ہرگز نہیں کہا گیا۔ سوم اُمّی کی یہ تفسیر کہ حضرتؐ ملکۂ قرأت وکتابت نہ رکھتے تھے اہل بیت علیہم السلام کا مذہب نہیں ہے۔ چہارم ایسا عقیدہ رکھنے والا بقول امام ملعون ہے۔ پنجم ان لوگوں کے مزعومات کا مدرک ومنشاء جو نبیؐ کو اُمّی بمعنی جاہل کہتے ہیں قرآن نہیں ہے۔ بلکہ محض قیاسات ہیں۔ ششم نبی عربیؐ کو بوجہ نبیؐ مکّی ہونے کے اُمّی کہا گیا ہے۔ پس اُمّی کے ایسے معنی جو مخالف تفسیر امامؑ ہوں۔ قطعاً باطل ہیں۔ کیونکہ اصل قرآن کے جاننے والے یہی ہیں۔ چنانچہ آیات کثیرہ سے ثابت ہے۔ اور خود حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ قرآن میں تمام گزشتہ وآئندہ کی باتیں ہیں۔ اور اس میں کچھ لوگوں کے نام تھے۔ جو نکال دئیے گئے۔ اور قرآن کی یہ شان ہے۔ کہ ایک نام یا ایک لفظ بیشمار معانی ووجوہات رکھتا ہے۔ اور اس کو صرف اوصیائے پیغمبرؐ ہی جانتے ہیں۔ پس جو تفسیر اس کے خلاف ہوگی۔ وہ باطل ہے۔ اور جو روایات ان روایات اور ان آیات کے خلاف ہوں۔ وہ مطروح یا مردود ہونگی یا کسی محل مثل تقیہ وغیرہ پر مبنی۔ اور ان روایات میں جو تفسیر ہے۔ وہ مطابق آیات ہے۔ اور مخالف آیات نہیں ہے۔ اور قول معصومؑ کے مقابل کسی عالم یا کسی اہل لغت کا قول مسموع نہیں ہو سکتا۔ ہاں جو شخص زجاج وکلبی وغیرہ کے قول کو قول خدا ورسولؐ وامامؑ پر ترجیح دیتا ہے۔ اس کو اختیار ہے۔ وہ نبی کو اُمّی بمعنی جاہل کہے۔ ونحن بریئون مما......+

تفسیر اُمّی میں دیگر مختارات علماء

بصائر الدرجات جزو خامس باب رابع۔ باب فی ان رسول اللہ کان یقرء ویکتب بکل لسان۔ باب اس امر کے بیان میں کہ رسول اللہؐ ہر ایک زبان میں لکھتے پڑھتے تھے۔ قال حدثنا احمد بن محمد عن ابی عبد اللہ البرقی عن جعفر بن محمد الصیرفی قال سئلت ابا جعفر محمدؑ بن علیؑ الرضا وقلت لہ یابن رسول اللہ لم سمی النبی الامی الحدیث۔ یعنی بسلسلہ رواۃ مذکورہ جعفر بن محمد صیرفی سے روایت ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کہ نبیؐ کو اُمّی کیوں کہتے ہیں۔ الحدیث المذکور دوسری روایت عبد اللہ بن محمد بن الحسن بن موسی الخشاب عن علی بن اسباط وغیرہ سے مروی ہے۔ جیسا کہ پہلے نقل ہوئی۔ تیسری روایت الحسن بن علی عن احمد بن ھلال عن خلف بن حماد عن عبد الرحمن ابن حجاج قال قال ابو عبد اللہ ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یقرء ویکتب ویقرء مالم یکتب۔ یعنی رسول اللہؐ پڑھتے تھے لکھتے تھے۔ اور پڑھتے تھے جو نہیں لکھتے تھے۔ علل الشرائع۔ صاحب علل نے بھی نقل اسی روایت جعفر بن محمد صیرفی کو اختیار کیا

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ہے۔ پھر روایت ذیل حضرت صادقؑ سے نقل کی ہے۔ قال سئل عن قول اللہ عز وجل وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ فقال بکل لسان۔ یعنی سائل نے اس آیت کی بابت سوال کیا۔ کہ خدا فرماتا ہے۔ وحی کیا گیا ہے مجھ کو یہ قرآن۔ تاکہ میں ڈراؤں تمکو اس کے ذریعہ سے۔ اور جس کو یہ قرآن پہنچے"۔ فرمایا۔ ہر ایک زبان میں وحی ہوا ہے۔ ایضاً عن ابی عبد اللہ قال کان مما من اللہ عز وجل بہ علی رسول اللہ انہ کان یقرء ویکتب فلما توجہ ابو سفیان الی احد کتب العباس الی النبیؐ فجائہ الکتاب وھو فی بعض حیطان المدینۃ فقرءہ ولم یخبر الاصحاب وامرھم ان یدخلوا المدینۃ فلما دخلوا المدینۃ اخبرھم"۔ یعنی فرماتے ہیں کہ منجملہ انعامات واحسانات الٰہی برحضرت نبیؐ یہ ہے۔ کہ حضرتؐ پڑھتے اور لکھتے تھے۔ پس جب کہ ابوسفیان احد کی طرف متوجہ ہوا۔ تو عباسؓ نے حضرتؐ کو خط لکھا جب خط پہنچا۔ آپؐ نے اس کو پڑھا جبکہ آپ نخلستان مدینہ میں تھے۔ اور اصحاب کو خبر نہ کی۔ اور ان کو حکم دیا۔ کہ مدینہ میں داخل ہو جائیں۔ جب وہ شہر میں داخل ہو گئے۔ اس وقت ان کو خبر دی +

اسی مضمون کی احادیث عدۃ الداعی۔ نہایۃ المرام اور خصائص الکبرےٰ میں بھی منقول ہیں چونکہ مضمون واحد ہے۔ بلفظہٖ نقل نہیں کی گئیں۔ ان سب کا ماحصل یہی ہے۔ کہ حضرتؐ ضرور ملکۂ قرأت وکتابت رکھتے تھے۔ اور ہر ایک زبان میں لکھ پڑھ سکتے تھے۔ لہٰذا اس کے خلاف کسی عالم کا قول مسموع نہیں ہو سکتا۔ اور ان احادیث میں قبل بعثت وبعد بعثت کی کوئی قید نہیں ہے۔ حضرتؐ کے مطلق علم قرأت وکتابت کا ذکر ہے۔ پس جس طرح اور علوم قبل بعثت رکھتے تھے۔ اسی طرح یہ علم بھی رکھتے تھے۔ اگر کوئی کہے۔ کہ یہ بعد بعثت ہی حاصل ہوا۔ تو اس کو اسی طرح معصومؑ کا قول سند میں لانا چاہئے جس میں یہ تصریح ہو۔ ورنہ مہمل قیاس سمجھا جائیگا۔ اور اس کے خلاف جو روایت ہوگی۔ مجعول یا محمول بر تقیہ وغیرہ سمجھی جائیگی۔ اور محض کسی ضعیف روایت کی بنا پر۔ دیگر تمام آیات واحادیث کو ترک کر کے جہالت پیغمبرؐ کا قائل ہونا خلاف تدین ہے۔ ہاں بعض میں بعد بعثت نخیت کتابت وقرأت کا ذکر ہے۔ نہ یہ کہ وقت بعثت یہ علم عطا ہوا تھا +

نکتہ ۔ اکثر احادیث قرأت وکتابت میں جو مذکور ہوئیں۔ امام علیہ السلام کے استدلال میں یہ ہے۔ کہ وہ کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے تھے۔ پس وہ کیونکر تعلیم دے سکتے ہیں۔ جبکہ خود لکھنا پڑھنا نہ جانتے ہوں۔ یا کیونکر وہ اس چیز کی تعلیم دے سکتے ہیں۔ جس کو خود نہ جانتے ہوں۔ آیا ہے۔ بظاہر اس کو

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

استدلال سے کچھ تعلق معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ نہ تو حضرتؐ کوئی لکھی ہوئی کتاب پڑھ کر تعلیم دیتے تھے۔ اور نہ لوگوں کو لکھنا پڑھنا سکھاتے تھے۔ پھر اس کا کیا مطلب ہے۔ کہ حضرتؐ کیونکر تعلیم کتاب وحکمت دے سکتے ہیں۔ جبکہ خود نہ جانتے ہوں اور خود لکھنے پڑھنے سے واقف نہ ہوں۔ بعد غور کے معلوم ہوگا۔ کہ اس میں ایک نہایت دقیق ولطیف نکتہ ہے۔ اور وہ یہ کہ مراد تعلیم سے محض تعلیم جہال عرب اور ان پر قرآن تلاوت کرنا نہیں ہے۔ بلکہ اس امر کی طرف اشارہ ہے۔ کہ پیغمبرؐ خزانۂ علم الٰہی ہے اور معلم مطلق۔ ہر ایک علم اسی سے نکلا ہے۔ اور علم قرأت وکتابت بھی جس تک یا جس نبی یا دیگر انسان کو پہنچا ہے۔ وہ اسی خزانۂ علم الٰہی سے پہنچا ہے۔ اور یہ مسلم ہے۔ کہ فاقد الشئے معطی شئے نہیں ہو سکتا۔ جو خود ہی نہیں رکھتا۔ وہ دوسرے کو کہاں سے دیگا۔ لہٰذا جب مثل دیگر علوم علم قرأت وکتابت بھی انبیاء وغیرہم کو آنحضرتؐ ہی سے پہنچا ہے۔ تو ضرور حضرتؐ علم قرأت وکتابت رکھتے تھے معلم مطلق کیونکر اس علم سے خالی ہو کر معلم کہلا سکتا ہے۔ حضرتؐ تمام عوالم جن والنس وارواح وعقول وچرند وپرند غرض ماسوے اللہ پر مبعوث ہیں۔ اور یہ قرآن تمام عالمین ماسوے اللہ کے واسطے ہے۔ پس چاہئے کہ پیغمبرؐ تمام مبعوث الیہم کے کلام کو تحریراً وتقریراً سمجھتا ہو۔ ورنہ ان پر نذیر نہ ہوگا۔ اس وجہ سے حضرتؐ تمام عالمین کی زبانوں کو جانتے تھے اور سمجھتے تھے اور لکھ پڑھ سکتے تھے۔ اسی کی طرف حدیث صادق علیہ السلام میں اشارہ بلکہ تصریح ہے۔ کہ قرآن حضرتؐ کو تمام زبانوں میں وحی کیا گیا۔ اور معلم مطلق کسی وقت وکسی زمانہ میں اس ملکہ سے خالی نہیں ہو سکتا۔ اور یہی مطلب حدیث تفسیر علم بالقلم سے ثابت ہے۔ کہ اول سب سے یہ علم پیغمبرؐ کو ملا تھا۔ اور بعد باب علمؑ کو پہنچا۔ تاکہ وہاں سے خارج ہو کر عالم میں منقسم ہو۔ وعلّم بالقلم ای علم علینا الکتابۃ لك سے صاف ظاہر ہے۔ حجۃ اللہ کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ تمام مبعوث الیہم کی زبانوں کو جانتا ہو۔ ان کو لکھ پڑھ سکتا ہو۔ چنانچہ صاحب اعلام الوریٰ نے حضرت موسیٰ کاظمؑ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرتؑ نے سائل سے علائم امامؑ بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ "ویکلم الناس بکل لسان"۔ یعنی ایک خصلت امام کی یہ ہے۔ کہ وہ لوگوں سے ہر ایک زبان میں کلام کرتا ہے۔ پھر آپؑ نے سائل سے فرمایا۔ کہ میں ایسی ایک علامت کی تصدیق کراتا ہوں۔ اتنے میں ایک خراسانی آیا۔ اور اس نے حضرتؑ سے عربی میں گفتگو شروع کی۔ آپؑ نے اس کو فارسی میں جواب دینا شروع کیا۔ اس نے عرض کیا۔ میں نے اس وجہ سے عربی میں بات کی۔ کہ آپ فارسی نہیں جانتے ہیں۔ فرمایا۔ سبحان اللہ جب میں تجھ کو تیری زبان میں جواب نہ دے سکوں۔ تو مجھ کو تجھ پر فضیلت ہی کیا ہوئی۔ اور کیونکر میں مستحق امامت ہو سکتا ہوں"۔ یا ابا محمد ان الامام لا یخفیٰ علیہ کلام احد من الناس ولا منطق الطیر ولا کلام شئ فیہ روح۔ الے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ابومحمد امام سے کسی شخص کا کلام مخفی نہیں۔ اور نہ پرندوں کا نطق اور نہ اور کسی شے کی زبان جس میں روح ہے۔ یعنی سب امور سے اوّل تمام زبانوں کا جاننا حجۃ اللہ کے لئے ضروری ہے۔

جناب آخوند علامہ مجلسی اعلی اللہ مقامہ کا فیصلہ

جناب علامہ موصوف اُمّی کے معنی میں لکھتے ہیں۔ "سُمّی الامی لانہ کان من ام القریٰ وھو قولہ تعالیٰ بعث فی الامیین رسولا وقال اٰخرون اراد الذی لا یکتب"۔ اور دوسروں نے کہا ہے۔ کہ مراد اُمّی سے وہ ہے۔ جو نہ لکھتا ہو۔ وروی عنہ "نحن امۃ اُمّیۃ لا نقرء ولا نکتب"۔ ہم اُمت امیہ ہیں۔ نہ لکھتے ہیں نہ پڑھتے ہیں۔ پھر جعفر بن محمد صیرفی اور علی بن اسباط والی روایات کو نقل کر کے۔۔ دو روایتیں اور بھی نقل کی ہیں۔ ایک جناب ابوعبداللہ علیہ السلام سے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ حضرت پر یہ احسان خدا تھا۔ کہ حضرت اُمّی تھے۔ لکھتے نہ تھے اور کتاب پڑھتے تھے (یعنی بلاتعلیم پائے)۔ پھر جناب علامہ جمع بین الاحادیث میں لکھتے ہیں۔ "یمکن الجمع بین ھذہ الاخبار بوجھین الاول انہ کان یقدر علی الکتابۃ ولکن کان لا یکتب لضرب من المصلحۃ والثانی ان یحمل اخبار عدم الکتابۃ والقرءۃ علی عدم تعلمھما من البشر وسائر الاخبار علی انہ کان یقدر علیھما بالاعجاز وکیف لا یعلم من کان عالما بعلوم الاولین والاخرین ان ھذہ النقوش موضوعۃ لھذہ الحروف ومن کان یقدر علی نقش الحروف والکلمات علی الصحائف والالواح"۔ یعنی احادیث میں دو طرح سے جمع واتفاق ممکن ہے۔ ایک تو یہ ہے۔ کہ حضرت لکھ پڑھ سکتے تھے۔ لیکن کسی مصلحت کی وجہ سے نہیں لکھتے تھے (گویا جن احادیث میں نفی ہے۔ یعنی فعل قرأت وکتابت ہے۔ جیسا کہ ظاہری الفاظ سے ظاہر ہے۔ لایکتب یعنی لکھتے نہ تھے۔ اس کو نفی علم وملکۂ قرأت وکتابت سے کوئی تعلق نہیں)۔ دوسرے اس طرح پر کہ ہم عدم قرأت وکتابت کی روایات کو عدم تعلم عن البشر پر محمول کریں۔ یعنی کسی سے حضرت لکھتے پڑھتے نہ تھے۔ جس طرح عام انسان دوسرے سے لکھتے پڑھتے ہیں۔ اور بعد سیکھنے کے لکھنے پڑھنے لگتے ہیں۔ بلکہ بلاتعلیم عن البشر اعجاز سے لکھنے پڑھنے پر قادر تھے۔ اور کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ جو شخص علم اولین وآخرین رکھتا ہو۔ وہ یہ علم نہ رکھتا ہو۔ اور نہ جانتا ہو۔ کہ یہ نقش ان حروف کے مقابل موضوع ہیں۔ اور جو شخص قدرتِ الٰہی سے شق القمر اور اس سے بڑے بڑے کام کر سکتا ہو۔ وہ کسی صفحۂ قرطاس وتختی پر نقش حروف وکلمات پر قادر نہ ہو۔ انتہی"۔ (ششم بحار)۔ ضرور قادر ہے۔ حقائق اُس کے وجود میں ہیں۔ وہ خواہ کسی صورت ونقش اور کسی لباس میں ظاہر ہوں۔ وہ جانتا ہے۔ اور ہر ایک بات میں لکھ سکتا ہے۔ "وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء"۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حدیث **نحنُ اُمّۃ اُمّیّہ** اسی پر دال ہے۔ کہ حضرتؐ نے کسی سے تعلیم نہیں پائی۔ اور حضرتؐ کا مقصود یہ ہے۔ کہ ہم گروہ انبیاءؑ کسی سے تعلیم نہیں پاتے۔ اور کسی بشر سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھتے۔ ورنہ اگر حدیث کا یہ مطلب لیا جائے۔ کہ ہم گروہ انبیاءؑ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے۔ تو ظاہر البطلان ہے۔ اس واسطے کہ تواریخ و سیر شاہد ہیں۔ کہ حضرات انبیاءؑ سابقین لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اور بعض کا ذکر قرآن میں بھی ہے۔ مثل حضرت سلیمانؑ۔ اور احادیث میں ہے۔ کہ حضرت آدمؑ تمام زبانوں میں لکھتے پڑھتے تھے۔ اور بہدۂ تمام زبانوں کا حضرت ابوالبشرؑ ہیں۔ پھر کیونکر یہ حدیث صحیح ہو سکتی ہے۔ کہ ہم گروہ انبیاءؑ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے۔ ضرور یہی مطلب ہے۔ کہ ہم کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھتے۔ کیونکہ مسلمات سے ہے۔ کہ انبیاءؑ معلم بتعلیم الٰہی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ثابت کیا جا چکا ہے۔ اور یہ مطلب اس وقت صحیح ہے جبکہ "نحن" سے مراد گروہ انبیاءؑ ہو۔ ورنہ اس امر کو ملحوظ رکھتے ہو۔ کہ نبی اُمّی خاص حضرتؐ کا لقب ہے۔ **نحنُ اُمّۃ اُمّیّہ** سے مراد گروہ انبیاءؑ نہیں۔ بلکہ وہ امت خاص ہے جس کا ایک فرد پیغمبرؐ ہے۔ اور جس کو امیین کہا گیا ہے۔ جیسا کہ ہم عنقریب ذکر کرتے ہیں۔ یعنی ائمہ علیہم السلام جنہوں نے کسی سے تعلیم نہیں پائی۔ جو کچھ جانتے ہیں۔ سب من جانب اللہ ہے۔ اور علم موہبتی و لدنی ہے۔ اس بنا پر بھی حدیث نحنُ اُمّۃ اُمّیّۃ جہالت پیغمبرؐ پر دال نہیں۔ اور اس سے امی کے یہ معنی پیدا نہیں ہوتے۔ کہ امی بمعنی جاہل و ناخواندہ محض ہے۔ بلکہ ناخواندہ بایں معنی ہے۔ کہ کسی سے نہیں پڑھا۔ اور کسی بشر سے تعلیم نہیں پائی۔ وھو الحق +

توجیہات اُمّی } صاحب مجمع البیان وغیرہم اُمّی کی توجیہات حسب ذیل لکھتے ہیں۔ وفی الامی اقوال احدھا انہ الذی لایکتب ولایقرء وثانیھا انہ منسوب الی الامۃ والمعنی انہ علی جبلۃ الامۃ قبل استفادۃ الکتابۃ وقیل المراد بالامۃ العرب لانھا لم تحسن الکتابۃ وثالثھا انہ منسوب الی الام والمعنی انہ ما ولدتہ امہ قبل تعلیم الکتابۃ ورابعھا انہ منسوب الی ام القری وھو مکۃ وھو المروی عن ابی جعفر الباقرؑ وعن ابی الجعفر الثانیؑ انتھی۔ یعنی اُمّی کے معنی میں اہل لغت و مفسرین کے کئی قول ہیں۔ اوّل یہ کہ جو لکھتا پڑھتا نہ ہو۔ دوم منسوب ہے امت کی طرف۔ اور معنی یہ ہیں کہ وہ اسی سرشت اوّل پر ہے۔ جو قبل سیکھنے کتابت کے ہوتی ہے۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ مراد امت سے عرب ہیں۔ کیونکہ وہ لکھنا نہیں جانتے تھے۔ سوم یہ کہ منسوب ہے طرف اُمّ بمعنی والدہ کے۔ اور معنی یہ ہیں کہ وہ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ شکم مادر سے پیدا ہوا ہو قبل اس کے کہ کتابت سیکھے۔ چہارم یہ کہ منسوب ہے طرف اُمّ القریٰ یعنی مکہ معظمہ کی طرف۔ اور یہی معنی مروی ہیں معصومین علیہم السلام سے۔ انتھی۔ اس سے بھی ظاہر

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ہوگیا کیونکہ آخری معنی کلام امامؑ سے ماخوذ ہیں۔ اور باقی غیر معصومین کا کلام ہے۔ اور اس لئے وہ بمقابل معصوم ہرگز قبول نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں اگر سرشت امی پر ہونے اسی ویسا ہی ہونے سے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا یہ مطلب لیا جائے کہ اس نے کسی سے تعلیم نہیں پائی۔ ویسا ہی ہے جیسا کہ پیدا ہوا تھا قطع نظر اس سے کہ وہ علم رکھتا ہے یا نہیں تو صحیح۔ بیشک پیغمبرؐ نے کسی سے تعلیم نہیں پائی۔ البتہ بتسلیم ربانی سب کچھ جانتے تھے۔ اور اسی تعلیم سے قرأت و کتابت کا علم بھی رکھتے تھے۔ اور تمام عرب کا لکھنا پڑھنا نہ جاننا بالضرورۃ باطل ہے۔ اور اس لئے اس بنا پر بھی اُمّی کے معنی جاہل و ناخواندہ محض کسی طرح ثابت نہیں ہوتے۔ ہاں اُمّی کے یہ معنی کہ کسی سے تعلیم نہ پائی ہو ضرور صحیح ہیں۔ اور امامؑ سے بھی منقول ہیں۔ ملاحظہ ہو ششم بحار باب اعجاز القرآن بصورت استدلال مرتضیٰ آیۂ "لو شاء اللہ ما تلوتہ علیکم فلقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں "فلھذا احتج (اللہ) علیھم بان اولئک الکفار شاھدوا رسول اللہ من اول عمرہ الی ذالک الوقت وکانوا عالمین باحوالہ وانہ ما طالع کتابا ولا تلمذ لاستاذ ولا تعلم من احد ثم بعد انقراض اربعین سنۃ جاء بھذا الکتاب العظیم" یعنی اس سے خدا نے کفار سے احتجاج کیا ہے کہ کفار نے حالات پیغمبرؐ کا مشاہدہ کیا ہے۔ اول عمر سے آخر عمر تک وہ جانتے ہیں کہ نہ اس نے کسی کتاب کا مطالعہ کیا۔ اور نہ کسی استاد کی شاگردی کی۔ اور نہ کسی سے کچھ سیکھا۔ اور پھر بعد گزر جانے چالیس سال کے یہ کتاب عظیم لایا .... ان محمدا کان رجلا امیا لم یتلمذ لاحد ولم یطالع کتابا۔ اور تحقیق محمدؐ ایک شخص اُمّی تھے نہ کسی کی شاگردی کی تھی۔ اور نہ کسی کتاب کا مطالعہ کیا تھا۔

نیز علامہ مجلسیؒ مرآۃ العقول شرح اصول کافی میں اختلافات اُمّی کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ "قول اختلفوا فی ان النبی ھل کان یقدر ان یقرء ویکتب ام لا۔ والذی یقتضیہ الجمع بین الاخبار انہ لم یکن تعلم الخط والقرءۃ من احد من البشر لکنہ کان قادرا علی الکتابۃ وعالما بالمکتوب بما علم بہ سائر الامور من قبل اللہ تعالیٰ ولم یقرء ویکتب لیکون حجۃ علی قومہ اتم واکمل" یعنی لوگوں میں اس بات میں اختلاف ہے۔ کہ آیا پیغمبرؐ لکھنے پڑھنے پر قادر تھے یا نہیں۔ اور مقتضائے جمع بین الاخبار یہ ہے۔ کہ حضرتؐ نے کسی بشر سے خط قرأت و کتابت نہیں سیکھی۔ لیکن وہ قادر تھے اس کے لکھنے پر اور لکھے ہوئے کو پڑھنے پر اس قوت (یا اسی روح) کے ذریعہ سے جس کے ذریعہ اور تمام امور حضرتؐ کو من اللہ حاصل ہوئے تھے۔ اور حضرتؐ لکھتے پڑھتے نہ تھے (یعنی ظاہر نہ فرماتے تھے) تاکہ امت پر پورے طور سے اتمام حجت ہو۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

کہ بلا تعلیم و بلا کسی سے لکھے پڑھے ایسا کلام لایا۔ اور یہ حقائق بیان کرتا ہے"۔ اگر پہلے سے لکھتے پڑھتے ہوتے۔ تو شبہ ہوتا۔ کہ شاید دوسری کتب سے جمع کر لیا۔ لیکن جب اظہار نبوت ہو گیا۔ اور آیات بیّنات و معجزات باہرات سے نبوت کو ثابت کر دیا گیا۔ کہ سب من اللہ ہے۔ تو اس وقت لکھنا پڑھنا کچھ مضر نہ تھا۔ کیونکہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ جس طرح اور حقائق امور من جانب اللہ حاصل ہوئے ہیں۔ یہ علم بھی من جانب اللہ عطا ہوا ہے۔ اسی وجہ سے بعد بعثت اس کا اظہار مضر و خلافِ مصلحت نہ سمجھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا۔ جیسا کہ احادیث مذکورہ میں ہے۔ لہذا منفی قبل بعثت فعل قرأت و کتابت ہے نہ کہ ملکۂ قرأت و کتابت۔ وہ پہلے بھی تھا اور اب بھی۔ صرف مصلحۃً ظاہر نہ کرتے تھے۔ اور اُمّی کے معنی ناخواندہ بمعنی جاہل نہیں ہیں بلکہ ناخواندہ بمعنی لم یتعلم من احد من البشر ہیں۔ وھو المطلوب۔ یہاں علامہ مجلسی بھی اس مصلحت کو نہ سمجھے جس کی وجہ سے جناب علامہ کنتوری پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جاہل رہنا ضروری سمجھتے ہیں +

توریت و انجیل سے اُمّی کے معنی۔

ہم سابقاً عرض کر چکے ہیں۔ کہ نبی اُمّی آپ کا خاص لقب ہے جس طرح اِس زمانے میں حضرت اُمّی لقب کہلاتے ہیں۔ اسی طرح اُمم سابقین نبی اُمّی تھے توریت و انجیل میں نبی اُمّی کی پیشین گوئی موجود ہے۔ توریت میں ذکر ہے۔ اور ہم نقل کر چکے ہیں۔ اب دیکھنا چاہئے۔ کہ توریت میں جہاں اس نبی اُمّی کی بشارت و پیشینگوئی ہے۔ وہاں کس صفت سے موصوف کیا گیا ہے۔ آیا یہ بشارت دی گئی ہے۔ کہ آئندہ ایک نبی جاہل مبعوث کرینگے یا کچھ اور۔ جناب علامہ مجلسیؒ مرآۃ العقول میں جناب علامہ طبرسیؒ سے یجدونہ مکتوباً عندھم فی التوراۃ والانجیل کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں۔ توریت سفر خامس۔ انی ساقیم لھم نبیا من اخوتھم مثلک واجعل کلامی فی فیہ فیقول لھم کلما اوصیہ بہ۔ میں عنقریب ان کے بھائیوں (بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسمٰعیل) میں سے ایک نبی مثل تیرے (موسٰے) مبعوث کرونگا۔ اور اپنا کلام اُس کے منہ میں رکھ دونگا۔ پس وہ ان سے وہی کہیگا۔ جو میں بتلاؤنگا۔ "ما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ"۔ اور ایک اور توریت میں ہے۔ کہ خدا حضرت ابراہیمؑ سے فرماتا ہے۔ کہ ہم اپنی کنیز خاص (حضرت ہاجرہؑ) کے بطن سے ایک نبی مبعوث کرینگے۔ جس کا ہاتھ سب کے سروں پر مبسوط ہوگا۔ اور اس کو ہم بہت بابرکت بنائینگے (ورحمتی وسعت کل شئی۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین)۔ نیز توریت میں ہے۔ خدا کا نور کوہ سینا سے چمکا۔ اور ساعیر سے نمایاں ہوا۔ اور کوہ فاران سے ظاہر ہوا۔ انجیل میں ہے۔ آخر زمانے میں ہم تمکو فارقلیط عطا کرینگے۔ اور

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

وہ آخرالدہر تک رہیگا (یعنی اس کا دین قیامت تک باقی رہیگا۔ اور وہ خاتم النبیین ہوگا)۔ نیز جناب مسیح عم حواریین سے فرماتے ہیں۔ انا اذھب وسیاتیکم الفارقلیط روح الحق الذی لا یتکلم من قبل نفسہ انہ نذیرکم بجمیع الحق ویخبرکم بالامور ویمدحنی یشھد لی ویحل لھم الطیبات الخ۔ میں جاتا ہوں۔ اور تمہارے پاس عنقریب فارقلیط آئیگا۔ جو حق کی روح ہے۔ اور جو اپنی طرف سے کچھ بات نہ کہیگا۔ وہ تم سب کا نذیر ہوگا۔ جمیع حق کے ساتھ۔ اور تمہیں امور غائبہ کی خبر دیگا۔ اور اس کی مدت دراز ہوگی۔ یہاں تک کہ مجھے دیکھیگا۔ اور وہ طیب چیزوں کو حلال کریگا"۔ پس معلوم ہوا۔ کہ توریت و انجیل میں نبی امی صفت جاہل سے متصف نہیں ہے۔ بلکہ ایک صفت اس کی یہ ہے۔ کہ وہ رحمۃ للعالمین اور مبارک ہوگا۔ دوم یہ کہ وہ لسان اللہ ہوگا۔ جو ہم کہینگے۔ وہی کہیگا۔ اپنی طبیعت اور اپنی خواہش نفس سے کچھ نہیں کہیگا۔ مدت اس کی دراز ہوگی۔ یہاں تک کہ بیٹے کا مشاہدہ کریگا (یہ ظاہر ہوگا مگر زمانہ ظہور مہدی میں)۔ اور طیبات کو حلال کریگا۔ ان سب میں صفت خاصہ منتخبہ "اجعل کلامی فی فیہ یا اضع کلامی فی فیہ" ہے۔ میں اپنا کلام اس کے منہ میں رکھ دونگا۔ اس کا کلام میرا کلام ہوگا۔ اور وہ لسان اللہ ہے۔ یہ قاعدہ ہے۔ کہ اول بچے کو ماں باتیں سکھاتی اور گویا کلام منہ میں دیتی ہے۔ یہ نبی ایسا ہے۔ کہ اس کو کلام سکھانے والا اور کلام منہ میں رکھنے والا خدا ہے۔ اور اس میں اس کی طرف بھی اشارہ ہے کہ وہ جو کچھ پائیگا۔ وہ خدا ہی کی طرف سے ہوگا۔ کسی غیر سے تعلیم نہ پائیگا۔ جتنے کہ کلام بھی اس کا کلام خدا ہی ہوگا۔ یوں تو ہر کتاب الہٰی کلام اللہ ہے۔ لیکن یہ صفت کسی پیغمبر کے لئے نہیں ہے۔ کہ جو کچھ اور جس وقت بھی وہ بولے۔ خدا ہی کی طرف سے ہو۔ اور کلام خدا اس کے منہ میں ہو۔ یہ صفت خاص پیغمبر امی لقب ہی سے مخصوص و مختص ہے۔ گویا توریت و انجیل میں امی کے معنی لسان اللہ ہیں۔ ع

"اللہ بولتا ہے انہی کی زباں سے"

تفسیر امیین اور ان کی تشخیص۔

جناب علامہ کنتوری صاحب نے لفظ "منہم" سے مثل مشرکین عرب پیغمبرؐ کو امی بمعنی جاہل ثابت کیا ہے۔ کہ وہ مثل ان کے امی ہیں۔ جیسا کہ ذکر ہوا۔ اور ہم اس کو باطل کر چکے ہیں۔ اس "منہم" کی تفسیر سے پہلے ہم ایک دو اور منہم ہی ذکر کئے دیتے ہیں "لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم"۔ البتہ خدا نے مومنین پر بڑا احسان کیا جبکہ ان میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا (یہاں یہ امر غور طلب ہے۔ کہ وہ مومنین کون ہیں۔ جو وقت بعثت موجود تھے۔ اور ان میں سے انہی پر پیغمبر مبعوث ہوئے)۔ "لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم"۔ "البتہ آیا ہے تم میں سے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

یا تمہارے نفیس تریں میں سے تمہارے پاس رسولؐ ہے جو کچھ تمہیں تکلیف پہنچتی ہے۔ وہ اس پر سخت گراں گزرتی ہے۔ وہ تمہاری ہدایت پر بہت ہی حریص ہے۔ اور مومنین پر نہایت شفیق و مہربان" (سورۂ توبہ)۔ اس "منہم" کے ساتھ "انہ منہم" کو بھی ملا لیا جاتا۔ تو پیغمبرؐ مثل مشرکین جاہل ثابت نہ ہوتا بلکہ مومن کامل بلکہ مسلم حقیقی و بلا واسطہ۔ خیر اب ہم دیکھتے ہیں کہ آیۂ سورہ جمعہ "هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ" "وہ ہی خدا ہے جس نے امیین میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث برسالت کیا۔ جو ان پر آیات الٰہی کی تلاوت کرتا ہے۔ اور ان کا تزکیہ کرتا ہے۔ اور ان کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ اگرچہ وہ اس سے پہلے ضلال مبین میں تھے۔ اور دوسرے لوگ انہی امیین میں سے ہیں۔ جو ابھی تک ان سے ملحق نہیں ہوئے ہیں۔ اور وہ صاحب عزت و حکمت ہے (غالب ہے ہر تدبیر پر۔ اور ہر ایک امر موافق حکمت کرتا ہے)۔ اور یہ خدا کا خاص فضل ہے۔ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے"۔ ان آیات میں چند امور قابل غور و توجہ ہیں۔ اول یہ کہ رسولؐ ایک جماعت امیین میں سے انہی پر مبعوث ہوا ہے۔ دوم وہ لوگ بعثت سے پہلے ضلال مبین میں تھے۔ سوم ان امیین کی میں سے کچھ باقی ہیں۔ جو وقت بعثت ان سے ملحق نہیں ہوئے تھے۔ چہارم چونکہ لفظ "لما" مقام توقع و ترقب میں استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے آخرین کے ملحق ہونے اور ان امیین سے مل جانے کی امید ہے۔ اور وہ ضرور ملحق ہونگے۔ پنجم یہ کہ یہ خدا کا خاص فضل ہے۔ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ ہر ایک کو نصیب نہیں۔ اب اگر امیین سے مراد جاہلین مشرکین و کفار ہیں۔ تو آخرین کون ہیں۔ جو ابھی ان سے ملحق نہیں ہوئے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا۔ کہ خدا فرماتا ہے۔ کہ آخر زماں میں ہم کچھ جاہل و مشرکین اور پیدا کرینگے۔ جو ان سے آکر ملحق ہونگے۔ اور اس کو عقل تسلیم نہیں کرتی۔ کہ خدا کچھ جاہلین کے آنے اور ان کے آخر زماں میں آکر مل جانے کی خبر دیتا ہو۔ دوسرے وہی اعتراض لازم آتا ہے۔ کہ پیغمبرؐ مثل جہالت کے اور امور میں بھی مثل ان کے ہو یعنی مشرک ہو۔ اور مثل ان کے گمراہ ہو۔ کیونکہ اس صورت میں ضلال کے معنی گمراہی ہونگے۔ اس لئے کہ مشرکین اول گمراہ ہیں۔ اور اس کو کوئی متدین مسلمان تسلیم نہ کریگا۔ پیغمبرؐ کا مخلوق و مفطور بر دین و ایمان ہونا ضروریات سے ہے۔ اور محقق و مبرہن۔ اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے۔ کہ دوسری جگہ جو امیین آیا ہے۔ وہاں امیین سے مراد جاہل نہیں ہیں۔ بلکہ وہ لوگ مراد ہیں۔ جن پر پہلے کوئی رسول مبعوث نہیں ہوا۔ اور یہ کہ پیغمبرؐ ان معنی میں امی نہیں ہے۔ اور نہ بمعنی جاہل امی ہے۔ لہذا ان امیین میں سے نہ ہوا۔ اور اطلاق لفظ ظاہر و مقتضی ہے۔ کہ پیغمبرؐ انہی امیین میں سے ہو۔ اور انہی صفات سے متصف ہو۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

جب "منہم" کا اطلاق صحیح ہوگا۔ اس لئے امیّین سے مشرکین وکفار عرب ہرگز مراد نہیں ہوسکتے۔ ورنہ آیت کے معنی مہمل ہوجائینگے۔ بلکہ اُمیین وہ جماعت ہے۔ جو اس معنی میں اُمّی ہے۔ جس معنی میں پیغمبرؐ اُمّی کا لقب اُمّی ہے۔ اور وہ وہ جماعت اُمّی ہے۔ جو اس وقت موجود تھی۔ جس وقت پیغمبرؐ مبعوث برسالت ہوئے۔ اور پیغمبرؐ اس جماعت کا ایک فرد ہے۔ اور وہ امی وہ جماعت ہے۔ جو اس وقت یعنی وقتِ بعثتِ پیغمبرؐ ساری موجود نہ تھی۔ بلکہ بعض افراد اس کے بعد میں آکر ملحق ہوگئے۔ اور یہ وہ جماعت ہے جس پر خدا کا خاص فضل ہے۔ اور اِس فضل سے وہی مختص ہے۔ لہٰذا یہ دیکھنا ضروری ہُوا۔ کہ وہ کونسی جماعت ہے جس کا ایک فرد پیغمبرؐ اُمّی ہے۔ اور وہ وقتِ بعثت موجود تھی۔ اور اس میں سے پیغمبرؐ نکلا۔ اور ان پر مبعوث ہُوا۔ اِس جماعت کی بابت جس میں سے پیغمبرؐ مبعوث ہُوا۔ خدا یوں خبر دیتا ہے "وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ○ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ" ○ (بقرہ ع ۱۵)۔ "اور یاد کرو اُس وقت کو جبکہ ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ خانہ کعبہ بنا رہے تھے (تو انہوں نے عرض کیا)۔ اے ہمارے پروردگار ہم سے اِس خدمت کو قبول فرما تحقیق کہ تو سُننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہم دونو کو اپنا خاص مسلمان و مطیع و منقادِ مطلق بنا۔ اور ہماری دونو کی ذریت میں سے بھی ایک امت ایسی ہی مسلمان و مطیع و منقادِ مطلق بنا۔ اور ہمارے مناسک ہم کو دکھلا دے۔ اور ہمارے رجوع و انابت کو قبول فرما تحقیق کہ تو توبہ و رجوع کا قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اے ہمارے پروردگار اِس امت میں انہی میں سے ایک کو مبعوث بہ رسالت فرما جو اِس امت پر تیری آیات کی تلاوت کرے۔ اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے۔ اور ان کا تزکیہ کرے۔ بیشک تو عزت والا اور حکیم ہے۔"

اِس آیت سے ثابت ہُوا کہ ذریت ابراہیمؑ اولاد اسمٰعیلؑ میں سے ایک امت مسلمہ مثل ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ ہے۔ جس میں سے ایک فرد پیغمبرؐ ہے۔ اور یہ مسلّم ہے۔ کہ اولاد اسماعیلؑ میں سوائے پیغمبر خاتم النبیینؐ اور کوئی پیغمبر مبعوث نہیں ہُوا۔ پس یہ امت مسلمہ وہی امت ہے۔ جس میں سے پیغمبرؐ مبعوث ہُوا۔ اور پیغمبرؐ اسی امت کا ایک فرد ہے۔ اور وہ امت انہی صفات سے متصف ہے۔ جن سے پیغمبرؐ۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ پیغمبرؐ بنی ہاشم میں سے مبعوث ہوئے ہیں۔ اور بنی ہاشم میں ایسا شخص جو بعثتِ پیغمبرؐ سے پہلے سے مسلمان باسلام حقیقی بلا واسطہ مثل اسلام ابراہیمؑ و اسماعیلؑ ہو۔ سوائے اِس نفس رسولؐ کے جس کی شان میں آیا ہے "لم یشرک باللہ طرفۃ عین ابداً"۔ کہ اس نے کبھی کسی حال میں ایک چشم زدن کے واسطے شرک کا ارتکاب

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

نہیں کیا۔ یعنی وہی بزرگوار جو اسلام فطری پر باقی تھا۔ اور بچپن ہی میں پیغمبرؐ کے ساتھ ہوا اور ایمان لایا۔ اور وہ غیر از علیؑ ابن ابی طالبؑ اور کوئی نہیں۔ پس وہ امت مسلمہ جو وقت بعثت موجود تھی اور اس کا ایک فرد پیغمبرؐ ہے جو اس پیاسی میں سے مبعوث ہوا۔ یہ بزرگوار نفس رسولؐ مصداقؑ "لحمك لحمی ودمك دمی" ہے۔ دوسا امت کا لفظ ایک پر بھی بولا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کے واسطے قرآن میں آیا ہے "وکان امتاقانتا"۔ اور وہ آخرین لعد بس ملحق ہونے والے دیگر معصومینؑ صفات نبویؐ وعلویؑ سے متصف اسی شجرۂ طیبہ ابراہیمیؑ کی شاخیں ہیں۔ اور سب سے آخر آخرالزمن میں مہدیؑ آخرالزمان آکر ملحق ہونگے۔ لہذا یہ امت غیر از محمدؐ و آل محمدؐ اور کوئی نہیں ہوسکتی سو "ذالك فضل الله یؤتیه من یشاء"۔ یہی ایک جماعت پیغمبرؐ اُمّی کی تمام صفات سے متصف ہوسکتی ہے۔ اور یہی وہ جماعت ہے جس کی صفت "نحن امة امیة لانقرء ولانکتب" ہے "ہم جماعت امیہ امیین ہیں۔ نہ کسی سے لکھتے ہیں۔ نہ پڑھتے ہیں۔ بتعلیم ربانی عالم ہوتے ہیں۔ اور جو کچھ رکھتے ہیں منجانب اللہ" کیونکہ کتاب بجعل الٰہی انہی کی سرشت میں داخل اور ان کے وجود کے ساتھ ہے "وجعل فی ذریته النبوة والکتاب" خدا نے ذریت ابراہیمؑ میں نبوت وکتاب قرار دی ہے۔ نبوت حضرت خاتمؐ پر بنص قرآن ختم ہوگئی لیکن کتاب اس امت کے وجود میں تاقیام قیامت باقی ہے "لن یفترقا حتی یردا علی الحوض"۔ یہی وہ امت ہے جس کو پیغمبرؐ کتاب وحکمت تعلیم دیتا ہے۔ وہی کتاب وجودی وراثۃً پیغمبرؐ سے ان کو پہنچی ہے۔ اور وہ اس کے وارث ہیں۔ اور تعلیم باطنی نہ ظاہری "انه لقرآن کریم فی کتاب مکنون لا یمسه الا المطهرون"۔ اس کو وہی نفوس مزکّی ومطہر مس باطنی کرتے ہیں جن کی شان "یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا" ہے۔ یہی مزکّی ومطہر ہیں نہ غیر۔ اور تعلیم واقعی کتاب وحکمت ان کے لئے ہے نہ غیر کے لئے۔

جاننا چاہئے کہ اُمم سابقہ میں بشارت وپیشین گوئی پیغمبرؐ خاتم النبیینؐ کی چلی آتی تھی۔ اور سلسلہ نبوت حضرت ابراہیمؑ سے دو شاخوں میں منتقل ہوا۔ شبہ ہوسکتا ہے۔ کہ پیغمبرؐ خاتم النبیین بنی اسرائیل سے ہوگا یا بنی اسمٰعیلؑ سے۔ خدا نے اس شبہ کو چند علائم وصفات سے رفع کیا۔ اوّل یہ فرمایا۔ کہ وہ کوہ فاران یعنی اُم القرٰے (مکہ) سے ظہور کریگا۔ دوم یہ کہ ہماری کنیز خاص ہاجرہؑ کے بطن سے ہوگا۔ کیونکہ اگر صرف یہی کہا جاتا۔ کہ اے ابراہیمؑ تیری ذریت یا تیری اولاد سے ہوگا۔ تو بنی اسرائیل سے اشتباہ ہوتا۔ لہذا حضرت ہاجرہؑ کا ذکر کیا گیا۔ اور حضرت ہاجر اُم العرب کہلاتی ہیں۔ اور حضرت اسمٰعیلؑ ابوالعرب۔ اور ابن خلدون نے ذکر کیا ہے۔ کہ ہاجرؑ جس قریہ کی رہنے والی تھیں اس کا نام بھی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

اُم العرب تھا۔ اور جب حضرت ابو العرب حضرت اسمٰعیلؑ مکہ میں آباد ہوئے۔ اُس وقت مکہ اُم القریٰ کے نام سے مشہور ہوا۔ پس نبی اُمّی اُمّ العرب کی نسل سے ہے۔ سوم یہ کہ اُس کی صفت خاص یہ ہے " اضع کلامی فی فیہ " میں اپنا کلام اُس کے منہ میں رکھ دونگا۔ وہ لسان اللہ ہوگا۔ اور کسی سے تعلیم نہ پائیگا۔ قاعدہ ہے۔ کہ جب کسی کی شناخت بتلائی جاتی ہے۔ تو اُس کے خاندان۔ وطن اور اُس کی صفت خاص کا ذکر کیا جاتا ہے کہ فلاں خاندان کا فلاں جگہ کا رہنے والا اور فلاں صفت کا آدمی۔ تاکہ اُس کی شناخت ومعرفت حاصل ہو۔ چنانچہ آنحضرتؐ کی پیشینگوئیوں میں یہ تینوں باتیں موجود ہیں۔ یعنی اُمّ العرب حضرت ہاجرہؑ کی اولاد سے۔ اُمّ القریٰ (مکہ) کا رہنے والا۔ اُمّی لقب خدا کا پڑھایا ہوا لسان اللہ۔ اور ان تمام امور میں آلِ محمدؐ مشترک ہیں۔ اس لئے ان امیین سے مراد جن کا ایک فرد پیغمبرؐ اُمّی ہے آلِ محمدؐ ہی ہوسکتے ہیں۔ اور یقیناً وہی ہیں۔ کما قال اول الامیین منھم علیہ السلام۔ دیکھو تفسیر برہان " محمد بن العباس قال حدثنا محمد بن القاسم عن عبید بن کثیر عن حسین بن نصر بن مزاحم عن ابیہ عن ابان بن ابی عیاش عن سلیم بن قیس عن علی علیہ السلام قال نحن الذین بعث اللہ فینا رسولاً یتلوا علینا اٰیتہ ویزکینا ویعلمنا الکتٰب والحکمۃ " یعنی جناب امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ علیہ السلام فرماتے ہیں " ہم ہی وہ امیین ہیں۔ ہم میں خدا نے رسولؐ بھیجا۔ جو ہم پر اُس کی آیات تلاوت کرتا ہے۔ اور ہمارا تزکیہ کرتا ہے۔ اور ہم کو کتاب وحکمت تعلیم دیتا ہے " جب وہ امیین جن میں سے پیغمبرؐ ہے آلِ محمدؐ علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ تو بنا بریں " ضلال مبین " کے معنی گمراہی نہ ہونگے۔ ضلال کے بہت سے معانی ہیں اور قرآن میں ضلال تقریباً اٹھارہ معنی میں استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ ہم نے حاشیہ (ترجمہ)[۱] تنزیہ الانبیاءؑ میں سارے معانی بقید آیات لکھے ہیں۔ اور ضلال کے لغوی معنی خفا وپوشیدگی ہیں۔ جیسا کہ آیت میں " ءاذا ضللنا فی الارض ءانا لفی خلق جدید " یعنی " منکرین قیامت کہتے ہیں۔ کہ کیا جب ہم مرکر خاک میں مل جائینگے۔ کیا ہم پھر نئے سرے سے خلق کئے جائینگے " یہاں یقیناً ضلالت کے معنی گمراہی نہیں ہیں۔ بلکہ وہی خفاء وپوشیدگی مراد ہیں۔ پس آیۂ مذکورہ میں بھی ضلال مبین سے ظاہر بظاہر پوشیدگی وخفا مراد ہے۔ کہ یہ امت امیہ جب سے کہ شجرۂ طیبۂ ابراہیمیؑ سے جدا ہوئی تھی۔ پوشیدہ تھی۔ لوگ اس کے کمالات اوصاف وآثار سے واقف نہ تھے۔ تا روز بعثت یہی اسی خفاء میں رہی۔ روز بعثت سے اس کے اوصاف کھلنے لگے۔ اور یہی معنی ہوسکتے ہیں " ووجدک ضالاً فھدیٰ " کے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ یہ امیینؑ جاہل ہیں نہ مشرکین۔ بلکہ پیغمبرؐ اور ائمہ طاہرینؑ اول المسلمین ومعلم العالمین ہیں +

۱؎ یہ کتاب دفتر البرہان سے مل سکتی ہے قیمت رعایتی عمر۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

پیغمبرؐ کو کن کن معانی کے لحاظ سے امی کہہ سکتے ہیں

اُمّی کی اس بحث سے معلوم ہوا۔ کہ لفظ اُمّی کے بہت سے معانی ہیں۔ اوّل جو لکھنا پڑھنا نہ آتا ہو۔ یہ معنی کسی حدیث یا آیت سے ماخوذ و مثبت نہیں ہیں۔ صرف بعض کا قیاس ہے۔ دوم اُمّی جس پر کوئی پیغمبر مبعوث نہ ہوا ہو۔ سوم اُمّی منسوب طرف اُمّ بمعنی مادر یعنی جو اُسی حالت پر ہو۔ جیسا کہ قبل تعلیم شکم مادر سے پیدا ہوا تھا۔ چہارم اُمّی منسوب طرف امت یعنی جو جبلّت و سرشت اوّلی پر ہو۔ جیسے عام امت قبل تحصیل علوم ہوتی ہے۔ پنجم اُمّی جس نے کسی بشر سے تعلیم سوا ابی نہ پائی ہو۔ ششم اُمّی منسوب طرف اُمّ القریٰ یعنی مکّے۔ ہفتم اُمّی یعنی صاحب روح اعظم قدسِ نبوی جو مبدء الانوار و اُمّ الارواح ہے۔ اور یہ معنی سوائے مخلوق اوّل اور کسی پر صادق نہیں آ سکتے۔ ہشتم اُمّی کے معنی لسان اللہ ہیں۔ جیسا کہ توریت و انجیل سے معلوم ہے (واجعل کلامی فی فیہ)۔ نہم اُمّی کے یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں۔ کہ اُمّی منسوب الی الام بالفتح بمعنی قصد ہو۔ اور اس صورت میں اُمّی کے یہ معنی ہونگے۔ کہ اُمّی وہ شخص ہے۔ جو جمیع مخلوقات کا مقصد ہے۔ ہر شے اس کا قصد رکھتی ہے۔ اور ہر شے اُس کی طرف توجہ کرتی ہے۔ اور یہ "غیر وجہ اللہ من یتوجہ الیہ الاشیاء" اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کہ وہی خدا تک پہنچنے کا واسطہ و وسیلہ و وجہ ہے۔ اور آپ نے فرمایا ہے "انا وجہ اللہ الباقی بعد فناء کل شئ" اور اس طرف سے بھی وہی خلقت عالم سے مقصود بالذات ہے "یا عبدی انت المراد و انت المرید و خیرتی من خلقی وعزتی وجلالی لولاک لما خلقت الافلاک" اے میرے بندے تو ہی اصل مراد ہے اور تو ہی مرید ہے۔ جو چاہتا ہے اپنے ارادے سے کرتا ہے۔ اور تو ہی برگزیدہ و پسندیدہ مخلوق ہے۔ اور مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے۔ اگر تو نہ ہوتا۔ تو میں زمین و آسمان کو پیدا نہ کرتا۔ ایضاً قال اللہ للقلم یا قلم لولاہ ما خلقتک ولا خلقت خلقی الا لاجلہ فھو بشیر و نذیر و سراج منیر و شفیع و حبیب الخ" اے قلم اگر وہ نہ ہوتا۔ تو میں تجھے خلق نہ کرتا۔ اور نہیں پیدا کیا میں نے اپنی مخلوق کو مگر اسی کی وجہ سے اور اُسی کے واسطے۔ پس وہی بشیر و نذیر و سراج منیر و شفیع و حبیب ہے۔" لیکن بظاہر اس صورت میں لفظ اَمّی بالفتح ہوگا۔ نہ اُمّی بالضم۔ جواب اس کا یہ ہے۔ کہ کبھی بعض حرکات ثقیل معلوم ہوتی ہیں۔ اس لئے ان کو بدل دیا جاتا ہے۔ یہاں فتح اگرچہ اخف الحرکات ہے۔ لیکن آنحضرتؐ کی رفعت شان کی وجہ سے رفع دیا گیا۔ جیسا کہ "ومن اوفی بما عاھد علیہُ اللہ" (سورۂ فتح) میں علیہ کی ہ مرفوع پڑھی گئی ہے۔ حالانکہ قاعدے کی رو سے کسرہ چاہئے تھا۔ پس اسی طرح اَمّی کو اُمّی پڑھنا اور اس معنی میں اُمّی کہنا بھی ضرور درست ہو سکتا ہے۔

ان معانی میں سے معنی اوّل کا اطلاق پیغمبرؐ کے لئے قطعاً محال ہے۔ اور بدیہی البطلان ہے۔ جیسا کہ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ثابت ہوا۔ اور اس معنی میں مشرکین عرب بھی اُمّی نہیں۔ کیونکہ وہ سب جاہل محض نہ تھے بعثت سے لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ دوسرے معنی مخصوص ہیں انہی لوگوں سے جن پر کوئی پیغمبر مبعوث نہیں ہوا۔ اور کتاب نہیں آئی یعنی مشرکین عرب۔ تیسرے یعنی منسوب الی الام تبفسیر مذکور۔ یقیناً شان پیغمبری کے خلاف ہیں۔ ہاں اگر اُم سے مراد حضرت ہاجرۂ اُم العرب لی جائیں تو اُمّی باین معنی صحیح ہے۔ کہ وہ نبی جو اُم العرب کی اولاد سے ہوگا اور ام العرب کی طرف منسوب۔ اور ام العرب کی اولاد میں سے صرف نبی امی پیغمبر عربی ہی مبعوث برسالت ہوئے ہیں۔ چوتھے معنی منسوب الی الامۃ بھی مناسب شان پیغمبری نہیں۔ باطل ہیں۔ ہاں اگر امت سے خاص امت مسلمہ باسلام نبوتی بلاواسطہ ذریت خاص حضرت ابراہیمؑ مراد لی جائے تو صحیح ہے۔ کہ یہ نبی امی اسی امت مسلمہ میں سے مبعوث ہوا۔ اور ضرور اسی امت کی طرف منسوب ہے۔ لہٰذا اس اعتبار سے اُمّی بمعنی فرد امت مسلمہ ذریت ابراہیمیؑ ونسل اسمٰعیل ہوا۔ پانچویں معنی یعنی امی وہ جس نے کسی تعلیم نہ پائی ہو۔ یہ بھی حضرتؐ کے لئے یقیناً تحقق و مبرہن ہیں۔ چھٹے معنی یعنی منسوب الی ام القریٰ کے اطلاق میں کسی کو شبہ ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ نبی عربی مکی مدنی یہی ہیں نہ اور کوئی پیغمبرؐ۔ ساتویں معنی مخصوص آپ ہی کی ذات سے ہیں۔ اور ضرور آپ ہی اس کے مصداق ہیں۔ یقیناً آپ ابوالاکوان واُمّ الامکان تمام موجودات کے لئے بمنزلہ مادر مہربان ہیں۔ کیونکہ تربیت بچہ کی ماں سے متعلق ہوتی ہے۔ اور تدبیر و تربیت عالم مبدء الانوار ولی اللہ المطلق نبی برحق سے متعلق ہے۔ اور ہر فیض ہر شے کو ان ہی کے واسطے و وسیلے اور انہی کی طرف سے پہنچا ہے۔ اور آپ ہی ورحمتی وسعت کل شئی کے مظہر و رحمت واسعہ الٰہی ہیں۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین۔ آٹھویں معنی یعنی امی بمعنی لسان اللہ الناطق ضرور حضرتؐ ہی کی شان کے شایاں اور خاص آپ ہی سے مختص ہیں۔ نویں معنی بھی آپ ہی سے مخصوص اور وجہ اللہ ومقصد خلائق آپ ہی ہیں۔ پس نبی اُمّی صاحب روح ام الارواح۔ وجہ اللہ الباقی۔ لسان اللہ الناطق المعلم بتعلیم الٰہی مسلم مطلق از ذریت ابراہیمیؑ۔ نجل مبارک ام العرب۔ نبی مکی مدنی ہوا۔ اور وہ نقطۂ دائرۂ تکوین خاتمۂ مصحف تدوین رحمۃ للعالمین سید المرسلین محمد مصطفٰے خاتم النبیینؐ ہے نہ غیرہ۔ وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

اس بیان سے یہ بھی بخوبی روشن ہے۔ کہ اہل بیت نبوت و رسالت و وارث کتاب و حکمت حضرات معصومین علیہم السلام پر بھی یہ تمام معانی صادق آتے ہیں۔ اور وہ سب کے سب اُن تمام صفات سے متصف ہیں جن سے پیغمبر اُمّی لقب۔ کیونکہ پہلے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ وہ خاص روح جو ام الارواح و نزل الانوار ہے وہی ان میں بھی ہے بطور تشعشع نہ بطور انتقال۔ اور یہ بھی مثل پیغمبرؐ سب کے سب لسان اللہ و وجہ اللہ و ید اللہ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ہیں۔ یہ سب کے سب اُم العرب کی نسل سے ہیں۔ یہ سب کے سب اُمتِ مسلمہ ابراہیمیؑ سے ہیں۔ یہ سب کے سب اُم القریٰ کے رہنے والے ہیں۔ یہ سب کے سب علم موہبتی لدنی رکھتے ہیں کسی نے کسی وقت کسی غیر سے تعلیم سواجی نہیں پائی۔ "انہ لم یتلمذ و امن احد من البشر" ان کے لئے صادق ہے۔ پس وہ امیین جن میں سے پیغمبرؐ مبعوث ہوا یہی ہیں نہ اور کوئی۔ جو تمام صفات امیت میں مثل پیغمبرؐ ہیں اور یہ سب نفس واحدہ ہیں۔ خاتم النبیینؐ "انہ لا نبی بعدی" نے نبوت مخصوص کر دی ہے خاتم النبیینؐ سے۔ ودنہ ھ

اگرچہ جہاں میں نبی بعد مصطفےٰؐ ہوتے ✤ امامؑ بارہ کے بارہ سب انبیاء ہوتے

محمد بن مسلم سے روایت ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں نے جناب صادقؑ کو سنا کہ فرماتے تھے۔ "الائمۃ بمنزلۃ رسول اللہ الا انہم لیسوا بانبیاء ولا یحل لھم من النساء ما یحل للنبی فاما ما خلا ذالک فھم بمنزلۃ رسول اللہ" یعنی ائمہ بمنزلہ رسول خدا ہیں۔ مگر یہ کہ وہ نبی نہیں ہیں۔ اور ان کے لئے اتنی عورتیں نکاح میں لانا جائز نہیں ہے جتنی رسول خداؐ کے لئے لیکن علاوہ اس کے سب باتوں میں وہ بمنزلہ رسول خدا ہیں" (اصول کافی و بحار الانوار)۔ واللہ یختص برحمتہ من یشاء ام یحسدون الناس علی ما اتاھم اللہ من فضلہ ✤

الحمدللہ کلام اللہ و کلام معادنِ علوم سے اُمی کی تحقیق و توجیہ کر دی گئی۔ اب ناظرین کو اختیار ہے جس معنی سے چاہیں پیغمبرؐ کو موصوف کریں۔ خواہ مثل علامہ کنتوری مشرکین عرب کی طرح کا اُمی جانیں۔ یا جاہل مطلق سمجھیں۔ یا اُن معانی سے متصف کریں۔ جو ہم نے اختیار کئے ہیں۔ افسوس ہے۔ کہ جناب علامہ کو تو کل معانی اُمی میں سے ذات پیغمبرؐ کے شایاں معنی جہالت ہی ہے "فکر ہر کس بقدرِ ہمتِ اوست"۔ و لکل وجھۃ ھو مولیھا ✤

علوم ائمہؑ اور اکتساب کی حقیقت یہ محقق و مسلّم اور مشہور و معروف ہے۔ اور جملہ اہل علم جانتے ہیں۔ کہ علم دو قسم کے کہلاتے ہیں۔ ایک علوم ضروریہ بدیہیہ۔ دوم علوم نظریہ کسبیہ اکتسابیہ جن علوم میں نظر و فکر و کسب و اکتساب کی ضرورت نہیں۔ وہ بدیہی ضروری کہلاتے ہیں۔ اور جن میں نظر و فکر و آلات کسب و اکتساب کے کام میں لانے کی احتیاج پڑتی ہے وہ کسبی و نظری کہلاتے ہیں۔ پس بعض علوم تو ہر ایک انسان کے لئے ضروری ہیں مگر بہت کم۔ چنانچہ "مَا اُوتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا" سے ظاہر ہے۔ کیونکہ "اُوتِیْتُمْ" فرمایا ہے نہ "مَا کَسَبْتُمْ" یعنی نہیں دیا گیا ہے تم کو علم مگر تھوڑا سا۔ نہ یہ کہ نہیں تحصیل کیا تم نے علم مگر بہت تھوڑا۔ پس ما اوتیتم سے مراد

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

علم ضروری فطری انسان ہے۔ اور اس کو مستقلات عقلیہ کہتے ہیں۔ اور اس میں جملہ بنی نوع انسان مساوی ہیں۔ بعد ازاں ان علوم کے ذریعہ اور آلات اکتساب علوم کی مدد سے انسان اور علوم حاصل کرتا جاتا ہے۔ اور آلات تحصیل علوم تین ہیں۔ سمع و بصر اور فواد۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے۔ "اَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ"۔ یعنی "خدا نے نکالا تمکو اپنی ماؤں کے پیٹوں سے در آنحالیکہ تم کچھ نہیں جانتے تھے۔ یعنی سوائے فطریات اولیہ کچھ نہ تھا پس تمہارے کان۔ آنکھ و دل دئے" اور ظاہر ہے۔ کہ آلات تحصیل علوم یہی ہیں۔ اور کان سب سے مقدم ہے۔ چنانچہ جو مادر زاد بہرہ ہو۔ وہ تعلیم نہیں پا سکتا (مگر بہت ہی خفیف)۔ اور مادر زاد اندھے پڑھ جاتے ہیں۔ انسان جب کان سے کوئی بات سنتا ہے۔ یا آنکھ سے کچھ دیکھتا ہے۔ حس مشترک اس کو قوت خیال تک پہنچاتی ہے۔ خیال واہمہ کو دیتا ہے۔ واہمہ حافظہ کو۔ حافظے سے قوت عاقلہ متفکرہ لیتی ہے۔ اور اس صورت میں اس قوت کی مثال مثل معمار کے ہوتی ہے۔ کہ جب اینٹ گارا اس کو دیا جائیگا۔ وہ عمارت بنانے لگیگا۔ جب کچھ نہ پہنچیگا۔ وہ بیٹھا رہیگا۔ ایسا ہی یہاں ہے۔ جو محسوسات یہ حواس پیش کرینگے۔ انہی میں یہ قوت تصرف کریگی۔ ورنہ نہیں۔ اسی واسطے یہ علوم ناقص ہوتے ہیں۔ اور اسی واسطے متغیر و متبدل ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ایک وقت جو حکما و عقلاء نے مقدمات حاصلہ سے تحقیقات ماہیات اشیاء عالم میں نتائج مرتب کئے تھے۔ دوسرے حکما کی تحقیق نے انہیں باطل ثابت کر دیا۔ اور بسا اوقات دیکھا جاتا ہے۔ کہ ایک شخص اپنے نزدیک ایک شے کا علم حاصل کرتا ہے۔ اور اسی کو علم واقعی جانتا ہے۔ لیکن دوسرا اس سے زبردست عالم اس کے بطلان کو حسی کر دکھاتا ہے۔ اس وقت پہلے عالم کا علم مبدل بجہل ہو جاتا ہے۔ اور اس لئے کہا جا سکتا ہے۔ کہ علوم اکتسابیہ ظاہریہ در اصل علم ہی نہیں ہیں۔ شائد دس حصوں میں سے ایک حصہ مطابق واقع نہیں بلکہ مشابہ بالواقع ہو۔ یہ تو علوم ظاہری ہیں۔ اور چونکہ آلات تحصیل علوم میں فواد بھی ہے۔ اور فواد بمنزلہ نفس ہے۔ یعنی ایک قلب ہے۔ "لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا"۔ ایک فواد ہے۔ "اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا" (بنی اسرائیل)۔ ایک لب ہے۔ "اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ"۔ مقام قلب مقام قلب طبعی جسمانی ہے۔ یعنی پارچہ گوشت بشکل صنوبر۔ جو بائیں جانب ہوتا ہے۔ اور اس میں خون سیاہ ہوتا ہے۔ فواد بمنزلہ النفس ہے۔ جو ذو جہتین ہے۔ اس میں جسمانیت بھی ہے اور روحانیت بھی۔ اور لب مقام قلب عقلانی اور فواد برزخ ہے درمیان قلب طبعی۔ اور لب یعنی قلب عقلانی روحانی کے اور اصل محرک یہی قلب عقلانی ہے۔ لیکن اس عالم جسمانیات میں چونکہ وہ متعلق ہے جسمانیت سے بواسطہ فواد۔ اس لئے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

یہاں بواسطہ روح عقلانی مدرک فواد کہلائیگا۔ اسی واسطے یہاں آیات تحصیل علوم میں فواد کا ذکر کیا گیا ہے۔ نہ قلب کا نہ لُبّ کا۔ پس یہ فواد جس قدر طبیعت وجسمانیت سے دور معرّیٰ ومطہر اور عقلانیت سے قریب ہوتا جائیگا۔ اسی قدر اس کی تعلیم باطنی بڑھتی جائیگی۔ اور نظریات ضروری وبدیہی ہوتے جائینگے۔ اور جس قدر طبیعت حیوانیہ وجسمانیت کی طرف بڑھتا جائیگا۔ اسی قدر اس کی نورانیت وعقلانیت کم ہوتی جائیگی۔ اور علوم نظری۔ پس جو لوگ باعتبار تصفیہ وتزکیہ نفس اور ریاضات عقلانیت میں ترقی کر جاتے ہیں۔ انکو ایک وقت یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ بہت سے نظریات بدیہی ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ان کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔ کہ بدیہیات سے گزر کر نظریات حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور ایک طرف توجہ دوسری طرف توجہ سے مانع نہیں ہوتی۔ اور انکشاف ہونے لگتا ہے۔ کیونکہ یہ روح عقلانی جو مقام لب ہے بلحاظ اپنے تجرد کے چونکہ متصل ہے روح مطلق کلی سے جو عقل اوّل معلم کل وحقیقت نورانیہ علیّہ ہے۔ پس جس قدر فواد مزکّی ومطہر ومجرد ہوتا جائیگا۔ اسی قدر نور علم زیادہ ہوتا جائیگا۔ یہ علوم باطنی ہیں۔ اور یہی اصل علم ہیں جس کو جتنا حاصل ہو جائے۔ اور یہ مرتبہ حضور نظریات عقل بالمستفاد کا مرتبہ کہلاتا ہے۔ اور یہ آخری مرتبہ انسانیت ہے۔ اور بعض لوگوں کو یہ درجہ حاصل ہوا ہے (کما مرّ فی المقدمۃ) لیکن جو نفوس بالفطرۃ نورانیت وعقلانیت پر پیدا کئے گئے ہیں۔ وہ کسی وقت میں بھی ان آلات ظاہر تحصیل علوم کے محتاج نہیں ہوتے۔ اور ان کے علوم کسبی واکتسابی نہیں ہوتے۔ کہ احساس وادراک حواس کے ذریعہ سے مقدمات حاصلہ میں تفکر وتدبر کر کے نتائج نکالتے ہوں۔ اور اس طرح سے علوم میں ترقی کر جاتے ہوں۔ بلکہ ان کے تحصیل علوم کا ذریعہ محض ذریعہ باطنیہ یعنی روح نورانی عقلانی ہے۔ چنانچہ خدا خبر دیتا ہے۔ "اَلَّذِیْ اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَہٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَہٗ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّہِیْنٍ ثُمَّ سَوّٰىہُ وَنَفَخَ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِہٖ وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَۃَ قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ" (سجدہ ع ۱) یعنی "ہمارا پروردگار وہ ہے۔ جس نے ہر ایک شے کو حسن خلق کیا ہے۔ اور انسان کی خلقت کی ابتدا طین سے کی ہے۔ اور اس کی نسل ایک آب ذلیل کے قطرہ سے قرار دی۔ پھر اس انسان اوّل کو درست ومعتدل بنایا۔ اور اس میں اپنی ایک خاص روح پھونکی۔ اور تمہارے لئے کان وآنکھ ودل بنائے۔ اور تم بہت کم شکر گزار ہو"۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ انسان اوّل یعنی حضرت آدمؑ ابوالبشر جو خلیفہ اوّل اور نبیٔ اوّل ہیں۔ ان کے لئے آلہ تحصیل علم وہ روح خاص ہے۔ جو ان میں پھونکی گئی چنانچہ اس کے آتے ہی عالم ومعلم ہو گئے۔ محتاج تعلیم آلات کسب واکتساب سمع وبصر وفواد نہ ہوئے۔ جیسا کہ مقدمۂ کتاب میں مفصّل ذکر ہوا۔ اور ہمارے لئے آلہ تحصیل علوم کان۔ آنکھ اور دل دئے گئے۔ لہذا

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

انبیاء علیہم السلام ان آلات سے تحصیل علوم میں مستغنی ہیں۔ اور ان کے علوم ہماری طرح علوم اکتسابی نہیں ہوتے۔ بلکہ محض تعلیم ربانی عالم ہوتے ہیں۔ اور وہی اشرف و اعلیٰ علوم ہیں۔ بلکہ اصل علوم وہی ہیں نہ علوم اکتسابیہ۔ وہ نورانیت ہی پر پیدا ہوتے ہیں۔ اور علم لدنی ہے۔

علوم انبیاء کی نسبت ابو حامد غزالیؒ کی رائے

ابو حامد غزالیؒ فرماتے ہیں۔ اور جناب عمدۃ المتکلمین مولینا مولوی سید حامد حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ نے حدیث مدینہ میں اس کو ذکر کیا ہے "الطریق الثانی التعلیم الربانی وذالک علی وجھین الاول القاء الوحی (الی ان قال) فعلم الانبیاء اشرف مرتبة من جمیع علوم الخلائق لحصولہ من اللہ تعالیٰ بلا واسطہ و وسیلة وبیان ھذہ الکلمة فی قصة آدم والملئکة (الی ان قال) وانما کان علمہ اشرف واکمل واقوی لانہ حصل من التعلیم الربانی وما اشتغل قط بالتعلم والتعلیم الانسانی فقال اللہ تعالیٰ علمہ شدید القویٰ" یعنی دوسرا طریق تعلیم ربانی ہے۔ اور اس کی دو صورتیں ہیں۔ اول القاء وحی........ پس علم انبیاءؑ جمیع خلائق کے علوم سے اشرف مرتبہ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ بلاواسطہ و وسیلہ غیر خدا سے حاصل ہوا ہے۔ اور توضیح اس کی قصہ آدمؑ و ملائکہ سے ظاہر ہے........ پس علم حضرت خاتمؐ سب سے اشرف واکمل واقویٰ ہے۔ کیونکہ وہ تعلیم ربانی سے حاصل ہوا ہے۔ اور کبھی حضرتؐ تعلم و تعلیم انسانی میں مشغول نہیں ہوئے۔ پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی اس کو شدید القویٰ (یعنی اللہ) نے" اس کلام سے چند باتیں ثابت ہیں۔

اول اشرف علم وہی ہے۔ جو بہ تعلیم ربانی و بلاواسطہ ہو۔ دوم علم انبیاءؑ یہی علم ہے۔ یعنی موہبتی نہ اکتسابی۔ سوم آنحضرتؐ کا علم سب سے اشرف واکمل واقویٰ ہے۔ کیونکہ سب بلاواسطہ و وسیلہ غیر منجانب اللہ حاصل ہوا ہے۔ چہارم "علمہ شدید القویٰ" سے تعلیم ربانی بلاواسطہ مراد ہے۔ نہ تعلیم بالواسطہ۔ اور شدید القویٰ خدا کی صفت ہے نہ جبرئیلؑ کی۔ اور ہم ثابت کر چکے ہیں۔ جو روح نورانی مبدء انوار و حقیقت علمیہ پیغمبرؐ میں ہے۔ وہی اوصیاء پیغمبرؐ میں ہے۔ اور وہی انکی معلم اور نفس علم ہے۔ کیونکہ عالم نور ہے اور وہ نفس نور ہے۔ پس تمام علوم ان کو اس سے حاصل ہوتے ہیں۔ نہ بطور اکتساب۔ اور اس لئے ان کے لئے اکتساب کا اعتقاد بدیہی البطلان ہے۔ تمام بلاواسطہ حاصل ہوئے۔ نہ جبرئیلؑ ان کے لئے واسطہ تعلیم ہو سکتا ہے اور نہ حضرت ابو طالبؑ۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ ہمارے اور ائمہؑ و انبیاءؑ کے علوم کی صورت بالعکس ہے۔ ادہم آمل مثلاً کسی کی زبان بذریعہ کان کچھ سنتے ہیں۔ اور حس مشترک کے ذریعہ قوت عاقلہ تک پہنچتا ہے۔ ادھر انبیاءؑ و ائمہؑ کے قلب پر

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

اوّل علم نازل ہوتا ہے۔ اور پھر وہاں سے منتقل ہو کر زبان پیغمبرؐ و امامؑ سے ظاہر ہوتا ہے۔ پس ہمارے اور اُن کے علوم میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ فتدبر فیہ ◆

علمِ اکتسابی علم ہی نہیں

قال المجلسیؒ۔ العلم لیس ما یحصل بالسماع و قرأۃ الکتب و حفظہا فان ذالک تقلید و انما العلم ما یفیض من عند اللہ سبحانہ علیٰ قلب المؤمن یوماً فیوماً و ساعۃً فساعۃً فینکشف بہ من الحقائق ما تطمئن بہ النفس و ینشرح لہ الصدر و یتنور بہ القلب"۔ یعنی "وہ علم نہیں ہے۔ جو سُننے۔ کتب کے پڑھنے اور اُن کے حفظ کر لینے سے حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ تو تقلید ہے (جو دوسرے نے کہا۔ یاد کر لیا۔ جو کتاب میں دیکھا۔ رٹ لیا)۔ سوائے اِس کے نہیں ہے کہ علم وہ ہے۔ جس کا خدا کی طرف سے روز بروز ساعت بساعت قلب مومن پر فیضان ہوتا ہے۔ پس اسی سے وہ حقائق منکشف ہو جاتے ہیں جن سے نفس مطمئن ہو جاتا ہے۔ شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ سینہ کھُل جاتا ہے۔ اور دل نورانی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ علم نور ہے۔ وھو الظاھر بذاتہ المظھر لغیرہ تحقیق حکماء محققین بھی یہی ہے۔ کہ تصورات و صُوَر حاصلہ اشیاء کا نام علم نہیں ہے۔ بلکہ بعد حصول صُوَر فی الذہن جو نفس میں کیفیت انجلائیہ (نورانیہ) پیدا ہوتی ہے۔ وہ حقیقی علم ہے۔ اور وہی تصور و تصدیق میں منقسم۔ پس حقیقت علم وہی نور ہے۔ جو من جانب اللہ قلب پر فائض ہو۔ نہ کہ علم کتابی۔ جو دوسروں سے سُن سُنا کر اور پڑھ پڑھا کر حاصل کیا جائے۔ علم ائمہؑ علم حقیقی۔ نور خدا ہے۔ نہ علم اکتسابی۔ اِن کے لئے علم اکتسابی کا قائل ہونا ان کے مرتبے کو پست خیال کرنا اور عدم معرفت کی نشانی ہے۔ البتہ جو تعلیم جناب رسولؐ کی بابت مروی ہے۔ مثلاً یہ کہ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ کہ مجھ کو رسول خداؐ نے دس لاکھ باب علوم حلال و حرام و علم ما کان و ما یکون تعلیم فرمائے۔ اور ہر باب سے ہزار باب علوم منکشف ہوئے۔ یہاں تک کہ میں نے علم منایا و بلایا و فصل خطاب جان لیا۔ خود اس کے مفہوم سے ظاہر ہے۔ کہ یہ طریق اکتساب نہیں ہے۔ بلکہ ایک طریق موہبت ہی ہے۔ ایک حرف کہہ دیا۔ ہزار باب علوم آ گئے۔ دوسری حدیث میں حضرت باقرؑ فرماتے ہیں۔ کہ رسول خداؐ نے علیؑ کو ایک حرف لکھا دیا جس نے ہزار حرف اور کھول دئیے۔ اور ہر حرف سے ہزار حرف اور کھُلے۔ وغیر ذالک۔ یہ وہ علم کسبی نہیں ہے جو نظر و فکر سے حاصل ہوتا ہے۔ فافہم ◆

الرَّاسِخُونَ فِی الْعِلْمِ

هُوَ الَّذِیۤ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ (آل عمران ع ۱)۔

تفسیر عیاشی میں جناب صادق آل محمدؑ سے منقول ہے۔ کہ آپؑ نے فرمایا۔ "نَحْنُ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ وَنَحْنُ نَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ" یعنی راسخون فی العلم ہم ہیں۔ اور تاویل کو ہم ہی جانتے ہیں"۔ نیز آنحضرتؑ سے منقول ہے۔ کہ فرمایا۔ "رَاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْأَئِمَّةُ"۔ اور برید بن معاویہ سے مروی ہے۔ کہ میں نے حضرت باقرؑ سے عرض کیا۔ "لا یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم" کے کیا معنی ہیں۔ آپؑ نے فرمایا یعنی "تاویل القرآن لا یعلم کلہ الا اللہ والراسخون فی العلم فرسول اللہ افضل الراسخین فی العلم قد علمہ اللہ جمیع ما انزل علیہ من التنزیل والتاویل وما کان اللہ منزلا علیہ شیئا لم یعلمہ تاویلہ واوصیائہ من بعدہ یعلمونہ کلہ وقال الذین لا یعلمون ما نقول اذا لم نعلم؟ فاجابہم اللہ یقولون آمنا بہ کل من عند ربنا والقرآن لہ خاص وعام وناسخ ومنسوخ ومحکم ومتشابہ والراسخون فی العلم یعلمونہ"۔ فرمایا یعنی کل قرآن کی تاویل سوائے خدا اور راسخین فے العلم اور کوئی نہیں جانتا پس رسول اللہؐ افضل الراسخین فے العلم ہیں۔ خدا نے جو کچھ نازل کیا ہے۔ اُس کی تاویل و تنزیل ان کو تبلادی ہے۔ اور خدا کے لئے سزاوار نہیں ہے۔ کہ ان پر کوئی ایسی شے نازل کرے۔ جس کی تاویل انہیں نہ بتلائے۔ اور اُن کے بعد اُن کے اوصیاءؑ تاویل کے عالم ہیں۔ اور جو عالم تاویل نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ ہم کیا کہیں۔ جب کہ ہم تاویل نہیں جانتے۔ خدا نے جواب دیا۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ کل محکم و متشابہ ہمارے پروردگار کے پاس سے ہے۔ اور قرآن میں خاص ہے عام ہے۔ ناسخ ہے۔ منسوخ ہے۔ محکم ہے متشابہ ہے۔ اور راسخین فے العلم سب کو جانتے ہیں۔ بنابریں تمام قرآن کی تاویل و تنزیل کے جاننے والے راسخین فے العلم محمدؐ و آل محمد علیہم السلام ہی ہیں ✦

راسخون فے العلم کے معنی۔ جناب باقر العلوم علیہ السلام فرماتے ہیں "ان الراسخون فی العلم من لا یختلف فی علمہ"۔ راسخون فی العلم وہ ہیں۔ جن کے علم میں اختلاف نہ ہو۔ جو ایک کہے۔ وہی دوسرا کہے۔ اور اُس کے کلام میں تناقص نہ ہو۔ کہ کبھی کچھ کہدے اور کبھی کچھ اور جو کچھ کہیں۔ مطابق واقع ہو۔ ابن شہر آشوب مناقب میں فرماتے ہیں "الراسخون فی العلم من توخیہم رسول اللہ بالکتاب واخبر انہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض ومعنی اللغۃ الراسخ اللازم لا یزول عن حالہ ولا یکون کذالک الا من طبعہ اللہ علی العلم فی ابتداء نشوہ کعیسیٰ

فی وقت ولادتہ قال ابی عبد اللہ اتانی الکتاب الآیۃ فاما من یبقی السنین الکثیرۃ لا یعلم ثم یطلب فیناله من جهۃ غیرہ علی قدر ما یجوز ان ینالہ منہ فلیس ذالک من الراسخین۔ الخ۔ یعنی راسخون فی العلم وہ لوگ ہیں۔ جن کو رسول اللہ نے کتاب اللہ کے ساتھ ملایا اور اُس کے مقارن قرار دیا ہے۔ اور خبر دی ہے کہ وہ دونو ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے۔ تا اینکہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں (یعنی اہلبیت و عترت پیغمبر)۔ اور لغت میں راسخ بمعنی لازم ہے۔ جو اپنی حالت پر قائم و باقی رہے۔ زائل و متغیر و متبدل نہ ہو۔ اور ایسا شخص راسخ فی العلم نہیں ہو سکتا۔ مگر وہ جس کو خدا نے ابتدائے خلقت میں علم ہی پر مخلوق و مفطور کیا ہو۔ اور علم اُس کی طبیعت و سرشت میں داخل ہو۔ جیسے حضرت عیسٰےؑ کہ وقت ولادت فرماتے ہیں "میں بندۂ خدا ہوں۔ مجھ کو خدا نے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے"۔ لیکن وہ شخص جو مدت تک بے علم و جاہل رہے۔ اور پھر طلب کرے۔ اور اُس کو جہاں تک بھی ممکن ہوتے دوسرے سے حاصل کرے۔ تو یہ شخص راسخ فی العلم نہ کہلائیگا"۔ اِس تحقیق کی بنا پر جو عین مطابق واقع ہے راسخون فی العلم وہ ہیں۔ جن کی خلقت و سرشت میں علم داخل ہے۔ اور وہ علم ہی پر مفطور ہوتے ہیں۔ جیسے کہ حضرت عیسٰےؑ کہ وقت ولادت وجود کتاب کا اقرار کرتے ہیں۔ اور اسی طرح ہر ایک نبی صاحب کتاب وجودی ہوتا ہے۔ اور علم اُس کے وجود کے ساتھ دیا جاتا ہے (کما مر فی المقدمۃ)۔ اور وہ شخص جو اوّل جاہل اور علم سے خالی ہو۔ بعد ازاں علم کو کسب و اکتساب سے حاصل کرے۔ وہ راسخ فی العلم نہیں ہو سکتا۔ خواہ وہ علم کے کسی درجے پر کیوں نہ پہنچ جائے۔ پس ائمہ معصومینؑ کے لئے اکتساب کا قائل ہونا یا پیغمبرؐ کو ابتدائً علم سے خالی جاننا باطل اور راسخین فی العلم ہونے سے انکار کرنا اور احادیث و آیات کی تکذیب ہے۔ علوم ائمہؑ ہرگز اکتسابی نہیں کہلا سکتے۔ اور وہ کسی علم کو کسی دوسرے انسان سے حاصل نہیں کرتے۔ علم اُن کے وجود کے ساتھ ساتھ عطا ہوتا ہے۔ اور اُن کے خمیر میں داخل ہے۔ اور صغر و کبر ان کے لئے مساوی ہے جیسا کہ صفوان سے مروی ہے کہ ہم نے حضرت رضاؑ سے دریافت کیا۔ کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ آپ کے ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ اور خدا نے آپ کو بیٹا دیدیا۔ خدا آپ کو سلامت رکھے فرمائیے۔ آپ کے بعد کس کی طرف رجوع کریں۔ آپؑ نے ابو جعفر (محمد تقیؑ) کی طرف اشارہ کیا جو سامنے کھڑے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ وہ تو تین سال کے بچے ہیں۔ فرمایا۔ پھر کیا ہے۔ حضرت عیسٰےؑ گہوارے میں حجت خدا قرار پائے۔ اور یہ تو تین سال کے ہیں۔ کیوں حجۃ اللہ نہیں ہو سکتے۔

اُولُوا العلم و اُوتوا العلم } آیہ سورۂ عنکبوت۔ وکذالک انزلنا الیک الکتاب فالذین آتیناھم الکتاب

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

یومنون بہ ومن ھؤلاء من یومن بہ وما یجحد بایٰتنا الا الکٰفرون۔ وما کنت تتلوا من قبلہ
من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون بل ھو اٰیات بینات فی صدور الذین
اوتوا العلم وما یجحد بایٰتنا الا الظٰلمون" کے متعلق ہم ثابت کر چکے ہیں کہ اس سے مراد نہ علماء یہود و
نصاریٰ ہیں اور نہ علماء امت محمدی۔ بلکہ اس کے مصداق وہی نفوس قدسیہ ہیں۔ جو قبل نزول قرآن
عالم قرآن ہیں۔ انہی کے سینوں میں قرآن بطور آیات بینات موجود ہے۔ اور کتاب سے مراد یا جنس کتاب
یا کتاب اصل و حقیقت قرآن ہے۔ اور جس کے وجود میں جنس کتاب یا حقیقت قرآن ہو۔ اس کے علوم کا اندازہ
نہیں لگایا جا سکتا۔ من عندہ علم الکتاب سے موازنہ کیجئے۔ دیکھو آصف بن برخیا جس کے باب میں خدا فرماتا
ہے۔ قال الذی عندہ علم من الکتاب (یعنی کہا اس شخص نے جس کو کتاب کا کچھ علم حاصل تھا)۔
اس کی قوت و قدرت کا یہ حال ہے۔ "انا اٰتیک قبل ان یرتد الیک طرفک" "چشم زدن سے پہلے
ایک ماہ کی راہ سے تخت بلقیس لا کر حضرت سلیمانؑ کے آگے رکھ دیا۔" جو شخص جنس کتاب کا علم رکھتا ہو۔ اس کی
قدرت و قوت کا کیا ٹھکانا۔ اگر جنس کتاب مراد ہو جب۔ اور اگر کتاب معہود یعنی قرآن مراد ہو۔ جب بھی
چاہئے۔ کہ صاحب "من عندہ علم الکتاب" کے نزدیک مشارق و مغارب عالم ارض و سموات سب ایک
ہوں۔ اور چشم زدن میں بارہ ہزار عالم کی سیر کر آئے۔ کیونکہ کتاب معہود یعنی قرآن کی صفت میں خدا فرماتا
ہے۔ "ولو ان قراٰنا سیرت بہ الجبال او قطعت بہ الارض او کلم بہ الموتیٰ بل للہ الامر جمیعا"۔
یعنی "اگر کوئی قرآن ہے۔ کہ اس کو اگر پہاڑوں پر پڑھا جائے۔ تو چل نکلیں۔ زمین پر پڑھا جائے۔ تو پارہ
پارہ ہو جائے۔ یا طی الارض ہو جائے۔ اور مردوں پر پڑھا جائے۔ تو بول اٹھیں۔ بلکہ ہر ایک امر خدائی اس
سے سرانجام پا جائے۔ تو وہ یہی قرآن ہے۔ پس جس کے پاس اس کا علم ہو۔ مشرق عالم کو مغرب اور
مغرب عالم کو مشرق کر سکتا ہے۔ چنانچہ بعینہ یہی بصائر الدرجات میں جناب امیرؑ سے عبدالحمید نے روایت
کیا ہے۔ اور حضرت علی النقی علیہ السلام فرماتے ہیں "لا یعزب عنا شئی" "ہم سے کوئی شے
غائب اور دور نہیں" "وکل ذالک علم احاطۃ لا علم اخبار" اور یہ سب علم احاطی ہے نہ علم اخباری
یعنی احاطہ رکھتے ہیں عوالم پر۔ نہ کہ کوئی ہمیں آکر خبر دیتا ہے۔ اور حضرت رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ
رسول خداؐ نے فرمایا۔ کہ ہوا میں کسی پرندے کا پر بھی ہلتا ہے۔ تو ہمیں اس کا علم موجود ہے۔" و وللہ انی
رسول اللہ وانا اعلم علم ما کان وما یکون الیٰ یوم القیٰمۃ (عن الباقرؑ)" "خدا مجھ کو رسول اللہ
نے در آنحالیکہ میں جانتا ہوں علم ما کان و ما یکون تا یوم القیامۃ کو۔ اور "اسئلونی قبل ان تفقدونی
عما شئتم فانی اعلم بطرق السمٰوات من طرق الارض" (پوچھو مجھ سے قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

جو کچھ تمہارا دل چاہے۔ کیونکہ طرق السماوات کو طرق ارض سے بہتر جانتا ہوں)۔ قول باب علم مشہور و
معروف ہے۔ اور ابان تغلب سے مروی ہے۔ کہ جناب صادق آل محمدؑ کے پاس یمن کا ایک نجومی
آیا۔ حضرتؑ نے دریافت کیا۔ تمہارے علماء کا علم کس درجہ وسیع ہے۔ عرض کیا۔ علم نجوم و فال کے
ذریعہ ایک شب میں آفتاب کی دو مہینے کی راہ طے کر لیتے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ پھر تو عالم مدینہ (یعنی
آپؑ) تمہارے علماء سے عالم تر ہے۔ کہ دن کی ایک ساعت میں آفتاب کی ایک سال کی منزلوں کو طے
کر لیتا ہے۔ اور اپنے مقام سے حرکت نہیں کرتا۔ اور بارہ ہزار عوالم کی سیر کرتا ہے۔ ایسے عوالم جن کا
ایک عالم مثل تمہارے عالم کے ہے۔ اور ان عوالم کے رہنے والے یہ نہیں جانتے۔ کہ آدمؑ اور ابلیس
کوئی مخلوق ہیں۔ نجومی نے سوال کیا۔ آیا ان عوالم کی مخلوقات آپ لوگوں کو پہچانتی ہے۔ فرمایا۔ ہاں ان عوالم پر
خدا نے ہماری ہی ولایت کو واجب گردانا ہے۔ قریب قریب اسی مضمون کی ایک حدیث جناب باقر العلومؑ
سے مروی ہے۔ اور اسی مضمون کو عبدالرحمن نے حضرت صادقؑ سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک یمنی
حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ نے بعد جواب سلام فرمایا۔ تمہارے یہاں کوئی عالم ہے۔ اس نے کہا
ہاں۔ فرمایا۔ تمہارے عالم کا علم کہاں تک پہنچا ہوا ہے۔ عرض کیا۔ علم نجوم و فال کے ذریعہ سے وہ ایک
ساعت میں تیز رفتار ناقہ سوار کی ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ عالم مدینہ کا علم
تمہارے عالم سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ کہا۔ عالم مدینہ کا علم کتنا ہے۔ فرمایا۔ وہ نہ آثار نجوم دیکھتا
ہے اور نہ فال طائر۔ اور وہ لحظہ واحدہ میں مسافت شمس طے کرتا ہے۔ بارہ[۱۲] برج۔ بارہ[۱۲] بر اعظم۔ بارہ[۱۲]
بحر اعظم اور بارہ[۱۲] عالم قطع کرتا ہے۔ اس نے کہا۔ میں آپؑ کے فدا ہوں۔ میں گمان نہیں کرتا۔ کہ کوئی اتنا علم
رکھتا ہو۔ اور میں نہیں جانتا۔ کہ یہ کیا ہے۔ اور یہ کہہ کر باہر نکل گیا۔ صدقوا حیث قالوا۔ لا یعی احادیثنا
الا حصون حصینة او حلوم رزینة او صدور امینة۔ ولا یتحملہا الا ملک مقرب او نبی
مرسل او مومن امتحن اللہ قلبہ بالایمان۔ بہر کیف "من عندہ علم الکتاب" اور "آتیناھم الکتاب"
کا مصداق سوائے آل محمدؐ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ حضرت صادق علیہ السلام ایک حدیث طولانی کے آخر میں
فرماتے ہیں: "علم الکتاب واللہ کلہ عندنا علم الکتاب واللہ کلہ عندنا علم الکتاب واللہ کلہ
عندنا" علم کتاب واللہ ہمارے پاس ہے واللہ ہمارے پاس ہے واللہ ہمارے پاس ہے (بحار) سلیمان
بن قیس نے جناب امیرؑ سے ایک حدیث طویل کے ذیل میں ذکر کیا ہے۔ کہ آپؑ نے فرمایا۔ کہ میں توریت کو
اہل توریت سے بہتر جانتا ہوں۔ اور انجیل کو اہل انجیل سے۔ اور قرآن کو اہل قرآن سے۔ اور قرآن کی بابت
مجھ سے دریافت کرو۔ کیونکہ قرآن میں ہر شے کا بیان اور علم اولین و آخرین موجود ہے۔ اور قرآن نے کوئی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

بات کسی کہنے والے کے لئے نہیں چھوڑی۔ اور اس کی تاویل اللہ اور راسخون فی العلم کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور راسخون فی العلم ایک شخص نہیں چند ہیں۔ اور رسول خدا ان میں سے ہیں۔ اللہ نے ان کو تاویل قرآن عطا کی۔ اور انہوں نے مجھ کو دیدی۔ اور پھر برابر روز قیامت تک ہماری اولاد میں رہیگی۔ "لبقیہ مما ترک ال موسی وآل ھارون"۔ اور میں آنحضرت ص سے وہی نسبت رکھتا ہوں۔ جو ہارون کو موسے ع سے تھی۔ اور علم روز قیامت تک ہماری اولاد میں رہیگا۔ اور باقر العلوم ع "اتیناھم الکتاب" کی تفسیر میں فرماتے ہیں "ھم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ومن ھؤلاء من یومن بہ یعنی اھل الایمان من اھل القبلہ"۔ یعنی "والذین اتیناھم الکتاب یومنون بہ" سے مراد آل محمد ع ہیں۔ اور "ومن ھؤلاء من یومن بہ" سے مراد مسلمان اہل ایمان ہیں۔ قطعاً ناممکن ہے۔ کہ اس کا مصداق غیر آل محمد ع اور کوئی ہو۔ خصوصاً سورہ قصص میں جو صفات "الذین اتیناھم الکتاب" کے مذکور ہیں۔ سوائے آل محمد ع کے اور کسی پر صادق ہی نہیں ✦

نکتہ۔ جس طرح ہر ایک شے کے چار وجود ہوتے ہیں۔ وجود مکتوبی۔ وجود ملفوظی۔ وجود ذہنی۔ وجود حقیقی۔ کتاب کے بھی چار وجود ہیں۔ اور چاروں استعمال قرآن میں موجود ہیں" ولو نزلنا علیک کتابا فی قرطاس فلمسوہ بایدیھم لقال الذین کفروا ان ھذا الا سحر مبین" اگر ہم نازل کرتے تجھ پر کوئی کتاب کاغذ پر لکھی ہوئی۔ اور وہ مس کرتے اس کو اپنے ہاتھوں سے۔ اور اسے چھو کر دیکھتے تو بھی کافر کہتے۔ کہ نہیں ہے یہ مگر کھلا کھلا جادو"۔ یہاں کتاب سے کتاب مکتوب مراد ہے۔ "وما اتیناھم من کتب یدرسونھا وما ارسلنا الیھم قبلک من نذیر"۔ "اور نہیں دیں ہم نے ان کو کتابیں۔ جن کو وہ پڑھتے ہوں۔ اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے ان میں کوئی پیغمبر"۔ یہاں اور اس جیسی اور آیات میں کتاب سے مراد کتاب ملفوظ ہے۔ "اور لا یعلمون الکتاب الا امانی"۔ "نہیں جانتے ہیں وہ کتاب کو مگر آرزوئیں۔ یعنی اپنی خواہشات کے موافق تاویلیں کر لیتے ہیں۔ اور وہی ان کے ذہن میں ہیں جن کو وہ کتاب سمجھتے ہیں"۔ یہاں کتاب سے مراد کتاب ذہنی ہے۔ اور "ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان"۔ "واتیناھم الکتاب"۔ "واتینھما الکتاب المستبین"۔ "واتانی الکتاب" میں کتاب سے مراد حقیقت کتاب ہے۔ اور علم واقعی وجودی ہے۔ ہمارے محاورات میں بھی ایک وقت بولا جاتا ہے۔ کہ "قرآن اٹھا لاؤ"۔ اس سے وہی وجود مکتوبی مراد ہوتا ہے۔ لکھا ہوا۔ بین الدفتین۔ ایک وقت بولتے ہیں۔ فلاں قرآن پڑھ رہا ہے یا قرآن پڑھو۔ اس سے وجود ملفوظی مراد ہوتا ہے۔ ایک وقت کہا جاتا ہے۔ فلاں قرآن نہیں جانتا یا نہیں سمجھتا۔ اس سے وجود ذہنی یعنی معانی ذہنیہ مدلولہ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

بالالفاظ مراد ہیں۔ ایک قرآن ہے "انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون لا یمسہ الا المطہرون" یہ قرآن حقیقت قرآن ہے۔ اور منزل بر قلب پیغمبرؐ۔ نہ صورت مکتوبی ہے نہ صورت ملفوظی۔ جو ایک آواز ہے۔ جو قاری کے منہ سے نکلتی ہے۔ اور نہ صورت ذہنیہ مدلولہ بالفاظ۔ کیونکہ وہ تابع الفاظ ہے۔ اور اس سے مؤخر ہے۔ بلکہ حقیقت واقعیہ قرآن ہے "نزل بہ الروح الامین علی قلبک" پس "آتیناہم الکتاب" سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جن کے سینوں میں قبل نزول علم قرآن وحقیقت واقعیہ قرآن موجود ہے۔ اور وہ آل محمدؐ ہیں۔ نہ کفار یہود ونصاریٰ نے۔ یا عبداللہ ابن سلام۔ "بل ھو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم" قرآن ان کے وجود کے ساتھ ہے۔ اور ان کا وجود قرآن کے ساتھ۔ اسی واسطے پیغمبرؐ نے ان کو کتاب اللہ سے ملحق فرمایا۔ "انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض" قرآن انکے وجود کے ساتھ متحد ہے۔ اور یہی وہ اہل الذکر (اہل القرآن) ہیں۔ جن سے سوال کا حکم ہے "فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون" ذکر قرآن ہے۔ "انا نحن نزلنا علیک الذکر وانا لہ لحافظون" اور یہ اہل ذکر ہیں۔ قرآن ان کے سینوں میں موجود اور ان کے ساتھ ہے۔ اور خدا اس کا حافظ۔ نہ وہاں سے گھٹ سکتا ہے۔ نہ اسے کوئی چھین سکتا ہے۔ نہ ان کے سینوں سے کوئی چرا سکتا ہے۔ اور نہ اس حقیقت قرآن میں تحریف ہو سکتی ہے۔ یہی اوتوا العلم و اولوا العلم ہیں۔ جو حقیقت قرآن سے واقف ہیں۔ نہ علماء۔ جو ایک آیت کی حقیقت سے بھی واقف نہیں۔ سخت غلطی پر ہیں جو اوتوا العلم کی تفسیر علماء سے کرتے ہیں۔ عبدالعزیز العبدی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرتؑ نے فرمایا۔ کہ صاحبان اوتوا العلم ائمہ علیہم السلام ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ آپؑ نے فرمایا۔ ہمارے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔ پھر ہارون بن حمزہ غنوی کی روایت میں ہے۔ کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا۔ اس سے مراد خاص ائمہ اہلبیتؑ ہی ہیں۔ اور حضرت باقرؑ نے سائل کے جواب میں فرمایا۔ ہمارے سوا اور کون ہو سکتا ہے ہم ہی راسخون فی العلم ہیں۔ یعنی اوتوا العلم وہی ہو سکتے ہیں۔ جو راسخ فی العلم ہیں۔ اور علم ان کی خلقت و سرشت میں داخل ہے۔ پس جو شخص اولوا العلم۔ اوتوا العلم۔ راسخون فی العلم۔ اہل الذکر اور آتیناہم الکتاب کا مصداق ہو۔ علم اس کی سرشت میں داخل ہو۔ اس کا علم کبھی کسبی واکتسابی نہیں کہلا سکتا۔ ان کا علم وہبی و علم کلی ہے۔ جس کی حد و انتہا سوائے خدا کے کوئی نہیں جان سکتا۔ وہی جانے۔ کہ ان کو کیا عطا کیا ہے۔ ہاں اتنا معلوم ہے۔ کہ جو کچھ جملہ انبیاءؑ و اوصیاءؑ و ملائکہ کو دیا ہے۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com